والیانِ ملک

اور

ابلیس کا مکر و فریب

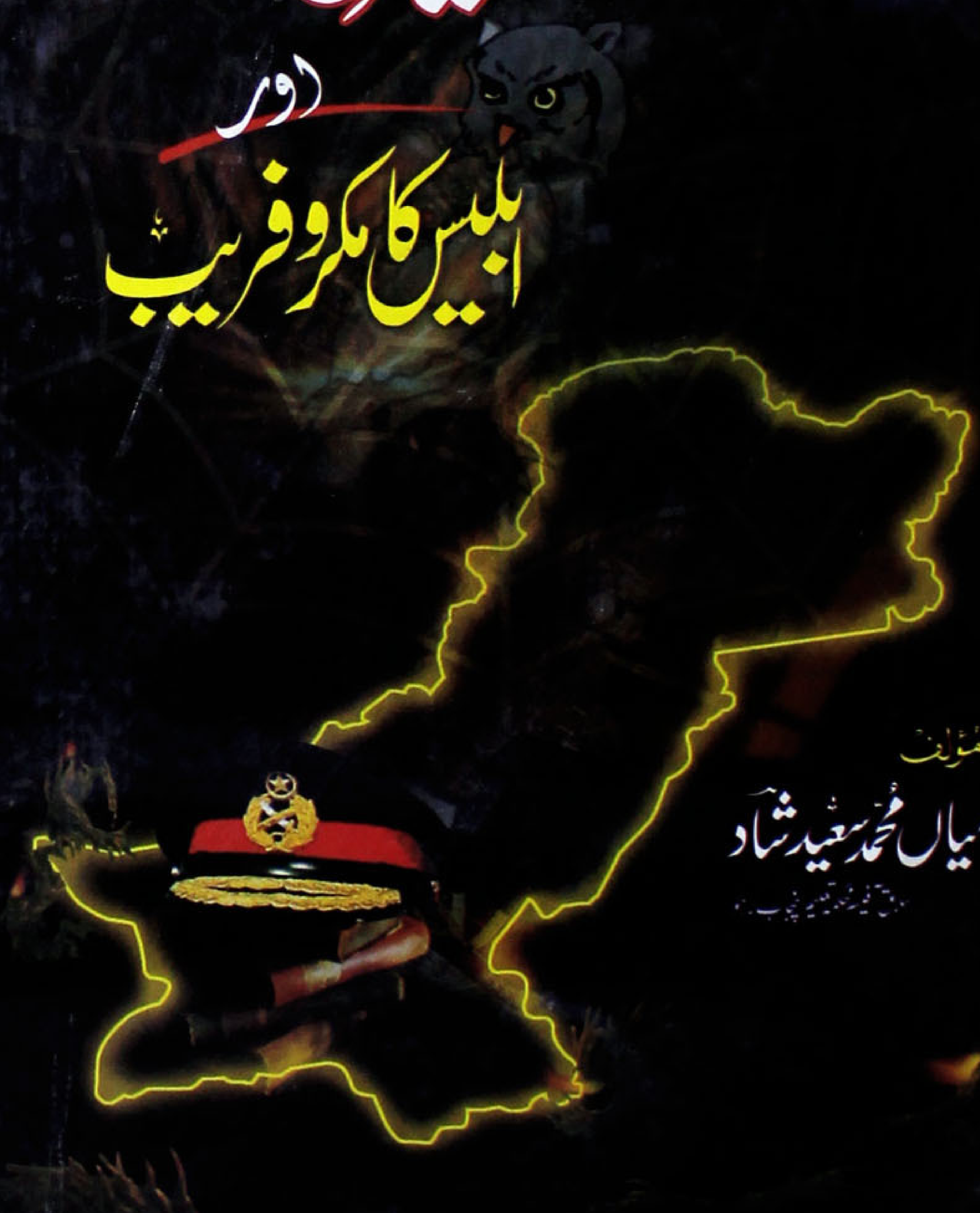

مؤلف

میاں محمد سعید شاد

والیانِ مُلک

اور

ابلیس کا مکروفریب

مؤلف

میاں محمد سعید شاد

سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب
مصنف	میاں محمد سعید شاد، سابق آفیسر محکمہ تعلیم
تاریخ اشاعت	اپریل 2007ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 199
قیمت	-/100 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔7221953 فیکس:۔042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-2212011-2630411۔ فیکس:۔021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

Marfat.com

فہرست مضامین

والیان ملک اور سلاطین پر تلبیس ابلیس 5

صدر مملکت کو کون سی صفات سے متصف ہونا چاہئے 14

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے 16

بادشاہوں کا عدل وانصاف 18

بستیاں اس وقت ویران ہوتی ہیں جب عدالتوں سے انصاف اٹھ جائے 20

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ کے سیاسی مکتوبات 21

امیروں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں 22

سپاہیوں سے کہتے ہیں 22

مشائخ کو للکارتے ہیں 23

عوام کو خطاب کرتے ہیں 23

مکتوبات میں زوال کے دیگر اسباب 24

انسانی معاشرے کی ترتیب 25

حجۃ البالغہ میں فرماتے ہیں 25

قومی عزت و وقار کے لئے اتفاق و

اتحاد کی ضرورت 29

جہاد کی اہمیت 31

اسلامی ممالک میں سیاسی اور ملی استحکام کی ضرورت 36

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اہمیت 38

مایوسی گناہ ہے 39

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خطوط 41

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکتوب 51

مصر کی اہمیت 53

تمہارے اخلاق 53

عوام کے طبقات 57

فوج 57

انتخاب 59

قاضی 59

عمال حکومت 60

محکمہ خراج 60

ملک کے عوام 61

تاجر اور اہل حرفہ 62

غرباء و مساکین 63

Marfat.com

فریادی 64
امامت 65
معاہدے 67
خون ناحق 67
خط وکتابت جناب میاں محمد شریف
جناب میاں محمد نواز شریف سابق
وزیراعظم پاکستان 70
کارگل کا بحران 84
9ماہ کی کارکردگی رپورٹ 86
بے مثال انتخابی مینڈیٹ کے بعد 94
نجکاری 94
ڈاؤن سائزنگ 94
گولڈن ہینڈ شیک 95
آئی ایم ایف کا عفریت 95
سونا اس کے قدموں پر نچھاور ہو
جائے گا 98
بیوروکریٹس 98
دفتری نظام کی اصلاح 99
بنجر قدیم و جدید سرکاری اراضی کی
آبادی 99
دینی مدارس اور فرقہ واریت 101
شرح خواندگی 102
انصاف دہلیز پر پہنچانے کی باتیں 102
دعا 105
وزیراعظم کے نام خط 15/اپریل
1997ء کی نقل 106
ضمیمہ 109
میاں محمد نواز شریف اور مؤلف کے
درمیان خط وکتابت 120
جو وقت قریب آرہا ہے 135
بھنور آنے کو ہے اہل کشتی! 139

Marfat.com

والیان ملک اور سلاطین پر تلبیس ابلیس

تلبیس "TALBEES" کے معنے ہیں مکروفریب جس کے ذریعہ ابلیس باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کر کے والیان ملک کو گمراہ کر کے ملک میں اضطراب اور انتشار پیدا کرا دے۔ ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کی اور راندۂ درگاہ ہو گیا مگر اولاد آدم کو باغی اور گمراہ کرنے کی مہلت لے لی۔ ابلیس کا مادہ ''بلس'' ہے جس کے معنی ہیں بے خبری، رحمت حق سے کامل مایوسی اور اندوہ گینی، ابلیس کو دنیا میں شروفساد کا سرچشمہ سمجھا جاتا ہے۔ مردود ہونے سے پہلے اس کا نام عزازیل تھا۔ اپنی فرمانبرداری اور عبادات کی وجہ اسے قرب خداوندی حاصل تھا مگر پھر اس کا نام ابلیس شیطان منکر ہو گیا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد ۔۔۔ بزندان لعنت گرفتار کرد

لفظ شیطان ''شطن'' سے بنا ہے۔ شطن کے معنی ہیں دور ہونا، چونکہ یہ ہر رحمت سے دور ہے اس لیے اس کو شیطان کہا جاتا ہے۔ ہر آدمی کا ایک شیطان ہے جو انسان کو اللہ کا گمراہ بناتا ہے اور اسے برائی کی طرف مائل کرتا ہے۔ یہ مرد یا عورت یا کسی بھی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ بالعموم شیطان سے مراد ابلیس ہی ہے جو آگ سے بنا ہے اور اس کی سرشت میں بغاوت اور سرکشی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ آدم علیہ السلام کی اولاد بالخصوص امت مسلمہ کے ساتھ تو اسے انتہائی عداوت اور بیر ہے۔ اپنے مردود ہونے کی وجہ آدم علیہ السلام کو جانتا ہے اس لیے اولاد آدم اور خاص طور پر مسلمانان عالم کا ازلی اور ابدی دشمن ہے۔

قرآن حکیم کی سورت ''ص'' میں ابلیس کے مزاج اور خصلت کا تذکرہ ان الفاظ میں آیا ہے۔ ترجمہ: ''جب تیرے مالک نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کیچڑ سے ایک انسان بنانا چاہتا ہوں اور جب میں اس کو پیدا کر لوں اور سنوار لوں اور اس میں اپنی روح پھونک

Marfat.com

دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا۔ پس تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ وہ شیخی میں آ گیا اور منکر ہو بیٹھا۔ پروردگار نے فرمایا ''اے ابلیس! تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ اس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ کیا تو شیخی میں آ گیا (حقیقت میں) تیرا درجہ بلند ہے؟ ابلیس نے کہا اسے کیوں کر سجدہ کروں میں تو اس سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اس کو تو نے کیچڑ سے بنایا ہے۔ پروردگار نے فرمایا پھر تو یہاں سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے اور (اس سرکشی کے باعث) قیامت تک تجھ پر میری پھٹکار برستی رہے گی۔ ابلیس نے کہا مالک میرے مجھے اس دن تک مہلت دے جس کا وقت مقرر ہے۔ وہ بولا تیری عزت کی قسم اب تو میں بھی تمام آدمیوں کو گمراہ کروں گا مگر صرف تیرے مخلص بندے میری زد سے محفوظ رہیں گے۔ پروردگار نے فرمایا، سچ تو یہ ہے اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں سے بھر دوں گا۔''

یہ ہے وہ ابلیس لعین جو اللہ کے حکم سے منکر اور باغی ہوا۔ کہتے ہیں کہ سجدہ کے حکم کی خلاف ورزی سے قبل یہ بہت خوبصورت تھا۔ پھر اس کی شکل مسخ ہو کر جسم خنزیر کا سا اور چہرہ بندر کا سا ہو گیا۔ ابلیس کو کبھی شیطان، کبھی دیو، کبھی اہرمن اور کبھی روح شر سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ روایت ہے کہ ابلیس خود تو سردار ہے اور اس کے ماتحت بے شمار شیاطین ہیں جو اس کے مشن پر نہایت سرگرمی سے عمل کرتے رہتے ہیں اور ان ارواح خبیثہ کا انتہائی مقصد یہ ہے کہ نیکوکار لوگوں کو گمراہ کیا جائے اور اخلاق و اعمال کو سدھارنے کے جتنے ذرائع ہیں انہیں حتی المقدور مسدود کیا جائے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ انسانیت کو گمراہ اور تباہ کرنے والے یہ شیاطین صرف ''ناری'' ہی نہیں بلکہ ''خاکی'' مخلوق میں بھی یہ بہ تعداد کثیر موجود ہیں۔ یعنی دنیا میں بہت سے ''انسان'' بھی شیطان کا کام کرتے ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

تیری حریف ہے یارب سیاست فرنگ
مگر ہیں اس کے پجاری فقط امیر و رئیس

Marfat.com

بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تو نے
بنائے خاک سے اس نے دو صد ہزار ابلیس

شیطان بالآخر اپنے پیروکاروں کو کس طرح ذلیل وخوار کرتا ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قران حکیم میں فرمایا ہے۔ سورت ابراہیمؑ آیت نمبر ۲۲ (ترجمہ) ملاحظہ ہو، ''اور شیطان کہے گا (میدان حشر میں) جب سب کی قسمت کا فیصلہ ہو چکے گا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ وعدہ سچا تھا اور میں نے (شیطان نے) بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پس میں نے تم سے وعدہ خلافی کی اور نہیں تھا میرا تم پر زور کچھ، مگر یہ کہ میں نے تم کو (کفر) کی دعوت دی اور تم نے فوراً قبول کر لی میری دعوت۔ سو تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں (آج) تمہاری فریادرسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریادرسی کر سکتے ہو۔ میں انکار کرتا ہوں اس امر سے کہ تم نے مجھے شریک بنایا۔ اس سے پہلے بیشک ظالموں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ مذکورہ آیت کی تشریح اس طرح سے ہے:

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ میدان حشر میں فیصلہ فرمادے گا تو اہل ایمان شفاعت کیلئے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ معذرت کریں گے۔ آخر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ۔ سب لوگ میرے پاس آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اذن فرمائے گا اور میں کھڑا ہوں گا اور میری مجلس سے ایسی خوشبو پھیلے گی جسے آج تک کسی نے نہ سونگھا ہوگا تو اپنے رب کے حضور میں آ کر اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میری گیسوئے عنبرین سے لے کر میرے قدموں کے ناخنوں تک نور ہی نور ہوگا۔ یہ منظر دیکھ کر کافر شیطان کے پاس شفاعت کیلئے آئیں گے تو اس کی مجلس سے ناقابل برداشت بو اٹھے گی۔ وہ رونے چلانے لگیں گے تو شیطان انہیں یہ جواب دے گا کہ تم سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ قیامت آئے گی۔ تمہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس ہوگی۔ نیکوں کو جنت میں اور بدکاروں کو دوزخ میں بھیجا جائے گا اور میں نے بھی تم

Marfat.com

سے وعدہ کیا تھا کہ قیامت نہیں آئے گی۔ قبروں سے پھر جی کر اٹھنا غلط ہے۔ کوئی حساب کتاب نہ ہوگا۔ میں تمہارا ساتھی اور مددگار ہوں۔ حلال وحرام کی پرواہ نہ کرو۔ جس طرح دولت کما سکتے ہو، کماؤ اور دادِ عیش دو۔ سو اللہ نے تو اپنے وعدے پورے کر دیئے۔ میرے وعدے جھوٹے تھے۔ میں نے خلاف ورزی کی۔ یہ جواب سن کر چیلے چانٹے آگ بگولہ ہوں گے اور لعن وطعن کریں گے تو شیطان کہے گا مجھ پر کیوں ناحق ناراض ہوتے ہو۔ میں نے تمہیں کب مجبور کیا تھا کہ میرا کہا ضرور مانو۔ میری گمراہ کن باتوں کی پیروی کرتے رہو۔ میں تو تمہارا ازلی دشمن تھا۔ تم اتنے بے وقوف اور احمق نکلے کہ اندھا دھند میرے پیچھے بھاگے۔ اب مجھے کیوں کوستے ہو۔ اپنی بدبختی اور حماقت پر ماتم کرو اور خوب ماتم کرو۔ سب تمہارا اپنا قصور ہے۔ میں تمہارا قطعاً ذمہ دار نہیں۔ تم مجھے دنیا میں خدا کا شریک سمجھتے تھے۔ مین اس کا انکار کرتا ہوں اور تمہیں صاف صاف بتائے دیتا ہوں کہ میں خدا کا شریک نہیں ہوں۔ یہ مکالمہ قیامت کے روز ہوگا۔ شیطان کے پیروکار اس دن جس ندامت اور شرمندگی سے دوچار ہوں گے وہ کتنی روح فرسا ہوگی۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس شرمساری اور رسوائی سے بچنے کیلئے آج ہی سے اپنی اصلاح کر لیں۔ شیطان ہمارا ازلی بدخواہ ہے۔ آج بھی وہ اپنے پرستاروں کو ہر رنگ میں گمراہ کر رہا ہے۔ کسی کو قتل پر، کسی کو زنا پر، کسی کو جھوٹ پر، کسی کو دغا فریب پر، کسی کو انتقام پر، کسی کو رشوت ستانی پر غرضیکہ ہر برے کام پر اکساتا ہے تو وہ نقشہ بڑا دل فریب ہوتا ہے لیکن جب انسان اس کے مکروفریب میں پھنس جاتا ہے تو شیطان اس سے آنکھیں پھیر لیتا ہے۔ بدر کے میدان میں کفار مکہ کو پہلے شیطان نے اکسایا اور کہا کہ آج تم پر کوئی بھی غالب نہیں آ سکتا اور پختہ وعدہ کیا کہ میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔ جب غازیان بدر نے کافروں کا قتل شروع کیا تو شیطان نے فوراً کہہ دیا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں جو میں دیکھ رہا ہوں (فرشتے) وہ تمہیں نظر نہیں آ رہا۔

یہ دنیا ایک عالم اضداد ہے جس طرح تاریکی کے مقابلے میں روشنی، سیاہ کے مقابلے میں سفید، رات کے مقابلے میں دن، تلخ کے مقابلے میں شیریں۔ اسی تضاد سے ان کا باہمی

Marfat.com

امتیاز ہوتا ہے۔ اسی طرح عقائد کی دنیا میں بھی ''باطل'' کے مقابلے میں ''حق'' اور ''شر'' کے مقابلے میں ''خیر'' کار فرما ہے۔ یہی فطرت کا دستور ہے اور اسی پر عمل پیرا ہو کر اس نے ''حق'' کے جلال کو دنیا میں ہمیشہ سے برقرار رکھا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ابلیس لعین فرد واحد کی بجائے اجتماعی، معاشرتی، سماجی اور خاندانی نظام کو تباہ کرنے اور فتنہ و فساد پیدا کرنے میں زیادہ کوشاں رہتا ہے۔ اگر ایک ہنستے بستے گھر میں کوئی فتنہ کھڑا کر دے تو پورا گھرانہ بلکہ اس سے متعلقین، رشتہ دار بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ ابلیس لعین اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ ان لشکروں میں سے شیطان کے نزدیک زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو بڑے سے بڑا فتنہ برپا کرتا ہے۔ پھر ان میں سے ایک آتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ میں نے ایسا کیا ویسا کیا۔ شیطان جواب دیتا ہے کہ تو نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص اور اس کے اہل میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ یہ سن کر شیطان اس کو اپنے قریب بٹھاتا ہے یا یہ فرمایا کہ بغل میں لے لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں بیشک تو اچھا ہے اور تو نے بڑا کام کیا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح ابلیس اپنے مکر و فریب سے باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کر کے والیان ملک و سلاطین اور صاحبان اختیار و اقتدار کو گمراہ کر کے ملک میں انتشار، بدنظمی اور افراتفری پیدا کرا دیتا ہے۔ امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ممتاز اور اصلاحی تالیف ''تلبیس ابلیس'' میں مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر جماعت کی کمزوریوں، بے اعتدالیوں اور غلط فہمیوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالرحمٰن لقب جمال الدین اور کنیت ابن الجوزی تھی۔ آپ ۱۲۔۵۱۱ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۱۲ رمضان ۵۹۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کثیر التصانیف تھے۔ جن کی تعداد ایک اندازے

Marfat.com

کے مطابق ۲۶۴ ہے۔ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ آپ کے انقلاب انگیز مواعظ اور مجالس درس ہیں۔ ان کی مجالس میں خلفاء، سلاطین، وزراء اور اکابر، علماء بڑے اہتمام سے شرکت کرتے۔ تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگ غش کھا کھا کر گرتے۔ لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں اور آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔ وہ زمانہ آج سے تقریباً نو سو سال پہلے کا تھا۔ مذکورہ کتاب تلبیس ابلیس کے باب ہفتم میں امام صاحب نے نہایت جامع انداز سے نشان دہی فرمائی ہے کہ کن کن طریقوں سے ابلیس والیان ملک کو خوش فہمی میں ڈال کر اپنے مکرو فریب کے جال میں پھانستا ہے اور فتنہ وفساد برپا کرا کر ذلیل وخوار کرتا ہے۔

ہمارا وطن عزیز پاکستان جب سے معرض وجود میں ایا ہے یہ ابلیس لعین کے چنگل میں بہت بری طرح سے پھنس کر رہ گیا ہے۔ اس کی گرفت اتنی سخت ہے کہ نجات کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی۔ ملک عزیز پاکستان کے اکثر صاحب اختیار واقدار شیطان کے مکروفریب کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ آج کل کی باہمی کشمکش اور اختلاف امور سلطنت اور تعلقات کار میں تعطل، ایک دوسرے پر عدم اعتماد اور باہمی غلیظ وغضب سے ہر محب وطن سخت پریشان اور مایوس ہے۔ ہر آنے والا دن منافرت ومناقشت میں اضافہ کا سبب بن رہا ہے اور ابلیس اپنی پوری قوت اور جمیعت کے ساتھ پاکستان کے حکمرانوں پر چھا رہا ہے۔ حکومت اور اپوزیشن والوں میں عداوت کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارا ملک سیاسی، معاشی اور معاشرتی اعتبار سے دن بدن کمزور ہو رہا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر بھی ہماری ساکھ متاثر ہو رہی ہے۔ جب ملک کے اندرونی حالات ناگفتہ بہ ہو جائیں تو اس کا اثر دفاعی قوتوں پر بھی ضرور پڑتا ہے۔ اس لیے دونوں جماعتوں کے درمیان باہمی محبت اور اخوت کی اشد ضرورت ہے۔

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تلبیس ابلیس کے باب ہفتم میں والیان ملک اور سلاطین پر تلبیس ابلیس کے بارہ طریقوں کا بیان فرمایا ہے جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

Marfat.com

(وجہ اول) ان لوگوں کے دلوں میں یہ ڈال دیا کہ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتو کیوں تم کو سلطان بناتا اور کیوں بندوں پر اپنا نائب کرتا۔ یہ تلبیس اس طرح سے کھل جاتی ہے کہ اگر یہ لوگ حقیقت میں اس کے نائب ہیں تو اسی کے قانون شریعت پر حکم کریں اور اسی کی مرضی تلاش کریں تو البتہ وہ ان کو پسند فرمائے گا۔ رہا ظاہری سلطان ہونا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلطنت بکثرت ایسے لوگوں کو دی جن کو قطعاً وہ مبغوض و دشمن رکھتا تھا اور بکثرت ایسے لوگوں کو دنیا میں سلطنت و سعت دی جن کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا (جیسے نمرود اور فرعون وغیرہ) اور ان میں سے بہتوں کو انبیاء و صالحین پر مسلط کر دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام و صالحین کو قتل کر ڈالا اور مغلوب کر کے پریشان کیا تو یہ عطائی الحقیقت ان پر وبال تھی۔ کچھ ان کے واسطے بہتری نہ تھی۔

(وجہ دوم) یہ کہ ابلیس ان سے کہتا ہے کہ سلطان اور والئی ملک ہونے کے واسطے ہیبت درکار ہے۔ علم کو حاصل کرنے میں حقارت سمجھ کر تکبر کرتے ہیں۔ عالموں کی صحبت کو اپنی شان کے خلاف دیکھتے ہیں۔ جب دنیا چاہنے والوں کی صحبت ہر دم رہی تو طبیعت نے ان ہی کی خصلت حاصل کی۔ طبیعت خود دنیا چاہنے کی خصلت رکھتی تھی۔ پھر ایسی کوئی چیز آڑے نہ آئی جو اس بد خصلت کو روکتی۔ بس یہی بربادی کا سبب ہے۔

(وجہ سوم) یہ کہ ابلیس ان کو جانی دشمنوں سے خوف دلاتا ہے اور کہتا ہے ہر طرف بہت مضبوط پہرے رکھو تو بیچارے مظلوم لوگ ان تک پہنچ نہیں سکتے اور جو لوگ ان کی طرف سے مظالم دور کرنے پر مقرر ہوتے ہیں وہ اپنے کام میں ست ہوتے ہیں۔ خود حاجت والے حاکم تک پہنچ نہیں سکتے۔ قیامت والے دن جبکہ وہ خود سخت محتاج ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی فریاد نہیں سنے گا۔

(وجہ چہارم) یہ کہ سلاطین و امراء ایسے لوگوں کو کارپرداز مقرر کرتے ہیں جو اس کام کے لائق نہیں ہوتے۔ پس یہ کارپرداز لوگ سخت بدی کے انبار ان کے پاس بھیجتے رہتے ہیں۔ اس طرح کہ خود لوگوں پر ظلم کرتے ہیں تو ان کی آہ و بددعا کے ذخیرے ان سلاطین پر

Marfat.com

جمع ہوتے ہیں۔ اگر والئی زکوٰۃ نے لوگوں سے زکوٰۃ لے کر ایک فاسق کو مقرر کیا کہ اس قوم کے فقراء میں تقسیم کرے۔ اس فاسق نے خیانت کی تو والی بری الذمہ نہ ہوگا۔

(وجہ پنجم) یہ کہ شیطان ان سلاطین کو دکھلاتا ہے کہ امور سیاست میں داخل ہو کر تم اپنی رائے پر عمل کرنے میں اچھی تدبیر کرو گے۔ لٰہذا یہ شریعت کے مقابلہ میں اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں۔ ان کو دھوکہ ہے کہ یہ سیاست ہے تو جو اس سیاست کا مدعی ہے وہ دراصل شریعت میں خلل اور کمی کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ کفر کی بات ہے۔

(وجہ ششم) ابلیس ان لوگوں کو لبھاتا ہے کہ اموال سلطنت میں جس طرح چاہو، اپنے حکم سے خرچ کرو، کیونکہ یہ تمہارے حکم میں داخل ہے۔ اس طرح کئی مالی بے ضابطگیاں ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ سلطان کا حق فقط اسی کے کام کی اجرت کے اندازہ پر ہے۔ بعضوں کو یہ رچاتا ہے کہ فلاں قسم کے لوگوں کو نہ دینا چاہیے حالانکہ حقیقت میں یہ لوگ پانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ سلطان جمیع مسلمانوں کے اموال خزانہ کا محافظ ہے تو وہ غیروں کے مال میں کس طرح خود مختاری سے بے جا خرچ کر سکتا ہے۔ اگر بے جا اسراف اور خیانت کا مرتکب ہوا تو محاسبے کی زد میں آ جائے گا۔

(وجہ ہفتم) ابلیس نے امراء و سلاطین پر رچایا کہ فی الجملہ معاصی و حظ نفس تمہارے واسطے چنداں مضر نہیں جبکہ تمہاری قوت سے ملک میں امن و امان ہے اور راہوں کی حفاظت ہے۔ یہی کارہائے نمایاں تم سے عذاب دفع کریں گے۔

(وجہ ہشتم) ابلیس ان میں سے اکثر امراء و سلاطین پر یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ تم نے ملک کا خوب نظم و نسق سنبھالا ہے۔ دیکھو سب حالات کیسے مستقیم ہیں۔ حالانکہ جب غور کرو اور دیکھو تو معلوم ہو جائے کہ بکثرت خلل و خرابی موجود ہے۔

(وجہ نہم) ابلیس نے ان کی نظر میں رچایا کہ سخت مار پیٹ سے لوگوں کے بال کھینچ لیں یعنی مال گزاری و خراج بہت سختی سے وصول کرتے ہیں۔ اگر کسی عامل وغیرہ نے خیانت کی تو اس کا مال ضبط کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اختیار صرف اس قدر ہے کہ خائن پر گواہ قائم کریں یا

Marfat.com

اس سے قسم لیں۔

(وجہ دہم) ابلیس نے ان کو رچایا کہ اول تو کمزور رعایا سے مال چھین لیتے ہیں۔ پھر اس مال کو خیرات کرتے ہیں۔ اس زعم پر کہ اس سے گناہ مٹ جائے گا بلکہ کہتے ہیں کہ صدقہ کا ایک درہم ہمارے دس درہم غصب کا جرم اٹھائے گا مگر یہ باطل اور محال ہے۔ کیونکہ زبردستی چھین لینے کا گناہ باقی ہے اور رہا صدقہ کا درہم تو وہ اگر غصب کے اس مال سے تھا تو قبول نہ ہوگا اور اگر مال حلال سے تھا تو بھی وہ غصب کا جرم معاف نہیں کرا سکتا۔ فقہاء کثیر نے کہا ہے کہ غصب وغیرہ حرام مال سے صدقہ دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر میں داخل ہے۔

(وجہ یازدہم) ابلیس نے ان کو رچایا کہ وہ معاصی پر اصرار کے ساتھ ساتھ صلحاء کی ملاقات کا بھی بڑا شوق رکھتے ہیں اور ان سے اپنے حق میں دعائیں کراتے ہیں۔ شیطان ان کو سمجھاتا ہے کہ اس گناہوں کا پلڑا ہلکا ہو جائے گا۔ حالانکہ اس خیر سے اس شر کا دفعیہ نہیں ہوسکتا۔

(وجہ دوازدہم) بعضے عمال اپنے بالادست حاکموں کے واسطے کام کرتے ہیں تو وہ نچلے عمال کو ظلم کا حکم دیتے ہیں تو یہ منحوس ظلم کرنے لگتا ہے۔ ابلیس اس کو بھی بہکاتا ہے کہ اس کا گناہ سردار پر ہے جس نے یہ حکم دیا ہے۔ تجھ پر نہیں ہے کیونکہ تو اس کے حکم و قانون پر عمل کرتا ہے۔ حالانکہ یہ سوچ محض باطل ہے۔ اس لیے کہ یہ شخص اس کے ظلم میں اور ظالمانہ قانون کے عمل درآمد میں اس کا مددگار ہے تو جو کوئی ظلم و گناہ میں دوسرے کا مددگار ہو تو وہ بھی عاصی ہے اور یہ بھی ہے کہ مال و دولت بالادست کے پاس غصب و ظلم وغیرہ سے جمع کر کے جاتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ وہ شخص اسراف اور بے جا حرکات میں خرچ کرتا ہے تو یہ بھی ظلم کی اعانت ہے۔

سو یہ ہیں وہ بارہ طرح کی تلبیسات جن کے ذریعہ ابلیس والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار کو گمراہ کر کے ملک میں بدنظمی اور افراتفری پیدا کرتا ہے جس طرح گھر ایک چھوٹا سا انتظامی یونٹ ہے۔ اسی طرح حکومت بھی ایک وسیع انتظامی یونٹ ہے۔ اگر ابلیس

Marfat.com

ایک گھرانہ میں تفرقہ ڈالنے پر اپنے شیطان کو شاباش دیتا ہے اور خوش ہوتا ہے اسی طرح اگر حکمرانوں میں تفرقہ ڈال دے تو اس شیطان پر ابلیس کی خوشی کا کیا ٹھکانہ ہوگا کہ اس کا وہ کارنامہ تو بڑی سطح پر تباہی و بربادی کا سبب بنتا ہوگا۔ اس لیے پاکستان کے حکمرانوں کو شیطانی مکروفریب سے بچ کر رہنا چاہیے اور ہمہ وقت اللہ اور رسول ﷺ کی مدد اور استعانت کا خواہاں رہنا چاہیے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جہانبانی کے وضع کردہ قوانین وضوابط پر پوری استقامت کے ساتھ عمل پیرا ہو کر غرباء ومساکین کی دلجوئی کرے۔ عفوو درگزر سے کام لے۔ لوگوں کے مال و جان، عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ چوروں، ڈاکوؤں، زانیوں، ظالموں، لٹیروں اور ذخیرہ اندوزوں پر شرعی سزائیں سختی سے نافذ کرے۔ عوام کی ضروریات زندگی ان کی پہنچ سے باہر نہ ہونے دے۔ ملکی دفاع سے غافل نہ رہے۔ داخلی اور خارجی امور پر گہری نظر رکھے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا لحاظ رکھے۔

صدر مملکت کو کون سی صفات سے متصف ہونا چاہیے؟

ایک اچھے صدر مملکت میں پاکیزہ صفات پائی جانی ضروری ہیں۔ مثلاً اس کا دامن کبیرہ گناہوں سے داغدار نہ ہو۔ احسان وفضل کی صفات سے متصف ہو۔ حکومت کی ذمہ داریوں کو بجالانے کی ہمت اور قوت ہو۔ عفوو درگزر کرنا جانتا ہو۔ جبر واستبداد سے بچتا رہے۔ سیاست کو ٹینشن فری یعنی تناؤ سے پاک رکھے۔ متقی، خداترس اور پرہیزگار ہو۔ جب مسند حکومت پر بیٹھے تو اپنے رب کی یاد سے غافل نہ ہو۔ جب ملک کے خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہوں تو وہ ان خزانوں کو اپنے ذاتی آرام وآسائش اور عیش وعشرت میں صرف نہ کرے۔ بدکاری اور فسق وفجور پروان نہ چڑھنے دے۔ زمام حکومت ہاتھ آنے کے باوجود اپنا سر نیاز اپنے رب کے حضور عاجزی وانکساری سے جھکائے رکھے۔ غریبوں اور مسکینوں پر دست شفقت رکھے۔ رعایا کی ضروریات زندگی پوری کرنے والا ہو۔ وزیر اور مشیر دیندار، صائب الرائے، قانع، صابر اور وفادار ہوں۔

ہندوستان کے مسلمان سلاطین اور ان کے امراء وزراء کی سیرت ہمارے لیے مشعل

Marfat.com

راہ ہونی چاہیے۔ آپ کو عالی ہمتی، بلند حوصلگی، فن سپہ گہری میں مہارت، قبائے شاہی کے اندر درویشی، عبادات میں مشغولیت، علمی ذوق وشوق، وسعت مطالعہ کے ایسے نادر نمونے ملیں گے۔ جن کی نظیر ملنی مشکل ہو گی۔ ان میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں:

سلطان شمس الدین التمش، سلطان غیاث الدین بلبن، ناصر الدین محمود، فیروز تغلق، شیر شاہ سوری، اورنگزیب عالمگیر، عبدالرحیم خان خاناں اور آصف وغیرہ ہیں۔ شیر شاہ سوری کے معمولات زندگی پر تھوڑی سی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ تہائی رات رہتی کہ بیدار ہو جاتا، غسل کرتا، نوافل پڑھتا، نماز فجر سے پہلے اوراد ختم کر لیتا۔ مختلف صیغوں کے حسابات دیکھتا، روزانہ کا نظام عمل بناتا، پھر نماز فجر کیلیے وضو کرتا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا، پھر اذکار و اوراد میں مشغول ہو جاتا، نماز اشراق پڑھتا، لوگوں کی ضروریات معلوم کرتا، افواج شاہی اور اسلحہ کا معائنہ کرتا، ملک کی روزانہ آمدنی اور مالیہ کا معائنہ کرتا، پھر ارکان سلطنت اور سفراء حاضر ہوتے، مناسب ہدایات دیتا، دوپہر کے کھانے پر علماء اور مشائخ بھی دستر خوان پر ہوتے، دو گھنٹے اپنے ذاتی کام کرتا، قیلولہ کرتا، نماز باجماعت پڑھتا، قرآن مجید کی تلاوت کرتا، پھر امور سلطنت میں مشغول ہو جاتا، سفر و حضر میں اس نظام الاوقات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی۔

اکثر انسان یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ زندگی کا جو راستہ انہوں نے اختیار کر رکھا ہے وہی راہ راست ہے اور اس کا آفتاب اقبال اسی طرح ہمیشہ درخشاں رہے گا۔ اس لیے وہ کسی رہنما کی دعوت کو غور سے سننا ہی گوارا نہیں کرتا۔ کوئی ٹھوکر کھا کر بھی سنبھل جائے تو اس کی خوش نصیبی ہے۔ شیطان نے صرف ایک حکم عدولی کی۔ اس پر نادم اور تائب ہونے کی بجائے اور اکڑتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ رب العزت کو چیلنج دے دیا کہ جس انسان کی تو نے اتنی تکریم کی ہے اور جس کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں تو نے دھتکار دیا ان کو مکر و فریب کے شکنجہ میں یوں کسوں گا کہ وہ تیرے نافرمان اور میرے فرماں بردار بن جائیں گے۔ لہذا شیطان اپنے کام سے کبھی غافل نہیں رہا۔ ہر زمانہ میں نہایت سرگرمی سے اپنا کام کر رہا ہے

Marfat.com

لیکن جس قدر زمانہ نبوت کے قریب رہا اس قدر اس کو اپنے مقصد میں ناکامی ہوتی رہی اور جس قدر زمانہ نبوت سے دور ہوتا گیا اس کی کامیابی ترقی کرتی گئی اور اس کے راستے پر چلنے کیلئے لوگ بکثرت آمادہ ہوتے گئے۔ اب حالت یہ ہے کہ کسی بزرگ نے کہا: ''میں نے شیطان کو دیکھا اس نے مجھ سے کہا کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ میں لوگوں سے ملتا تھا تو ان کو تعلیم دیتا تھا مگر اب یہ حالت ہے کہ ان سے ملتا ہوں اور خود تعلیم لیتا ہوں۔''

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ ایک جامع متوازن اور معتدل نظام حیات ہے۔ اس پورے نظام کی بنیاد دو اہم ستونوں عدل اور احسان پر ہے۔ پوری کائنات کا نظام عدل پر قائم ہے۔ وہ گردش شمس وقمر ہو یا گردش لیل ونہار سب کے سب ایک نظام عدل کے تحت کام کر رہے ہیں۔ انسان کی تخلیق کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے اور عدل واحسان کا عمل اس مقصد کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ جس قوم کی سیاست، معاشرت، معیشت اور حکومت عدل وانصاف پر قائم ہوگی وہی قوم خوش نصیب ہوگی اور جس سرزمین پر عدل واحسان نہ ہوگا وہاں فتنہ وفساد ہوگا اور خیر و برکت اٹھ جائے گی۔ عدل وانصاف، محبت واخوت، عفو ودرگزر، شکر گزاری اور احسان مندی، ایثار وقربانی اور اخلاص و دردمندی وہ اعلیٰ صفات ہیں جن سے قوموں کو امن وسلامتی اور استحکام وخوشحالی کی دولت میسر آتی ہے۔ خیر کی قوت کو تقویت ملتی ہے اور شر کے فتنوں کی سرکوبی ہوتی ہے۔ آج ہم جن طبقاتی تعصبات اور فکری و نظریاتی تصادات کا شکار ہیں ان سے رہائی صرف اور صرف عدل وانصاف اور نیکی واحسان کی راہ پر چل کر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

ابن خلدون فرماتے ہیں: ''جبر وتشدد اور استبداد کی پالیسی نے آج تک کسی حکومت یا مملکت کو استحکام نہیں بخشا۔ اس کا نتیجہ سوائے زوال اور پھر بتدریج تباہی کے اور کچھ نہیں نکلا جو حکومتیں یا حکمران عوام کے ساتھ عدل وانصاف نہیں کرتیں اور محض اپنے جبر وقہر کے بل بوتے پر حکومت کرنا چاہتے ہیں وہ ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ ٹیکسوں کا بھاری بوجھ، عوام کی

Marfat.com

جائیداد اور املاک پر جارحانہ قبضہ، انتظامیہ کی بے قاعدگیاں اور ناانصافیاں، حکمرانوں کی چشم پوشیاں، یہ تمام اسباب ایسے ہیں جن سے رعایا میں پہلے بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور پھر ملک میں بدامنی پھیل جاتی ہے بعد میں یہی اسباب بڑھتے بڑھتے ملک وقوم کی تباہی کا سبب بن جاتے ہیں۔ بدلے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ عوامی مسائل کی نوعیت بھی بدلتی رہتی ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کے بدلتے ہوئے مسائل کو پیش نظر رکھے اور انہیں دیانتداری، انصاف اور غیر جانبداری کے ساتھ حل کرے۔ جو حکومتیں عوام کے مسائل کو دیانتدارانہ اصولوں کے مطابق حل کرنے میں ناکام رہتی ہیں ان کا تباہ و برباد ہو جانا یقینی اور لازمی ہے۔ جو حکمران عوام کے دلوں پر حکومت کی صلاحیت کھو دیتے ہیں وہ کبھی باقی نہیں رہ سکتے۔ جبر واستبداد اور ظلم وستم دنیا کی سب سے بڑی لعنت ہے۔ وقتی طور پر اس سے کام نکالا جا سکتا ہے لیکن اس کا انجام ہمیشہ تباہ کن ہوتا ہے۔

قدرت کے قوانین اٹل اور یکساں ہیں جب تک کوئی قوم اپنی افادیت اور نفع رسانی کا ثبوت بہم پہنچاتی رہتی ہے وہ زندہ وسلامت رہتی ہے اور اس کا آفتاب اقبال درخشندہ وتاباں رہتا ہے لیکن جب وہ اپنے اقتدار اور طاقت کو لذت کوشی، عیش طلبی، منتقم مزاجی کیلئے وقف کر دیتی ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو بجا لانے میں غفلت برتتی ہے تو سمجھ لو اس کے زوال کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ اسے راہ سے ہٹا دیا جاتا ہے اور دوسری قوم کو آگے بڑھا دیا جاتا ہے۔ اگر ہم نے راست بازی وعدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کیا، نیکی کو فروغ دینے اور بدی کا قلع قمع کرنے میں بھرپور کوشش کی، اپنے خالق ومالک کے سامنے اپنی جبین نیاز کو جھکائے رکھا اور نوع انسانی کی خدمت میں اپنے وسائل اور اپنی قوتوں کو استعمال کرتے رہے تو ہم پر کوئی آنچ نہ آئے گی اور اگر ہم نے اپنے مقصد میں کوتاہی برتی تو یاد رکھیں ہمیں بھی ٹھکرا دیا جائے گا۔ فطرت کا اصول ہے کہ قوم کی اجتماعی غلطیاں کبھی معاف نہیں کی جاتیں۔

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
کرتی نہیں قوموں کے گناہ معاف

Marfat.com

اس نیم براعظم پاک و ہند میں اپنے عروج و زوال کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو قوم قدم پر ہمیں درس عبرت ملے گا۔ غلامی کی طویل رات کے بعد ہمیں صبح آزادی سے ہمکنار کیا گیا۔ کیا ہم اپنی نفع رسانی اور افادیت کا ثبوت بہم پہنچانے میں کسی کوتاہی کا مظاہرہ تو نہیں کررہے۔ کیا ہماری قوتیں نیکی کو مٹانے اور بدی کو فروغ دینے میں تو صرف نہیں ہورہیں۔ کیا ہم خدا پرستی کی بجائے نفس پرستی کا شکار تو نہیں ہورہے؟ ان سوالات کا جواب ہمیں بڑی حقیقت پسندی سے دینا ہوگا۔ اسی میں ہماری نجات اور اسی میں ہماری فلاح ہے۔ ارشاد ربانی ہے (ترجمہ) اور وہی خدا ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور تم میں سے ایک کے درجے دوسرے پر بلند کیے اسی لیے تم کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان مین تمہیں آزمائے۔ بیشک تیرا مالک جلد سزا دینے والا ہے اور اس کے ساتھ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔ (سورۃ الانعام)

بادشاہوں کا عدل انصاف

ایک رات سلطان محمود غزنوی باوجود کوشش کے سو نہ سکا۔ اس نے خیال کیا ضرور کوئی مظلوم آہ فریاد کررہا ہے اور یہ اس کی آہ وفغاں ہے جو مجھے سونے نہیں دیتی۔ چنانچہ وہ بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ محل سے باہر نکل آیا اور غزنی کے بازاروں میں گھومنے لگا۔ ایک مسجد کے اندر سے اس نے فریاد کی آواز سنی۔ مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا ایک شخص اللہ تعالیٰ کی جناب میں رو رو کر کہہ رہا ہے، خدایا! مجھے اس ظالم کے پنجے سے محفوظ رکھ۔ سلطان نے آگے بڑھ کر اس شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا، تیری فریاد نے تو میری نیند حرام کردی۔ مجھے بتا وہ ظالم کون ہے جو تجھے دکھ دے رہا ہے۔ اس شخص نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ آنسو پونچھے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سلطان محمود اس کے پاس کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا، جس نے خود سلطان کو اس کے پاس بھیج دیا تھا، ورنہ دربار تک اس کی رسائی ناممکن تھی۔ پھر سلطان کی خدمت میں عرض کی، دربار کا ایک امیر میری بیوی کی عصمت کے درپے ہے۔ مجھے اس کی دست برد سے بچایا جائے۔

Marfat.com

سلطان نے اسے اپنی انگوٹھی دی اور کہا، آئندہ جب وہ تیرے گھر آئے تو سیدھا میرے محل میں آ جائیو۔ دربان کو یہ انگوٹھی دکھانا، وہ مجھے فوراً اطلاع کر دے گا۔

ایک رات وہ شخص سلطان کے پاس پہنچ گیا۔ دربان نے انگوٹھی اندر پہنچائی تو سلطان شمشیر بدست باہر آ گیا اور اس شخص کے ساتھ اس کے گھر پہنچ گیا۔ وہ ظالم ایک کمرے میں سو رہا تھا۔ سلطان نے کہا، اندر جا کر چراغ گل کر دو۔ پھر سلطان اندر داخل ہوا اور ایک ہی وار میں اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ چراغ جلایا تو سلطان نے الحمدللہ کہا اور کھانا کھانے کی فرمائش کی۔ وہ شخص متحیر کھڑا تھا۔ سلطان نے کہا، مجھے ڈر تھا یہ شخص میرا بیٹا نہ ہو اور محبت پدری مجھے اسے سزا دینے سے روک نہ دے۔ اس لیے میں نے چراغ گل کرا دیا تھا۔ کھانا طلب کرنے کی وجہ یہ بتائی کہ جب تیری بات سنی تو میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک اس ظالم کو سزا نہ دے لوں گا کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔

(۲)

ایک بڑھیا نے حاضر ہو کر استغاثہ کیا کہ ڈاکوؤں نے اس کا مال لوٹ لیا ہے اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ سلطان نے کہا، مائی! وہ جگہ بہت دور ہے۔ وہاں کارروائی کرنا ممکن نہیں۔ بڑھیا نے تنگ آ کر کہا، انتظام نہیں کر سکتے تو وہ علاقہ فتح کیوں کیا تھا؟ سلطان لاجواب ہو گیا۔ پھر اپنے ایک سردار کو بہت سی فوج دے کر وہاں بھیجا۔ اس نے فوجی کارروائی کر کے بڑی مشکل سے ڈاکو گرفتار کیے اور بڑھیا کا مال اسے واپس دلایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان غیر معمولی قابلیت کا فوجی جرنیل ہونے کے علاوہ انصاف پسند اور انتظامی صلاحیت رکھتا تھا لیکن چونکہ دن رات فوجی کارروائیوں میں مصروف رہتا تھا اس لیے ان امور کی طرف پوری توجہ نہ دے سکا۔ بلحاظ فوجی جرنیل وہ دنیا کے صف اول کے فاتحین میں کھڑا نظر آتا ہے مگر اس کا مقصد اپنی سلطنت کی توسیع نہ تھا بلکہ صرف ہندوؤں کے دلوں میں بتوں کی عقیدت کو ختم کرنا تھا۔

Marfat.com

(۳)

بستیاں اس وقت ویران ہوتی ہیں، جب عدالتوں سے انصاف اٹھ جائے

ایک طوطا طوطی کا گزر ایک ایسے علاقے سے ہوا جو کبھی بہت سرسبز و شاداب تھا اور جہاں اناج کی فراوانی تھی مگر انہوں نے دیکھا کہ وہ قریہ اجڑ چکا ہے اور باغ صحرا میں تبدیل ہو گیا ہے۔ طوطے نے طوطی سے کہا یہ بستی یقیناً کسی الو نے ویران کی ہے، کسی قریبی درخت پر ایک الو بیٹھا یہ باتیں سن رہا تھا، وہ طوطے طوطی کے پاس آیا اور کہا آپ میرے علاقے میں آئے ہیں، آپ کا بہت کرم ہوگا اگر آپ ایک رات میری طرف قیام کریں۔ دونوں نے یہ دعوت قبول کرلی، صبح جب وہ الو کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہونے لگے تو الو نے طوطے سے کہا ''میاں تم یہ میری بیوی کیوں اپنے ساتھ لیے جا رہے ہو؟'' طوطا اس پر حیران ہوا اور بولا ''تمہاری بیوی کیسے ہوسکتی ہے؟'' یہ سن کر الو نے کہا ''ہم آپس میں اس طرح بحث کرتے رہیں گے اور کسی نتیجے پر نہیں پہنچیں گے، بہتر یہ ہے کہ ہم عدالت کا رخ کرتے ہیں جو فیصلہ عدالت دے گی وہ ہم دونوں کو قبول ہوگا۔'' طوطے نے تائید کی اور تینوں نے عدالت کا رخ کیا، جج نے دونوں فریقوں کی بات پورے تحمل سے سنی، ان کے دلائل پر غور کیا اور بالآخر فیصلہ دیا کہ طوطی الو کی بیوی ہے۔ لہٰذا یہ الو ہی کے ساتھ جائے گی۔ یہ سن کر طوطا روتا دھوتا اپنی منزل کی طرف روانہ ہونے لگا تو الو نے اسے آواز دی اور کہا ''اکیلے کہاں جا رہے ہو؟ اپنی بیوی تو ساتھ لیتے جاؤ'' طوطے نے گلوگیر لہجے میں کہا ''اب یہ میری بیوی کہاں ہے۔ عدالت تو تمہارے حق میں فیصلہ دے چکی ہے'' الو نے کہا ''نہیں، یہ طوطی تمہاری ہی بیوی ہے۔ میں تو تمہیں صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ بستیاں الوؤں سے ویران نہیں ہوتیں، بستیاں اس وقت ویران ہوتی ہیں جب وہاں سے انصاف اٹھ جائے۔''

سو ہم نے اگر اپنی بستیوں کو ویران ہونے سے بچانا ہے تو ہمیں الوؤں سے شکایت کرنے کی بجائے اپنی پوری قوتیں عدلیہ کی آزادی کیلئے صرف کرنا چاہئیں اور برے سے برے حالات میں بھی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے رہنے کی بجائے اپنے حصے کا دیا روشن کرنا چاہیے۔

Marfat.com

اپنے حصے کا دیا روشن کرتے جائیں، اندھیرے چھٹتے چلے جائیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی مکتوبات

ایک زمانہ وہ بھی تھا جب اولیائے کرام، صوفیائے کرام، علمائے کرام، محقق، مفسر، مدبر حضرات اپنے اپنے زمانہ کے حکمرانوں کی اصلاح کیلئے خطوط لکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ مغلیہ دور حکومت میں دو ایسی عظیم مفکر ہستیاں گزری ہیں جو کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ ان میں امام ربانیؒ مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی مکتوبات سے کون واقف نہیں۔ یہاں تھوڑا سا تعارف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کرایا جانا ضروری ہے اور انہی کے چند ایک مکتوبات سے مختصر اقتباس ہدیہ قارئین کرام کرایا جا رہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہوش سنبھالا تو سلطنت مغلیہ زوال پذیر تھی۔ معاشرہ اور سیاست کا حال دگرگوں تھا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں زوال و انحطاط کے اثرات نمایاں تھے۔ سارا نظام حکومت کھوکھلا ہو چکا تھا۔ اخلاقی قدروں کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی۔ مرکز کے کمزور ہو جانے کے باعث سارے ملک میں ابتری، بدنظمی اور طوائف الملوکی پھیلی ہوتی تھی۔ شاہجہان اور اورنگزیب کی دہلی اپنی عظمت دیرینہ کو خیر باد کہہ چکی تھی۔ دہلی کے خوشحال باشندے ہنگامہ آرائیوں سے سخت پریشان تھے۔ ان کو اپنی عزت و ناموس کا بچانا محال نظر آتا تھا۔ زمین و آسمان کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر ان پر بدحواسی، مایوسی، وحشت، کم ہمتی اور خود فراموشی کے وہ مہیب اثرات طاری تھے جنہوں نے ساری قوم کو بیکار اور مفلوج کر دیا تھا مگر بادشاہ ہنگامہ ہائے ناؤ نوش میں مدہوش اور عیش و عشرت میں غرق تھے۔ ان کے چاروں طرف امراء کی سازشوں کا ہولناک جال بچھا ہوا تھا۔ صوبوں میں خود مختاری اور نوابیاں قائم ہو رہی تھیں۔ سارا ملک سیاسی نبرد آزمائی اور کشمکش کا بازیچہ بن گیا تھا۔ پارٹی بندی، اقربا نوازی اور رشوت ستانی کے مسموم اثرات محلات سے گزر کر عوام کی زندگی میں تلخی پیدا کر چکے تھے۔ فوج میں ابتری تھی۔ بددیانتی، غداری، حکم عدولی اور بغاوت نے عسکری نظام کو تباہ کر دیا تھا۔ اقتصادی حالت سب سے زیادہ تباہ تھی۔ آمدنی کے اصل

Marfat.com

ذرائع ختم ہو کر رہ گئے تھے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل و دماغ پر ان حالات کا بے حد اثر ہوا۔ انہوں نے مایوسی اور قنوطیت کو پاس نہ آنے دیا۔ طوفان کے ہر تھپیڑے نے انہیں ایک نیا حوصلہ اور ولولہ دیا۔ انہوں نے حالات گردوپیش کا جائزہ لیا اور پھر اپنے اصلاحی پروگرام کا خاکہ تیار کیا۔ ان کے نزدیک مسلم سوسائٹی کے زوال کا سبب مذہبی شعار سے بے اعتنائی اور علوم دینیہ سے بے تعلقی تھی۔ اقتصادی انحطاط تمام سیاسی انتشار کا باعث تھا، فرمایا کہ جس ملک میں اقتصادی توازن نہ ہو اس میں طرح طرح کے روگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ نہ وہاں عدل و انصاف قائم ہو سکتا ہے اور نہ رشوت سے پاک معاشرہ پنپ سکتا ہے اور نہ مذہب ہی اپنا اچھا اثر ڈال سکتا ہے۔ لہٰذا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بعض والیان ریاست اور امراء کو بذریعہ خطوط پند و نصائح فرمائیں اور اصلاح احوال کیلئے بڑی مفید اور کارآمد تجاویز بتائیں۔ چند ایک خطوط کے اقتباسات جو پاکستان کے موجودہ حالات سے مطابقت رکھتے ہیں، درج ذیل ہیں:

امیروں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"اے امیرو! دیکھو! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے، دنیا کی فانی لذتوں میں تم ڈوبے جا رہے ہو اور جن لوگوں کی نگرانی تمہارے سپرد ہوئی ہے ان کو تم نے چھوڑ دیا ہے تاکہ ان میں بعض بعض کو کھاتے اور نگلتے رہیں۔ تمہاری ساری ذہنی قوتیں اس پر صرف ہو رہی ہیں کہ لذیذ کھانوں کی کئی کئی قسمیں پکواتے رہو اور نرم و گداز جسم والی عورتوں سے لطف اٹھاتے رہو اچھے کپڑوں اور اونچے مکانات کے سوا تمہاری توجہ کسی اور طرف منعطف نہیں ہوتی۔"

سپاہیوں سے کہتے ہیں

"تم اعتدال کی راہ اپنے خرچ میں اختیار کرو اور محض اتنی روزی پر قناعت کرنے کیلئے آمادہ ہو جاؤ جو باآسانی تمہیں اخروی زندگی کے نتائج تک پہنچا دے۔ دیکھو اپنے خرچ کو اپنی آمدنی سے کم رکھا کرو، پھر جو بچ جایا کرے اس سے مسافروں اور مسکینوں کی مدد کیا کرو

Marfat.com

اور کچھ اتفاقی مصائب اور ضرورتوں کیلئے پسماندہ بھی کیا کرو۔"

مشائخ کو للکارتے ہیں

"ہم ایسے لوگوں کو قطعاً پسند نہیں کرتے جو محض لوگوں کو اس لیے مرید کرتے ہیں تا کہ ان سے ٹکے وصول کریں۔"

عوام کو خطاب فرماتے ہیں

"اپنے مصارف وضع قطع میں تکلف سے کام نہ لیا کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے نفوس بالآخر فسق کے حدود تک پہنچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے اس کی آسانیوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اتنے کمانے کی کوشش کرو جس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہوں۔ دوسروں کے سینوں کے بوجھ بننے کی کوشش نہ کرو کہ ان سے مانگ مانگ کر کھایا کرو یا تم ان سے مانگو اور وہ نہ دیں، اس طرح بے چارے بادشاہوں اور حکام کے اوپر بھی بوجھ نہ بن جاؤ۔ تمہارے لیے یہی پسندیدہ ہے کہ تم خود کما کر کھایا کرو اگر تم ایسا کرو گے تو خدا تمہیں معاش کی راہ سمجھائے گا جو تمہارے لیے کافی ہوگی۔

اے آدم کے بچو! جسے خدا نے ایک جائے سکونت دے رکھی ہو جس میں وہ آرام کرے، اتنا پانی جس سے سیراب ہو، اتنا کھانا جس سے بسر ہو جائے، اتنا کپڑا جس سے تن ڈھک جائے، ایسی بیوی جو اس کے رہن سہن کی جدوجہد میں مدد دے سکتی ہو تو یاد رکھو کہ دنیا کامل طور سے اس شخص کو مل چکی ہے چاہیے کہ اس پر قناعت کرے اور خدا کا شکر ادا کرے۔ ان افرادی نقائص سے قطع نظر شاہ صاحب نے سلطنت کے زوال کے کئی اور اسباب بھی بتائے ہیں مثلاً فرماتے ہیں

"ملک کی خرابی اور ویرانی کے زیادہ تر دو سبب ہیں: ایک بیت المال یعنی ملک کے خزانہ پر تنگی، وہ اس طرح کہ لوگوں کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ کسی محنت کے بغیر خزانہ سے روپیہ اس دعویٰ سے حاصل کریں کہ وہ سپاہی ہیں یا عالم ہیں جن کا حق اس خزانہ کی آمدنی میں ہے یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو بادشاہ خود انعام واکرام دیا کرتے ہیں، جیسے زہد پیشہ صوفی

Marfat.com

اور شاعری اور دوسرے گروہوں میں جو ملک و سلطنت کے کسی کام کے بغیر کسی نہ کسی طریقے سے روزی حاصل کرتے ہیں جو محنت کے بغیر ان کو ملتی ہے۔ یہ لوگ ان کے اور دوسروں کے ذرائع آمدنی کو کم کر دیتے ہیں اور ملک پر بوجھ بنتے ہیں۔

دوسرا سبب کاشتکاروں، بیوپاریوں اور پیشہ وروں پر بھاری محصول لگانا اور ان پر اس بارے میں سختی کرنا ہے، یہاں تک کہ جو بیچارے حکومت کے مطیع اور اس کے حکم کو مانتے ہیں وہ تباہ ہو رہے ہیں اور جو سرکش اور نادہندہ ہیں اور وہ سرکش ہو رہے ہیں اور حکومت کے محصول نہیں ادا کرتے حالانکہ ملک اور سلطنت کی آبادی سستے محصول اور فوج اور عہدیداروں کے بقدر ضرورت تقرر پر ہے چاہیے کہ اس زمانہ کے لوگ ہوشیار ہو کر سیاست کے اس راز کو سمجھیں۔"

مکتوبات میں زوال کے دیگر اسباب اسی طرح سے متعین کیے ہیں

(۱) خالصہ (سرکاری زمین جو کسی کا حق نہ ہو) کے علاقے کا محدود ہونا۔

(۲) خزانہ کی قلت۔

(۳) جاگیرداروں کی کثرت۔

(۴) اجارہ داری کے مسموم اثرات۔

(۵) افوج کے واجبات کا بروقت نہ ملنا وغیرہ وغیرہ۔

قوموں کے عروج و زوال کے متعلق آپ نے اس طرح تجزیہ فرمایا:

"اگر کسی قوم میں تمدن کی مسلسل ترقی جاری رہے تو اس کی صنعت و حرفت اعلیٰ کمال پر پہنچ جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر حکمران جماعت آرام و آسائش اور زینت و تفاخر کی زندگی کو اپنا شعار بنا لے تو اس کا بوجھ قوم کے کاریگر طبقات پر اتنا بڑھ جائے گا کہ سوسائٹی کا اکثر حصہ حیوانوں جیسی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگا۔ انسانیت کے اجتماعی اخلاق اس وقت برباد ہو جاتے ہیں جب کسی جبر سے ان کو اقتصادی تنگی پر مجبور کر دیا جائے۔ اس وقت وہ گدھوں اور بیلوں کی طرح صرف روٹی کمانے کے لئے کام کریں گے۔ جب انسانیت پر ایسی مصیبت

Marfat.com

نازل ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ انسانیت کو ان سے نجات دلانے کے لئے کوئی راستہ ضرور الہام کرتا ہے یعنی ضروری ہے کہ قدرت الٰہیہ انقلاب کے سامان پیدا کر کے قوم کے سر سے اس ناجائز حکومت کا بوجھ اتار دے۔"

انسانی معاشرے کی ترتیب کے سلسلہ میں ان کا خیال تھا

"معاشی وسائل کو وسیلہ کار بنانے کے لئے بنیادی اصول یہ ہے کہ جائز مال کو قبضے میں لایا جائے اور اس کو اس طرح ترقی دی جائے جس طرح ترقی دینا جائز ہے، مثلاً مویشیوں کی افزائش نسل، آبپاشی اور اصلاح زمین کے ذریعے سے زراعت کرنا وغیرہ لیکن اس باہمی تعاون سے معاشی زندگی کی تنگی کا باعث نہ بن جائے تا کہ ایسا نہ ہو کہ تمدن پر فساد پیدا ہو جائے۔

شاہ صاحب کا خیال تھا کہ پیشوں کی غلط تقسیم حکومت کی طرف سے ٹیکسوں کی کثرت اور عیاشانہ زندگی سماج کی بنیادیں کھوکھلی کر دیتی ہے۔ بدور بازغہ میں مدنی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شہر کی حیثیت ایک "شخص" کی سی ہے اور جس طرح جسم انسانی کو مختلف امراض سے بچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ "شہر" کی بھی حفاظت کی جائے۔ فرماتے ہیں کہ اخلاق اگر محض علم سے پیدا ہو سکے تو کسی برائی کا علم ہو جانے کے بعد انسان میں خود بخود اچھا خلق پیدا ہو جاتا، لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ اس کا صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ اخلاق ماحول کی پیداوار ہیں نہ کہ علوم کی۔ ماحول اگر ٹھیک ہو جائے تو اچھے اخلاق کے سرچشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔

حجۃ البالغہ ج اول (ص ۴۵) میں فرماتے ہیں

شہروں کی بربادی کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہاں کے لوگ عمدہ زیورات، نفیس لباس، شاندار عمارات، لذیذ طعام اور عورتوں کے حسن وغیرہ کے پیچھے جاتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرہ میں ایک بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

حالات کی درستی کے لئے والیان ملک کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

Marfat.com

''تو اس کے بعد ملاء اعلیٰ (اللہ تعالیٰ) کی مرضی یہ ہے کہ تم اے بادشاہو! ہر علاقہ اور تین دن یا چار دن کی ہر مسافت پر ایک صاحب عدل امیر کو مقرر کرو جو ظالم سے مظلوم کا حق لے سکتا ہو اور شرعی حدود قائم کر سکتا ہو اور اس کی کوشش کرے کہ ان کی طرف سے پھر سرکشی اور فساد پیدا نہ ہو اور ارتداد اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کر سکیں۔ اسلام بالکل فاش اور علانیہ ہو جائے، اس کے شعائر بالکل کھلم کھلا ظاہر ہوں اور اپنے منصبی فرائض کو ہر شخص اختیار کرنا چاہیے کہ ہر شہر کے امیر کے پاس اتنی قوت و شوکت ہو جس کے ذریعہ سے اپنے شہر کی اصلاح پر وہ قابو پا سکے مگر اتنی شوکت و قوت نہ ہو کہ اس سے خود نفع اٹھانے لگے اور بادشاہ وقت سے سرکشی کرنے لگے چاہیے کہ ہر اقلیم (صوبہ) میں ایک بڑا امیر بھی مقرر ہو جس کے ذمہ فقط جنگ کی ذمہ داری عائد کی جائے، چاہیے کہ اس کی فوجی جمعیت ایسے بارہ ہزار مجاہدوں کی ہو جو اللہ کی راہ میں کسی ملامت سے خوفزدہ نہ ہوں اور ہر سرکش باغی سے جنگ کر سکتے ہوں، جب یہ ہو چکے تب چاہیے کہ منزلی نظامات اور دیگر معاملات کی جانچ کی جائے اور اسی قسم کی دوسری باتوں کی کہ کوئی بات ایسی باقی نہ رہ جائے جو شریعت کے مطابق نہ ہو تا کہ لوگ ہر لحاظ سے امن و عافیت کی زندگی بسر کرنے لگیں۔

ارشاد بانی ہے کہ انسان کو جب کوئی تکلیف گھیر لیتی ہے اور مصیبتوں کے منحوس سائے اس پر چھا جاتے ہیں تو اس وقت وہ اٹھتے بیٹھے، چلتے پھرتے کسی حالت میں ہو، التجائیں کرتا ہے، دعائیں مانگتا ہے اور پختہ وعدے کرتا ہے کہ اے میرے رب میری یہ مشکل آسان فرما۔ مجھے اس بربادی سے بچا لے۔ میں عمر بھر تیرا شکر گزار بندہ بنا رہوں گا۔ کبھی تیری نافرمانی کا خیال تک بھی دل میں نہیں لاؤں گا لیکن ادھر مصیبت کا بادل چھٹا ادھر حضرت انسان نے سب وعدے فراموش کر دیئے اور پھر پرانی روش کو اختیار کر لیا لیکن یہ شیوہ ہر انسان کا نہیں بلکہ فقط وہی لوگ اس طرح کیا کرتے ہیں جو اسراف اور بے اعتدالی کے عادی ہوں۔ ان کی بگڑی ہوئی فطرت اور مسخ شدہ ذہنیت ان گناہوں میں بڑا حسن اور جاذبیت محسوس کرتی ہے۔ جس کرتوت کے باعث وہ گرداب ہلاکت میں پھنسا تھا، جس

Marfat.com

گناہ نے اس کی زندگی کے امن وسکون کو تہ وبالا کر دیا تھا اب پھر وہ اسے اختیار کر رہا ہے۔ آخر کار وہ دونوں جہاں میں ذلیل وخوار ہوگا۔

حکمرانوں کی اصلاح کیلئے قوم کے سنجیدہ طبقے کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

جب والیان ملک احکام خداوندی اور اسوۂ محمدی ﷺ کو پس پشت ڈال چکے ہوں۔ جب ظلم وجور، جبر واستبداد، مردم آزاری، انتقام اور کینہ پروری اور دولت ستانی میں مصروف ہوں۔ اعیان سلطنت عیش وعشرت میں بدمست ہوں۔ معاشرت کا معیار اور زندگی کا تخیل اتنا بلند ہو کہ جس شخص کے پاس امارت کے لوازمات نہ ہوں، اس کو حقیر سمجھا جائے۔ جب ہر شخص کو ایک ہی غم اور فکر ہو کہ راتوں رات کیسے امیر بنا جائے۔ جب اپنوں ہی کے ہاتھوں جبراً اجتماعی آبروریزی ہو رہی ہو، قتل وغارت گری ہو، دن دیہاڑے قومی خزانے اور شاہرائیں لوٹی جاری ہوں، جب مہنگائی نے کمر توڑ کر رکھ دی ہو، بے روزگاری عام ہو، ملک غزائی اجناس میں خود کفیل نہ ہو۔ اسلحہ کیلئے بیرونی ممالک کا محتاج ہو، داخلی اور خارجی امور پر مکمل گرفت نہ ہو، جب ملک میں ایسی بھیانک خرابیاں پیدا ہو چکی ہوں تو ایسے نازک وقت میں بھی اگر قوم کا سنجیدہ اور باہوش طبقہ خاموش تماشائی بنا رہا اور حکمرانوں کی اصلاح کیلئے آگے نہ بڑھا اور ان کو راہ راست پر لانے کیلئے عملی جدوجہد نہ کی تو قانون قدرت کے مطابق قوم نے تو غرق ہونا ہی ہے مگر یہ باشعور اور باخبر سنجیدہ طبقہ بھی ساتھ ہی رگڑا جائے گا۔ اس لیے کہ یہ محض عبادات ہی میں ہمہ وقت کیوں مصروف رہا اور اس نے حکمرانوں کی اصلاح کیلئے پوری قوت اور جمعیت کے ساتھ عملی قدم کیوں نہ اٹھایا جو قوم آنکھیں بند کر کے اپنے گمراہ لیڈر کی پیروی کرے گی اور فہمیدہ وسنجیدہ جماعتیں اپنے حال میں مست رہیں گی۔ حق وباطل میں امتیاز نہ کریں گی تو جہاں لیڈر کو سزا ملے گی وہاں اس کے پیروکاروں پر بھی عذاب الٰہی ضرور آئے گا۔

"ارشاد ربانی ہے کہ فرعون قیامت کے دن بھی اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا اور انہیں جہنم میں لا ڈالے گا۔" (سورۂ ہود، آیت ۹۷)

Marfat.com

لہٰذا جو قوم آنکھیں بند کر کے اپنے گمراہ لیڈر کی پیروی کرے گی تو جہاں ایسے لیڈر کو سزا ملے گی وہاں اس کے پیروکاروں پر بھی عذاب آئے گا یعنی ان کو غور و فکر کی جو صلاحیتیں دی گئی تھیں ان سے کام لے کر انہوں نے حق و باطل میں کیوں امتیاز نہ کیا، ان کو دیدہ و بینا بخشا گیا تھا۔ وہ دانستہ کیوں اندھے بنے رہے۔ کیا یہ کوئی جرم کم ہے؟ قیامت کے دن یہ نامراد پیروکار اپنی قسمت کو روتے ہوئے لیڈر کو کوسنے دیتے ہوئے گرتے پڑتے اس کے پیچھے جا رہے ہوں گے۔ ہر گمراہ لیڈر اور اس کے ماننے والے اسی طرح میدان حشر میں حاضر کیے جائیں گے اور انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا۔ حدیث پاک ہے کہ زمانہ جاہلیت کے شاعروں کا جھنڈا امراء القیس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ان سب کو لے کر جہنم میں جائے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ قوم بھی اندھا دھند کسی غلط لیڈر کی پیروی نہ کرے ورنہ اس کا حشر بھی بد بخت لیڈر ہی کے ساتھ ہی ہوگا۔

سورۂ نمبر ۳ آیت نمبر ۱۰۴ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ ''ضرور ہونی چاہیے تم میں ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔'' پھر آیت نمبر ۱۰۵ کا ترجمہ اس طرح سے ہے: ''اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے اور اختلاف کرنے لگے تھے۔ اس کے بعد بھی جب آ چکی تھیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کیلئے عذاب ہے بہت بڑا۔''

لہٰذا یہ ضروری ہے کہ مسلم قومیت کے تصور سے متصادم، نظریہ پاکستان کے خلاف اس پر صدق دل سے یقین نہ رکھنے والی جماعتوں پر پابندی عائد کر دینی چاہیے۔ ایسی جماعت کیلئے بنیادی قوانین حکومت کی طرف سے منظور شدہ ہوں۔ معاشرتی ترقی کیلئے یہ کام احتساب سے کسی طرح سے بھی کم ضروری نہیں سمجھنا چاہیے۔

نبی کریم ﷺ کے بنیادی احکام میں حکومت۔ کے پانچ ستون ذکر کیے گئے ہیں جو اس طرح سے ہیں:

(۱) اجتماعی نظام کا قیام (۲) امیر کے حکم کی فرمانبرداری (۳) حکم کی تعمیل اور اطاعت

Marfat.com

(۴) اجتماعی مطمحِ نظر کیلئے وطن سے ہجرت اور (۵) خدائے واحد کے راستہ میں جہاد۔ پھر فرمایا: "جو فرد جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوگا وہ فوراً رشتہ اسلام سے کٹ کر علیحدہ ہو جائے گا۔" اسلام کے بعد جو شخص زمانہ جاہلیت کی طرف رجوع کرے گا اس کا مقام جہنم ہے۔ خواہ وہ روزوں پر روزے رکھے اور نمازوں پر نمازیں پڑھتا رہے۔ اس حدیث مبارکہ سے ان مسلمانوں کو اپنا حشر معلوم ہو جانا چاہیے جنہوں نے صرف نمازوں اور روزوں پر ہی قناعت کر رکھی ہے اور فرمان نبوی کی واجب التعمیل ہدایات کی تکمیل سے اپنی جان کو چرا رکھا ہے۔

نبی محترم و معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا حکم "بالجماعۃ" قرآن پاک کے واضح احکام کی تفسیر ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت جو اس نے آپس میں الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اس کے احسان سے بھائی بھائی اور تم کھڑے تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تو اس نے بچا لیا تمہیں اس میں گرنے سے یونہی بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیتیں تاکہ ہدایت پر ثابت رہو۔"

قومی عزت و وقار کیلئے اتفاق و اتحاد کی ضرورت

دنیوی زندگی میں تعمیر و تخریب کا ایک نہ ختم ہونے والا چکر چل رہا ہے کوئی قوم عزت و وقار سے زندہ و سلامت نہیں رہ سکتی جب تک اس کے افراد میں اتفاق و اتحاد نہ ہو۔ امت مسلمہ جو کہ دولت رشد و ہدایت کی امین اور رحمت خداوندی کی قاسم بنا کر بھیجی گئی ہے۔ اس قوم کیلئے ضروری ہے کہ وہ عزت و وقار کے ساتھ زندہ رہے اور یہ اس کے بغیر ممکن نہیں کہ اس کے افراد میں اتحاد و اتفاق حقیقی اور پائیدار ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اعتقاداً اور عملاً کتاب و سنت کی رسی مضبوطی سے پکڑ لیں۔ ہمارے اتحاد کا صرف یہی سبب ہے اور صرف اس طرح اتفاق و اتحاد کی نعمت میسر آ سکتی ہے جس سے ہمارے دین اور دنیا کے حالات سنور سکتے ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل عرب میں ہر قبیلہ

Marfat.com

دوسرے قبیلہ سے برسر پیکار تھا۔ یہاں تک کہ جب حضور تشریف لائے تو عداوت کی جگہ محبت نے لے لی۔ یہ وہ انقلاب تھا جس نے عرب کی کایا پلٹ دی۔ ٹوٹے ہوئے دل جوڑ دیئے۔ سب کو بھائی بھائی بنا دیا۔ وہ لوگ جو دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے کہ گرنے ہی والے تھے کہ رحمت الٰہی نے دستگیری فرمائی اور آتش جہنم میں گرنے سے بچا لیا۔ سو ان احسانات کو یاد کرو اور یاد رکھو اسلام کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور اپنی صفوں میں انتشار کو جگہ نہ دو۔

یہ دین قیم جس نے عالم بشریت کی تقدیر بدل دی اس کی تبلیغ و اشاعت ایک اہم ترین فریضہ ہے اس لیے ایسی باکردار جماعت تیار کرنا ملت کا اجتماعی فریضہ ہے جس کا علم و عمل، ظاہر و باطن، سیرت و کردار رسول اللہ ﷺ کا مظہر کامل ہو۔ ان میں علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ کے ساتھ ساتھ سیرت کی پاکیزگی، کردار کی پختگی اور ظاہر و باطن کی یکسانی پیدا کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس لیے جس بڑی سے بڑی مالی و جانی قربانی، ایمان فراست، قلبی بصیرت اور روحانی تربیت کی ضرورت ہے وہ پوری ہونی چاہیے۔ اگر آج ملت اس اہم فریضہ کو ادا نہ کرے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی اس کوتاہی کیلئے جواب دہ ہوگی۔ تاریخ شاہد ہے جب تک ایسے افراد تیار ہوتے رہے گلشن اسلام میں فصل بہار رہی کفر کے ظلمت کدے اسلام کے نور سے منور ہوتے رہے لیکن اب ملت اسلامیہ کے حالات اتنے دردانگیز اور روح فرسا ہیں کہ بیان کرنے کی ہمت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار مسلمانوں کو گروہ بندی اور اختلافات سے منع فرمایا ہے۔ گروہ بندی اور اختلافات کی لعنت میں گرفتار قوموں کی عبرتناک داستان بیان فرمائی تاکہ مسلمان اسے سنیں اور نصیحت پکڑیں مگر افسوس آج ہم بھی ایسے مقام پر کھڑے ہیں کہ ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک کتاب اور ایک کعبہ رکھنے والی قوم نے اپنے آپ کو کئی فرقوں میں بانٹ رکھا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اک پاسے بریلوی وِن اک پاسے دیوبندی
دوجے پاسے شیعہ سنی وِن ڈاڈھی فرقہ بندی

Marfat.com

اک پنڈ تے اٹھ مسیتاں کیہدی کراں پابندی
وچ وچالے کوٹھا میرا قسمت میری مندی

علماءسوء نے مسلمانوں کے درمیان نفرت و عداوت کی اتنی بلند دیواریں کھڑی کردی ہیں کہ اب ان کے مل بیٹھنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اسلام دشمن تحریکوں کے مہلک اثرات کا بھی ہمیں بخوبی علم ہے۔ بے حسی اور بے بسی نے ہماری تعمیری صلاحیتیں ناکارہ بنادی ہیں لیکن ہم کچھ نہیں کرسکتے۔ سارے چراغ گل ہو گئے ہیں۔ سارے چشمے خشک ہو گئے ہیں۔ ہمیں اپنے گروہی نظریات اور مفادات اتنے عزیز ہو چکے ہیں کہ ہم اسلام کے بنیادی عقائد اور اصولی نظریات کا چمن اجڑتا تو دیکھ سکتے ہیں مگر ہم ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

بعض دینی جماعتیں اس گمان اور زعم میں ہیں کہ حکمران جو دل چاہے کرتے رہیں انہیں ملکی سیاست میں ملوث نہیں ہونا چاہیے۔ گویا وہ دین کو سیاست سے الگ سمجھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے حکمران منہ زور ہو جاتے ہیں بلکہ کئی دینی جماعتوں کو کئی طرح کے دنیوی لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ حالانکہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

نظام پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

جہاد کی اہمیت

بعض دینی جماعتیں جہاد کے متعلق مختلف خیال رکھتی ہیں اور ضرورت جہاد کو فی الوقت قبل از وقت سمجھتی ہیں حالانکہ ارشاد ربانی ہے:

کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے ہو راہ خدا میں حالانکہ کئی بے بس مرد اور عورتیں اور بچے ایسے بھی ہیں جو ظلم سے تنگ آ کر عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب، نکال ہمیں

Marfat.com

اس بستی سے ظالم ہیں جن کے رہنے والے اور بنا دے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی دوست اور بنا دے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار جو ایمان لائے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں وہ جنگ کرتے ہیں۔ طاغوت (شیطان) کی راہ میں تو اے ایمان والو! لڑو شیطان کے حامیوں سے بیشک شیطان کا فریب کمزور ہے۔

(سورہ ۴، آیت ۷۵، ۷۶)

بس کیا ہو گیا ہے ہماری دینی جماعتوں کے سرپرستوں کو کہ وہ اپنے عقیدت مند مریدوں میں جذبہ جہاد کیوں نہیں ابھارتے۔ اپنے نوجوانوں کو عبادت کے ساتھ ساتھ نیم عسکری تربیت کا اہتمام کیوں نہیں کرتے۔ ایک دینی جماعت کے افراد دوسری جماعت کے مسلمان افراد پر حملہ آور کیوں ہوتے ہیں؟ کلاشنکوفوں کے برسٹ بلکہ بمباری کیوں کرتے ہیں؟ کیا ہماری دینی جماعتوں نے صرف یہ سمجھ رکھا ہے کہ دشمن پر صرف دعاؤں ہی کے ذریعہ غلبہ پالیا جائے گا۔ یہ تو محض ان پر ابلیس کا مکروفریب ہے۔ اگر محض دعا ہی سے دشمن کو مغلوب کرنا ہوتا تو رسول اکرم ﷺ کبھی بھی بنفس نفیس دشمن کے سامنے اپنی قلیل جماعت جو کہ حربی آلات سے بھی پوری طرح لیس نہ تھی، صف آرا نہ ہوتے۔ آپؐ نے دس برس کے دوران بے سروسامانی کے دور میں بھی ۲۶ غزوات میں خود شرکت فرمائی۔ ۵۶ سرایا روانہ فرمائے اور ۸۲ جنگیں لڑیں۔ فرشتے مدد کیلئے ضرور اترے مگر اس وقت جب مسلمان قلیل ہوتے ہوئے بھی میدان جنگ میں اتر آئے۔ اگر کوئی گروہ گھروں یا آستانوں میں بیٹھ کر صرف دعا پر ہی اکتفا کرلے تو فرشتے بھی محض آمین کہنے پر ہی اکتفا کریں گے۔ نبی اکرم ﷺ سے بڑھ کر مستجاب الدعوات اور کون ہو سکتا ہے۔ وہ دعا ہی سے کافروں کو مسلمان کرا لیتے۔ قانون الٰہی تو یہ ہے کہ سینہ تان کر دشمن کی کثرت وقوت کو نظر انداز کرتے ہوئے ارشاد خداوندی کی تعمیل میں میدان جنگ میں کود جاؤ۔ پھر فتح ونصرت کیلئے دعا کرو تب یقیناً نصرت الٰہی مدد کو آئے گی۔ غزوۂ بدر کے معرکہ کو ذرا تصور میں لائیں۔ آنحضرتؐ نے جب اپنے چند جاں نثار ساتھی بے سروسامانی کی حالت میں جنگ

Marfat.com

میں جھونک دیئے تب بارگاہ خداوندی میں دعا میں مصروف ہو گئے۔ آپ پر سخت خضوع کی حالت طاری تھی۔ دونوں ہاتھ پھیلا کر فرماتے تھے "خدایا! تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے آج پورا کر" بے خود اور پریشانی کے عالم میں چادر کندھے پر سے گر پڑتی تھی اور آپ کو خبر تک نہ ہوتی۔ کبھی سجدہ میں گرتے اور فرماتے "خدایا! اگر یہ چند نفوس آج مٹ گئے تو پھر قیامت تک تیری کوئی عبادت نہ کرے گا" تب اللہ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔ اب اگر دینی جماعتیں اس طرح کی کیفیت اپنائیں تو اللہ تعالیٰ مدد کا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔

جہاد میں شرکت کیلئے ضروری ہے کہ مجاہدین جسمانی لحاظ سے چاق و چوبند ہوں حالات کے مطابق عسکری تربیت سے کماحقہ آشنا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام کو ہر طرح کی جنگی تربیت دلواتے۔ خود بھی حصہ لیتے اور نگرانی فرماتے۔ آج مسلمانوں نے کشتی، شہسواری، جنگی مشقوں اور دوسری جسمانی ورزشوں کو فراموش کر دیا ہے اور ان کھیلوں کو اختیار کر لیا ہے جن کا جسمانی فٹنس سے کوئی تعلق نہیں۔ ضروری ہے کہ نوجوانوں میں شہسواری، فوجی زندگی، سادگی، استقلال، عزیمت اور مصائب پر صبر و استقامت کی اہلیت پیدا کریں۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عجمی ممالک میں اپنے عرب عمال کو ہدایات دیتے ہوئے یوں لکھا:

"تن آسانی و راحت طلبی کی زندگی اور عجمی لباسوں سے ہمیشہ دور دور رہنا، دھوپ میں بیٹھنے اور چلنے کی عادت برقرار رکھنا کہ وہ عربوں کا حمام ہے۔ جفاکشی اور سادہ زندگی، صبر و تحمل موٹے جھوٹے پہننے کے عادی رہو، گھوڑے پر جست لگا کر بے تکلف بیٹھنے کی مشق رہنی چاہیے۔ نشانے درست ہو جائیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "اہل عرب تیر اندازی کی مشق رکھو۔ اس لیے کہ تمہارے جدامجد اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے۔ ایک دوسری جگہ فرمایا: "یاد رکھو جس قوت کے تیار رکھنے کا قرآن مجید میں تاکید ہے وہ تیر اندازی ہے وہ تیر اندازی ہے۔"

تعلیم و تربیت کے ذمہ داروں کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ہر ایسی چیز کا مقابلہ کریں جو

Marfat.com

مردانگی اور شجاعت کو کمزور کر رہی ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی کسی قسم میں مردانگی اور غیرت انسانی کو زوال ہوا۔ عورتوں نے اپنی نسائیت کے خلاف بغاوت کی۔ مردوں کی مسابقت کی خانگی زندگی سے نفرت اور غفلت برتی۔ ضبط تولید کو اپنایا تو پھر ان کا ستارۂ اقبال غروب ہوا اور رفتہ رفتہ اس کے نشانات بھی مٹ گئے۔ یونانی، رومی اور ایرانی اقوام کا انجام یہی ہوا۔ پاکستان بھی آج اسی راہ پر گامزن ہے جو عبرتناک انجام تک لے جاتی ہے۔ مسلمانان پاکستان کو ابھی سے اپنی اصلاح کیلئے عملی اقدام اٹھانے چاہئیں ورنہ بد سے بدتر انجام کا سامنا کرنا پڑے گا۔

دعا اپنی جگہ بالکل جائز اور مفید ہے مگر دعا عمل کا بدل نہیں۔ بقول علامہ اقبال،

کر سکتی ہے بے معرکہ جینے کی تلافی
اے شیخ! بتا تیری مناجات سحر کیا؟

ابلیس لعین اپنے مشیروں کو مسلمانوں کے بارے میں ہمیشہ یہ مشورہ دیتا ہے کہ

تم اسے بیگانہ رکھو عالم کردار سے
تابساط زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات
مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں اسے

مسلمانان عالم کیلئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ اتنی کثیر تعداد میں ہوتے ہوئے اور وسیع وسائل رکھنے کے باوجود یہود ونصاریٰ کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں اس ذلت اور رسوائی کی سب سے بڑی وجہ ترک جہاد ہے۔ کفار صرف اور صرف جہاد ہی سے خوف اور ڈر محسوس کرتے ہیں۔ جہاد کوئی عارضی اور وقتی ضرورت تک محدود نہیں بلکہ جہاد کا حکم تو قیامت تک جاری ہے۔ اگر جہاد حیات امت مسلمہ کے کسی مرحلے کی عارضی ضرورت ہوتی تو قرآن کے اندر اس کثرت سے تکرار اور تبلیغ وتحریص کے ساتھ اس کا ذکر نہ ہوتا۔ حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا بیشتر حصہ پورے جوش وخروش اور سرگرمی کے ساتھ اس پر عمل کرتے گزرا۔ اگر جہاد محض

Marfat.com

کسی مرحلے کی عارضی ضرورت ہی ہوتا تو آپ قیامت تک پیدا ہونے والے ہر مسلمان کیلئے وصیت چھوڑ کر نہ جاتے کہ "جو ایسی حالت میں مر گیا کہ اس نے زندگی بھر نہ تو کبھی جنگ کی ہو گی اور نہ اس بارے میں کبھی سوچا ہو گا تو گویا وہ منافقت کی ایک خاصیت کے ساتھ مر گیا" خود رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ کے یہودیوں کا تکبر غرور اور جنگی قوت پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ یہودی ترک وطن کرنے پر مجبور ہو گئے۔ مدینہ سے دربدر ہو کر یہودی خیبر میں جا بسے مگر وہاں بھی یہ اپنی سازشوں اور فطرتی خباثتوں اور بدعہدیوں کے باعث مدینہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ کی جرأت، ہمت، بہادری اور تدبیر دیکھئے کہ ۹۶ میل کا سفر تین دنوں میں طے فرما کر خیبر کے قلعوں پر حملہ آور ہو گئے۔ یہود کی بے پناہ قوت اور محفوظ قلعوں کے باوجود دشمن کی سرزمین میں انہیں ایسی عبرتناک شکست دی کہ ایسی مثال شاید ہی تاریخ پیش کر سکے۔ ان واقعات کو دہرانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ نصرت الٰہی صرف اور صرف اسی صورت میں آتی ہے جبکہ مسلمان خود عملی طور پر کفار کے سامنے جنگ کیلئے صف آرا ہو جائیں۔

آج مسلمانان عالم یہود و نصاریٰ اور ہنود کے ہاتھوں صرف اور صرف اس لیے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں کہ یہ جذبہ جہاد کو عارضی اور وقتی ضرورت سمجھتے ہوئے ترک کر چکے ہیں۔

اسلامی دنیا کرۂ ارض پر مشرق وسطیٰ، مشرق بعید اور وسطی ایشیا تین بڑے حصوں میں منقسم ہے۔ اس وقت دنیا میں پچاس کے لگ بھگ مسلم ممالک ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کے ہر ملک میں مسلمانوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ بحیثیت مجموعی دراصل مسلم ممالک ایک سپر طاقت ہیں۔ کچھ ممالک معدنی اعتبار سے مالا مال ہیں اور کچھ افرادی قوت کے اعتبار سے فائق ہیں مگر مقام افسوس ہے ہر ملک اپنے دگرگوں حالات کی وجہ سے بڑی طاقتوں کے بالواسطہ یا بلاواسطہ زیر نگین ہیں جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان ممالک میں داخلی اتحاد و اتفاق نہیں ہے اور یہ جدید آلات حرب و ضرب کے حصول کیلئے سپر طاقتوں کے محتاج ہیں جو ملک ان کے چنگل سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے اسے پھر سے محکوم بنانے کیلئے سیاسی،

Marfat.com

اقتصادی اور عسکری حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔ مسلم ممالک کو آپس میں دست و گریبان کرایا جاتا ہے۔ اندرونی سازشیں کی جاتی ہیں۔ اسلام پسند کو تختہ ستم بنایا جاتا ہے۔ انہیں بنیاد پرست کہہ کر نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ان پر دہشت گردی کا لیبل لگایا جاتا ہے۔ یہودیوں کے ساتھ مسلم ممالک کو صلح کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جملہ مسلمانان عالم بخوبی جانتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ ان کے خلاف سازشوں میں لگے ہوئے ہیں اور اتحاد ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کیلئے فریب کاریوں میں مصروف ہیں مگر ہم پھر بھی اقوام متحدہ سے امیدیں وابستہ کیے ہوئے ہیں اور یہود و نصاریٰ کو اپنا خیر خواہ اور نجات دہندہ سمجھے ہوئے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ قیامت تک مسلمانوں سے کبھی راضی نہ ہوں گے تاوقتیکہ مسلمان ان کے مذاہب میں داخل نہ ہو جائیں۔ اس ضمن میں ارشاد ربانی بڑا واضح ہے:

(ترجمہ) ''اور ہرگز خوش نہیں ہوں گے آپ (ﷺ) سے یہودی اور عیسائی یہاں تک کہ آپ (ﷺ) پیروی کرنے لگیں ان کے دین کی۔ آپ (ﷺ) انہیں کہہ دیجئے کہ اللہ کا بتایا ہوا راستہ ہی سیدھا ہے اور اگر (بفرض محال) پیروی کریں ان کی خواہشوں کی اس علم کے بعد بھی جو آپ (ﷺ) کے پاس آچکا ہے تو پھر نہیں ہوگا آپ کیلئے اللہ کی گرفت سے بچانے والا کوئی یار اور مددگار۔'' (سورہ ۲، آیت ۱۲۰)

پھر ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ترجمہ) ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ، یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے، یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے''۔ (المائدہ، ۵۱)

اسلامی ممالک میں سیاسی اور ملی استحکام کی ضرورت

آج اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اسلامی سربراہی تنظیم (او۔ آئی۔ سی) کو مضبوط

Marfat.com

سے مضبوط تر بنایا جائے۔ ہر اسلامی ملک اپنے اندر سیاسی اختلاف کو دور کر کے استحکام پیدا کرے۔ اپنے ملکی حالات درست کرے۔ انتقامی روش ترک کر کے ملک کے اندر افہام و تفہیم سے نظم و نسق قائم کرے۔ رشوت ستانی، منشیات، بے ایمانی، بداخلاقی کو ختم کرے۔ اندرونی امن و امان کو مستحکم کرے۔ اپنے کردار اور عادات کو درست کرے۔ صحیح معنوں میں مسلمان بن جائے۔ فرقہ بندی کو ختم کر دے۔ ملی یکجہتی صرف نام کی نہ ہو بلکہ کام کی ہو۔

بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

آج پاکستان، ایران، ترکی، افغانستان کو مضبوط بنائے جانے کی اشد ضرورت ہے۔ اندرونی خلفشار کو مٹایا جائے۔ انڈونیشیا، ملائیشیا، بنگلہ دیش، برونائی میں اشتراک پیدا کیا جائے۔ نو آزاد مسلم ریاستوں ازبکستان، قازقستان، کرغستان، آرمینیا اور آذربائیجان میں اتحاد و اشتراک ہونا چاہیے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خود پاکستان میں اتحاد ملت کو مضبوط تر بنایا جائے جس کی آج اشد ضرورت ہے۔ وطن عزیز پاکستان سخت مصائب د مشکلات اور مال و جان، عزت و آبرو لٹوا کر حاصل کیا ہے مگر ہماری بدبختی اور بدنصیبی یہ ہے ہم ابلیس لعین کے مکروفریب میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا واضح اور بین ارشاد ہے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے کبھی خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی ہماری حکمران عیسائی عالمی طاقتوں کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ ہم اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ امریکہ ہی ہمارا نجات دہندہ ہے اور وہ کسی آڑے وقت میں ہماری مدد کرے گا۔ حالانکہ حقائق ہمیشہ اس کے برعکس رہے ہیں۔ یہود و نصاریٰ نے ہمیں اخلاقی طور پر بھی تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اپنی قوم کی بیٹیوں کی شادیاں مسلمان بادشاہوں سے کرا دیں۔ اعلیٰ فوجی افسران اور کئی بین الاقوامی شہرت کے حامل مسلمان نوجوانوں سے یہودنیں بیاہ دیں۔ اگر کوئی سمجھے کہ یہ خواتین تو اسلام قبول کر چکی ہیں اس لیے بے ضرر ہو گئی ہیں تو یہ محض اس کی

Marfat.com

خام خیالی اور خوش فہمی ہے۔ ایسی خواتین تو ایک گہری سازش کے تحت ادھر بھیجی جاتی ہیں۔ وہ نہ تو اپنے خاوند کی وفادار ہو سکتی ہیں اور نہ ہی اسلامی ملک وملت کی کبھی خیر خواہ ہو سکتی ہیں۔

ان کا مشن تو کچھ اور ہی ہوتا ہے جسے وہ نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے پورا کرتی ہیں مگر ہم اسی بحث وتمحیص میں الجھے رہتے ہیں کہ کیا ہوا۔ کوئی غلط کام نہیں ہوا بلکہ غیر مسلم کو مسلمان کیا ہے۔ اس لیے اب وہ اسلام کیلئے بے خطر ہیں۔ جب اللہ نے قرآن پاک میں حتمی فیصلہ فرما دیا ہے کہ یہودی اور عیسائی مسلمانوں سے کبھی خوش نہیں ہوں گے تو پھر ہمیں ادھر ادھر کی تاویلیں کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی لعنت کو تو پھر ختم کر دینا ہی ہمارے لیے بہتر ہے۔ جب اپنے مذہب میں اچھے سے اچھا رشتہ مل سکتا ہے تو پھر غیر مذاہب میں رشتے کرنے کا کیا تک ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اہمیت

حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بوجوہ احسن نہایت ضروری ہے۔ اللہ کریم اپنے حقوق کی عدم ادائیگی سے تو صرف نظر کر سکتا ہے مگر حقوق العباد میں غفلت اور کوتاہی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ والیان ملک و ریاست وصاحبان اختیار واقتدار انسانی حقوق کی مکمل حفاظت کریں ورنہ انسانیت کی عزت واحترام کیلئے اسے خود ہی کوئی انتظام کرنا ہوگا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ انسان نے جب حقوق اللہ سے تجاوز کر کے حقوق العباد کو پس پشت ڈال دیا۔ خدا کے بندوں کو ان کے فطری حقوق سے محروم کرنا چاہا، انہیں اپنا غلام بنا لیا۔ ان کی زمینیں چھین لیں، ان کی محنت کا استحصال کیا، ان کے خون سے اپنی ہوس ملک گیری کی تسکین کی، ان کی ہڈیوں کی بنیاد پر اپنے عیش ونشاط کے محل تعمیر کیے اور مقام انسانیت کی تذلیل کی تو رب نے بھی انسانیت کی عزت واحترام کیلئے خود انسان ہی کو کھڑا کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار دی اور حکم دیا کہ "وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنة" یعنی تم ان سے برابر جنگ کیے جاؤ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ امن وسلامتی کے قیام کیلئے تلوار کا استعمال ناگزیر ہے۔ خونریزی کو ختم کرنے کیلئے

Marfat.com

خون ریز مقابلہ لازمی ہے کیونکہ خون کے دھبے اشکوں سے نہیں خون ہی سے دھوئے جاسکتے ہیں۔ وحشت و بربریت کا انسداد بے کسی اور کمزوری سے نہیں طاقت وقوت ہی سے ہوسکتا ہے۔ توپوں کی گھن گرج درماندگی کی چیخوں سے نہیں شیران خدا کی گرج ہی سے خاموش کیا جاسکتا ہے اور جنگ کا خاتمہ آہوں سے نہیں بلکہ جنگ ہی سے ممکن ہے۔

مایوسی گناہ ہے

ابلیس لعین خاص طور پر مسلمانوں میں مایوسی پھیلانے کی فکر میں رہتا ہے۔ اللہ کی رحمت و برکت اور مدد سے ناامید کرانے میں بہت کوشش کرتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ جو دنیا اور آخرت میں اس کی امداد سے مایوس ہوا تو اس کیلئے پھر کوئی اور چارۂ کار نہیں کہ وہ اپنی زندگی ختم کرلے کیونکہ زندگی نام ہے عمل کا اور عمل وابستہ ہے امید سے۔ امید نہ ہو تو عمل نہیں ہوسکتا اور امید کا تعلق اللہ کی ذات بابرکات پر بھروسے سے ہے کیونکہ یہ کائنات اسی کی بنائی ہوئی ہے اور یہاں اسی کی کارفرمائی ہے۔ سورہ الحج کی آیت ۱۵ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''جو کوئی یہ گمان کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں قطعاً اس کی مدد نہیں کرے گا تو چاہیے کہ وہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے پھر (اپنا تعلق زندگی سے) منقطع کرلے۔ پھر دیکھے اس کی (اس) تدبیر نے اس کے غصہ کے سبب کو دور کردیا۔'' مذکورہ آیت میں پہلے لفظ ''ظن'' لایا گیا ہے کیونکہ یہ خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے کسی بندے کی مدد نہیں فرمائے گا تو پھر اس کا زندہ رہنا بے سود ہے۔ پھر اسے چاہیے کہ وہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے یعنی چھت کے ساتھ رسی باندھے۔ آگے یہ نہیں فرمایا کہ پھر اس کا پھندا بنا کر اپنے گلے میں ڈال لے اور خودکشی کرلے۔ صرف اتنا فرمایا کہ اپنا تعلق دنیا سے منقطع کرلے۔ باقی بات خود بخود بیچ میں آگئی۔ گویا ارشاد فرمایا کہ پھر ایسے شخص کیلئے خودکشی کے سوائے اور کوئی چارۂ کار نہیں۔ موت سے اگرچہ زندگی ختم ہوجاتی ہے مگر ساتھ ہی ایک نئی زندگی کا آغاز بھی ہوجاتا ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اندریں حالات ہم پاکستانیوں کے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں ہمیں رحمت خداوندی سے کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمیشہ

Marfat.com

تائید خداوندی کا طلبگار رہنا چاہیے۔

بعض اوقات بتقاضائے بشریت انسان پے در پے حوادثات کی وجہ سے دل برداشتہ ہو کر ہمت ہار بیٹھتا ہے۔ خود نبی محتشم جب کبھی آزردہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی ہمت بندھاتا انہیں تسلی و تشفی دیتا۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے متعدد بار اپنے حبیب پاک ﷺ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور آپ ﷺ کی ڈھارس بندھائی۔ چند ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(ترجمہ) یہود کی خباثتوں سے حضور کریم کا دل آزردہ ہوتا تھا۔ حضور ان کو قدم قدم پر اسلام کی حقانیت کے ثبوت مہیا فرماتے لیکن وہ برابر کفر سے چمٹے رہنے پر مصر رہتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تسلی دیتے کہ آپ افسردہ نہ ہوں یہ نہ آپ کو کوئی گزند پہنچا سکتے ہیں اور نہ اسلام کی ترقی کو روک سکتے ہیں۔ (سورۃ المائدہ ۵، آیت ۴۱)

(ترجمہ) اے میرے پیارے حبیب! آپ پر فرض ہے جس دین کی راہ پر ہم نے آپ کو پختہ کر دیا ہے، اس کی پیروی کریں۔ نفس کے پرستار دنیا کے پجاری لاکھ شور مچائیں آپ ان کی طرف قطعاً التفات نہ کریں۔ بڑی ثابت قدمی اور استقامت کے ساتھ آگے بڑھتے جائیں جس ذات نے آپ کو یہ جامع شریعت عطا فرمائی ہے وہ علیم و خبیر ہے اور اعتراض کرنے والے لوگ جاہل اور نفس پرست ہیں۔ اگر اللہ کی واضح ہدایات پر ان جاہلوں کی نفسانی خواہشات کو ترجیح دی گئی تو اس پر جو نتیجہ مرتب ہوگا وہ واضح ہے۔

یاد رکھو! اگر تم نے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے محروم کر دیئے گئے تو پھر اس کے غضب سے دنیا کی کوئی طاقت تمہیں بچا نہ سکے گی۔ (سورۃ الجاثیہ ۴۵، آیت ۱۸)

کفار کی ہٹ دھرمی میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے جس سے حضور کو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تسلی دے رہے ہیں کہ اے حبیب! ہم ان کی کارستانیوں سے خوب واقف ہیں۔ ان کی باتوں کو خوب سن رہے ہیں۔ آپ رنجیدہ خاطر کیوں ہوتے ہیں۔ ہم نے آپ کو اس لیے تو نہیں بھیجا کہ سختی اور تشدد سے کام لے کر آپ ان کو اسلام لانے پر مجبور

Marfat.com

کریں۔ان کے بارے میں آپ جواب دہ نہیں۔ (سورۂ ق، ۵۰)
جب کسی حکمران کو ایسی ناگفتہ بہ صورت حال سے دوچار ہونا پڑے تو اسے ہرگز دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ پوری ہمت جوانمردی، استقامت اور ہوش مندی سے بگڑتی ہوئی صورت حال کو سنبھالا دینا چاہیے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

آ ہمت مردانہ کہ جگر میں تری جا ہے
مت آنکھ چرا مجھ سے اگر شرط وفا ہے

اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں سے پیار کرتا ہے۔ انسان کے ارادے اور دل میں پستی اور کمزوری نہ آنی چاہیے۔ مصیبتیں پریشان کرنے کیلئے نہیں بلکہ بیدار کرنے کیلئے آتی ہیں جو شخص حوادث زمانہ سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے وہ خوابوں کی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا ہو اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

(سید صادق حسین کاظمی ایڈووکیٹ شکر گڑھ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطوط

بد بخت ہے وہ جو بوقت مصیبت بھی رجوع الی اللہ نہیں ہوتا۔ جب پژمردگی اور افسردگی کی کیفیت طاری ہو جائے تو والی ملک کیلئے ضرورت ہے کہ وہ قرآن اور حدیث کا بغور مطالعہ شروع کر دے۔ علاوہ ازیں خلفاء راشدین کے مکتوبات جو وقتاً فوقتاً انہوں نے اپنے گورنروں، فوجی افسران اور مسلمانوں کے نام لکھے ہیں، ان سے بھی استفادہ کرے۔ اس طرح اسے نیا جوش اور نیا ولولہ ملے گا۔ اس ضمن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرکاری خطوط میں سے چند خطوط کی یہاں نقل پیش کی جاتی ہے۔

خط نمبر ۴۴، ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جراح کے نام

میں تمہیں یہ خط لکھ رہا ہوں۔ اس میں اپنی اور تمہاری بھلائی کی میں نے حتی الامکان

Marfat.com

کوشش کی ہے۔ پانچ اصولوں پر کاربند رہو، تمہارا دین سلامت رہے گا اور بہترین خوش نصیبی حاصل کرو گے۔

جب دو آدمی اپنا قضیہ لے کر آئیں تو مدعی سے گواہ عادل طلب کرو اور مدعی علیہ سے قطعی حلف لو، غریب کے ساتھ ہمدردی سے پیش آؤ تاکہ اس کی زبان کھلے اور ہمت بڑھے، پردیسی کا خیال رکھو کیونکہ اگر بہت دن تک اسے رکنا پڑا تو وہ اپنا حق چھوڑ کر وطن لوٹ جائے گا اور اس کی حق تلفی کی ذمہ داری اس شخص پر ہوگی (یعنی تم پر) جو اس کے ساتھ بے اعتنائی سے پیش آیا۔ مدعی اور مدعی علیہ کو ایک نظر سے دیکھو (اضافہ از کتاب البیان والتبیین جاحظ) جب تک تمہیں صحیح فیصلہ نہ سوجھے فریقین میں سمجھوتہ کرانے کی ہر ممکن کوشش کرو۔

یہ مراسلہ لفظی اختلاف اور کمی بیشی کے ساتھ ادب، تاریخ اور قانون کی متعدد کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب البیان جاحظ اور العقد الفرید ابن عبدربہ میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا مخاطب بتایا گیا ہے اور انساب الاشراف بلاذری میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط کشیدہ حصہ العقد الفرید اور شرح نہج البلاغ میں اور جملہ النساب الاشرف میں نہیں ہے۔

۳۸۹۔ شام کے مسلمانوں کے نام

اپنے بچوں کی تیراکی، تیراندازی، گھوڑے سواری اور درختوں کی شاخوں یا نشانوں کے بیچ میں چھپنے کی مشق کراؤ۔

خط نمبر ۳۹۰۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

اپنے بچوں کو تیراکی اور گھوڑے سواری سکھاؤ اور انہیں عمدہ اشعار اور مشہور ضرب الامثال کہنے کی مشوق کراؤ۔

خط نمبر ۳۹۱۔ ایک صدر مقام کے مسلمانوں کے نام

ننگے پیر چلنے، تہبند پنڈلیوں سے اوپر باندھنے اور تیراندازی کی مشق کرو۔

Marfat.com

خط نمبر ۳۹۲۔ گورنر شام کے نام

اپنے علاقہ کے مسلمانوں سے کہو کہ جوتے پہننے اور ننگے پیر رہنے کی عادت ڈالیں۔

خط نمبر ۳۹۳۔ شام کے مسلمانوں کے نام

لوگو! تیر اندازی اور گھوڑے سواری کی مشق کرو، مجھے تیر اندازی گھوڑے سواری سے زیادہ پسند ہے، میں نے رسول اللہ کو کہتے سنا ہے کہ خدا اس شخص کو جنت میں جگہ دے گا جو اس کی خاطر ایک تیر چلائے یا جسے جہاد میں تیر اندازی سے قوت حاصل ہو۔

خط نمبر ۴۱۸۔ گورنروں کے نام

ایک عرب ہر سال عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹ کی ران بطور ہدیہ دیا کرتا تھا، اس کا کسی سے جھگڑا ہو گیا اور وہ فریق ثانی کو لے کر خلیفہ کے پاس آیا اور بولا: امیر المؤمنین ایسا فیصلہ کیجئے کہ حق باطل سے اس طرح الگ ہو جائے جیسے ران اونٹ سے، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشارہ پا گئے۔ تحفے کی خرابی ان پر منکشف ہو گئی۔ انہوں نے گورنروں کو یہ فرمان بھیجا:

تحفے قبول نہ کیا کرو کیونکہ وہ رشوت کی ایک شکل ہیں۔

خط نمبر ۴۱۹۔ کثیر بن شہاب کے نام

اپنے علاقہ کے مسلمانوں سے کہو کہ تازہ روٹی پنیر کے ساتھ کھایا کریں کیونکہ وہ پیٹ میں زیادہ دیر تک ٹھہرتی ہے۔

خط نمبر ۴۲۰۔ مسلمانوں کے نام

جو شخص کسی بنجر زمین کو قابل کاشت بنا لے گا وہ اس کی ملکیت ہو جائے گی۔

خط نمبر ۴۲۱۔ گورنروں کے نام

مجھے خط تحریر کرتے وقت تاریخ بھی لکھا کرو۔

Marfat.com

خط نمبر ۴۲۲۔ کوفہ کے مسلمانوں کے نام

سورۂ نسا، سورۂ احزاب اور سورۂ نور یاد کرو اور ان کے معانی و مطالب سمجھو۔

خط نمبر ۴۲۳۔ گورنروں کے نام

(غروب آفتاب کے بعد) افطار میں دیر نہ کی جائے اور نہ نماز مغرب کیلئے ستاروں کے گھنے ہونے کا انتظار۔

خط نمبر ۴۲۴۔ امرائے اجناد کے نام

خدا کے مطیع بندوں کی زبان سے جو باتیں سنو، انہیں یاد کرو کیونکہ ان پر سچی باتیں (امور صادقہ) روشن ہوتی ہیں۔

خط نمبر ۴۲۵۔ مسلمانوں کے نام

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی چھاؤنی میں گورنر بھیجتے تو وہاں کے مسلمان غازیوں کو لکھتے: جب تک گورنر تمہارے ساتھ انصاف سے پیش آئے اس کی اطاعت کرتے رہو۔

خط نمبر ۴۲۶۔ گورنروں کے نام

ان لوگوں کے اقوال قلمبند کر لیا کرو جو دنیا سے بے نیاز ہیں کیونکہ خدا نے ایسے فرشتے ان پر مامور کر دیے ہیں جو ان کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھے رہتے اور انہیں صرف وہی بات کہنے کی اجازت ہوتی ہے جو خدا ان سے کہلانا چاہتا ہے۔

خط نمبر ۴۲۷۔ امرائے اجناد کے نام

دین کے قاعدے ضابطوں سے واقفیت حاصل کرو کیونکہ غلط بات کو صحیح اور صحیح کو غلط سمجھنے والا معذور نہیں رکھا جا سکتا۔

خط نمبر ۴۳۲۔ ایک گورنر کے نام

کسی گورنر کے پاس ایک وفد آیا جس میں عرب اور موالی (غیر عرب مسلمان) دونوں

Marfat.com

تھے، گورنر نے وفد کے عرب ارکان کو انعامات دیئے اور موال کو نظر انداز کر دیا، اس کی خبر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے لکھا: یہ بری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔

خط نمبر ۴۲۳۔ خط کی دوسری شکل

تم نے سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ کیوں نہیں کیا۔

خط نمبر ۴۳۴۔ صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

نرکل سے خلال نہ کیا کرو اور اگر تم اسے نہیں چھوڑ سکتے تو خلال کرتے وقت اس کا چھلکا اتار دیا کرو۔

(نرکل یا نرسل) بانس کی قسم ہے۔ اس کے پتے کماد کے پتوں کی مانند ہوتے ہیں جولاہے نلے اور نلیاں بناتے ہیں۔ ہمارے ہاں غالباً اسے نڑ کہتے ہیں۔

خط نمبر ۴۳۶۔ مجاہدین جبر کے نام

امیر المؤمنین! دو (۲) شخص ہیں۔ ایک گناہ سے اس لیے کنارہ کش رہتا ہے کہ اس کے دل میں گناہ کی خواہش ہی نہیں ہوتی اور دوسرا خواہش کے باوجود اس سے محترز رہتا ہے، بتائیے ان دونوں میں کون سا بہتر ہے؟

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

گناہ کی خواہش کے باوجود اس سے دور رہنے والے وہ لوگ ہیں جن کی خدا بذریعہ تقویٰ آزمائش کرتا ہے۔ ان کی مغفرت ہوگی اور وہ عمدہ انعام پائیں گے۔

خط نمبر ۴۳۷۔ ایک گورنر کے نام

کسی مسلمان نے بیت المال سے روپیہ چرا لیا۔ اس کی اطلاع خلیفہ کو گئی تو انہوں نے لکھا:

اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے کیونکہ بیت المال میں اس کا بھی حق ہے۔

Marfat.com

خط نمبر ۴۳۸۔ مسلمانوں کے نام

دنیا لذیر ترکاری کی طرح ہے۔ جائز طریقہ دے دنیا کمانے والا اس بات کا مستحق ہے کہ دنیا اس کیلئے باعث برکت ثابت ہوا اور ناجائز طریقہ سے دنیا کمانے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا پیٹ نہیں بھرتا چاہے وہ کتنا ہی کھالے۔

خط نمبر ۴۴۴۔ گورنروں کے نام

گورنرو، رعیت پر تمہارے اور رعیت کے تم پر حقوق ہیں، خدا بردبار حاکم کو بہت پسند کرتا ہے اور کوئی نفع اس نفع کے برابر ہمہ گیر اور عام نہیں ہوتا جو بردبار اور مہربان حاکم سے رعیت کو پہنچے۔ اسی طرح متشدد حاکم خدا کو سخت ناپسند ہے اور کوئی نقصان اتنا دوررس نہیں ہوتا جتنا وہ نقصان جو ایک احمق اور نامہربان حاکم سے رعیت کو پہنچے اور جو شخص طالب عافیت ہوتا ہے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ خدا اسے عافیت سے شاد کرم کرے۔

خط نمبر ۴۴۷، گورنروں کے نام

حق وانصاف کے معاملہ میں سب کے ساتھ یگانہ ہو یا بیگانہ ایک سا برتاؤ کرو، رشوت نہ لو، مقدمہ فیصل کرنے میں ذاتی خواہش یا رجحان سے کام نہ لو، غصہ کی حالت میں کسی سے مواخذہ نہ کرو، ہر روز انصاف کیا کرو چاہے ایک ہی گھنٹے کیلئے ہو۔

خط نمبر ۴۵۲۔ مسلمانوں کے نام

جب تفریح کو تمہارا جی چاہے تو تیر اندازی کیا کرو اور جب باتوں کو جی چاہے تو قانون وارثت پر گفتگو کیا کرو۔

خط نمبر ۴۵۳۔ ایک گورنر کے نام

جو پابندیاں خونی رشتہ کے باعث دو افراد پر عائد ہوتی ہیں وہی پابندیاں ان دو افراد پر بھی عائد ہوں گی جنہوں نے کسی عورت کا باہم دودھ پیا ہو۔ (مثلاً وہ ایک دوسرے سے شادی نہیں کرسکتے)

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمرو بن عاص گورنر مصر کے درمیان خراج مصر سے متعلق خط و کتابت ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطوط بڑے سخت ہیں۔ لہجہ سخت تند و تیز ہے۔ شروع میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ترکی بہ ترکی جوابات دیئے۔ اس طرح تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے۔ گورنر کی صاف بیانی اور کھری باتوں سے خلیفہ کی تشفی نہ ہوئی۔ اپنے مخبروں سے گورنر کی ثروت کی خبر سن کر انہیں یقین ہو گیا کہ عمرو ناجائز طریقہ سے روپیہ کماتے ہیں لہٰذا انہوں نے عمرو بن عاص کی آدھی دولت ضبط کرالی مگر کیا مجال جو عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم عدولی یا بغاوت کی کوئی کوشش کی ہو۔ قارئین کرام! آپ بھی ذرا ان خطوط کو پڑھیں اور اندازہ فرمائیں کہ وہ حضرات کس طرح کی ہستیاں تھیں۔

خط نمبر ۳۷۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں نے تمہارے اور مصر کے بارے میں جہاں تم حکمران ہو، غور کیا، تمہارا ملک خوب لمبا چوڑا اور زرخیرہ ہے خدا نے اس کے باشندوں کو خشکی اور سمندر اور دونوں میں ہر قسم کا سامان شجاعت اور قوت عطا کی ہے یہاں فرعون بادشاہوں نے حکومت کی اور سرکش و خدا فراموش ہونے کے باوجود انہوں نے زراعت کی ترقی کیلئے عمدہ کام کیے۔ مجھے اس بات پر تعجب ہے لیکن سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ اب مصر سے اس خراج کا آدھا بھی وصول نہیں رہا ہے جو پہلے ہوتا تھا حالانکہ ملک میں کسی قسم کا قحط نہیں ہے۔ خراج کے موضوع پر تم سے کافی لمبی خط و کتابت کرنے کے بعد مجھے توقع تھی کہ تم صحیح روش اختیار کرو گے اور پورا پورا خراج بھیجو گے لیکن تم ایسے بہانے ہی تراشتے رہے جو کسی طرح سمجھ میں آنے والے نہیں ہیں۔ میں اس خراج سے کم قبول نہیں کر سکتا۔ جو اسلامی فتح سے پہلے ہوتا تھا، میں نہیں سمجھ سکا کہ میرے خط میں ایسی کیا بات تھی جس نے تمہیں بھڑکایا اور برہم کیا۔ اگر تم کارگزاری دکھاؤ

Marfat.com

اور دیانت سے اپنا فرض انجام دو اور پھر اپنی برات اور بے گناہی کی کوشش کرو تو بلاشبہ ایسا کرنا مفید ہے لیکن اگر تم نالائق اور خائن ہو تمہاری برات کی کوشش بے سود ہے۔ پچھلے سال میں نے خراج کے موضوع پر تم سے الجھنا مناسب نہیں سمجھا اور اس امید میں طرح دیتا رہا کہ تم خود سنبھل جاؤ گے اور پورا پورا خراج بھیجو گے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایسا کرنے سے تمہارے بے ایمان افسر تمہیں باز رکھتے ہیں جن سے تمہاری ملی بھگت ہے۔ انہوں نے تمہیں اپنا ملجا اور ماویٰ بنالیا ہے لیکن خدا کے فضل سے میرے پاس تمہاری بیماری کا علاج موجود ہے۔ پس ابوعبداللہ تم سے اگر صحیح رقم وصول کی جائے تو تمہیں ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ مصر کی گائے خشک نہیں۔ خوب دودھ دینے والی ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے لہٰذا اپنے بار بار کے بہانوں سے مجھے معاف رکھو۔ حقیقت کے چہرہ سے پردہ اٹھ چکا ہے۔ والسلام

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب

اس سخت مراسلہ سے عمرو بن عاص کی خودداری کو ایسی چوٹ لگی کہ وہ بلبلا گئے اور لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین کو عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سلام علیک۔ میں اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، آپ کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے تاخیر خراج کی شکایت کی ہے۔ (خط میں تاخیر خراج کی نہیں بلکہ تقلیل خراج کی شکایت ہے) اور فرعون بادشاہوں کے عمدہ زراعتی کارناموں کی طرف اشارہ کیا ہے اور جو خراج وہ وصول کر سکے اور میں نہ کر سکا۔ اس پر اظہار تعجب کیا ہے (خط میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے فراوانی خراج پر تعجب ظاہر ہوتا ہو) میری جان کی قسم یہ بالکل صحیح ہے کہ ان کے زمانہ مین خراج زیادہ وصول ہوتا تھا اور زیر کاشت زمین اور پیداوار زیادہ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکش و خدا فراموش ہونے کے باوجود ہماری نسبت زمین کی آبادکاری سے زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔ آپ نے لکھا ہے کہ میں نے گائے کا دودھ چوس لیا ہے جس سے وہ خشک ہوگئی ہے۔ (خط کے الفاظ سے یہ مفہوم نہیں نکلتا) آپ میرے اوپر برسے ہیں اور دل کھول کر لعن طعن کی ہے اور میری

Marfat.com

ایمانداری کو بدگمانی کا نشانہ بنایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے دل میں میری طرف سے کدورت ہے۔ میری جان کی قسم، آپ نے سخت ناروا اور نامناسب زبان استعمال کی ہے۔ اگر آپ اپنی گفتگو واقعیت کے دائرہ اور قاعدہ کے حدود میں رکھتے تو اس کا اثر اور فائدہ زیادہ ہوتا۔ میں رسول اللہ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدوں پر فائز رہا اور خدا کا شکر ہے ہمیشہ دیانت سے کام لیا۔ اپنے ائمہ کے فرائض وفاداری کو ہمیشہ پورا کیا۔ اس وقت میری ایمانداری کا اعتراف کیا جاتا تھا اور (مالی معاملات میں) میری بات سنی جاتی تھی۔ خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ غبن، خیانت یا رشوت سے آلودہ ہوں۔ آپ یہ عہدہ واپس لے لیجئے، خدا نے مجھے ہر قسم کی ناجائز آمدنی حتیٰ کہ اس کی خواہش تک سے محفوظ رکھا ہے۔ آپ کا خط پا کر جس میں آپ نے مجھے خوب بے آبرو کیا ہے مجھے اس عہدہ سے کوئی رغبت نہیں رہی اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے سبکدوش کر دیں، ابن خطاب! میری توہین کی جائے تو میری خودداری کو جوش آ جاتا ہے اور میں اپنی آبرو برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہوں۔ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر گرفت ہو سکے۔ جتنی آپ نے میری سرزنش کی ہے یثرب کے کسی یہودی کی بھی نہ کرتے، خدا مجھے اور آپ کو معاف کرے۔ مجھے آپ کی بہت سی باتیں معلوم ہیں جن کا ذکر کر کے آپ کی توہین کر سکتا ہوں لیکن ایسا نہیں کروں گا کیونکہ میرا فرض ہے کہ آپ کے اونچے رتبہ کا احترام کروں۔ والسلام

خط نمبر ۳۸۰ گورنر کا یہ جواب پا کر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا

عمر بن خطاب کی طرف سے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ حیرت ہے کہ میں نے تمہیں تاخیر خراج کے سلسلہ میں اتنے خط لکھے اور تم ہر خط کے جواب میں بے تکی باتیں ہی کرتے رہے۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں خراج کی وہی رقم قبول کر سکتا ہوں جو پوری پوری اور ٹھیک ٹھیک ہو، میں نے تمہیں مصر اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم اور تمہارا خاندان اسے جائیداد سمجھ کر کھائے اڑائے بلکہ اس امید پر بھیجا تھا کہ تم خراج بڑھاؤ گے اور اپنے حسن انتظام

Marfat.com

کے جوہر دکھاؤ گے۔ میرا خط پاتے ہی خراج بھیج دو۔ یہ مسلمانوں کی آمدنی (کا واحد ذریعہ) ہے اور جیسا کہ تم جانتے ہو یہاں کے لوگ سخت تنگ حال ہیں۔ والسلام

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب کو عمرو بن عاص کی طرف سے سلام علیک۔ اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، امیر المؤمنین آپ کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے تاخیر خراج کی شکایت کی ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ میں سیدھے راستے سے ہٹ گیا ہوں اور راست بازی سے میں نے منہ موڑ لیا ہے۔ بخدا میں اسی راستہ پر ہوں جسے آپ صحیح اور سیدھا سمجھتے ہیں، بخدا میں نے کوئی بدعنوانی نہیں کی ہے۔ تاخیر خراج کی وجہ یہ ہے کہ زمینداروں نے کھیت پکنے تک مجھ سے مہلت مانگی تھی، میں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کا مفاد اسی میں ہے کہ مہلت دے دو، زمینداروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اس سخت اور احمقانہ کارروائی سے بہتر ہے جس کے زیر اثر وہ اپنا ضروری سامان بیچنے پر مجبور ہوں۔ والسلام

خط نمبر ۳۸۱۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے پاس گھوڑے، اونٹ، بکریاں، گائیں اور غلام ہو گئے ہیں، جہاں تک مجھے معلوم ہے گورنری سے پہلے تمہارے پاس یہ چیزیں نہیں تھیں سچ سچ لکھو کہ یہ دولت تمہارے پاس کہاں سے آئی۔

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب:

امیر المؤمنین! آپ نے میرے قول کے بارے میں جو لکھا صحیح ہے۔ یہاں چیزیں سستی ہیں اور آئے دن لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں (اور مال غنیمت کے برابر حصے برابر ملتے رہتے ہیں) بچے ہوئے روپیہ سے میں نے یہ سامان جمع کر لیا ہے۔ اگر آپ کی خیانت درست ہوتی تب بھی ایسا نہ کرتا کیونکہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے...... رہا آپ کا یہ کہنا کہ میرے پاس تم سے بہتر ایسے مہاجرین اولین تھے تو آپ نے انہیں عہدہ کیوں نہ دیا؟ میں

Marfat.com

نے اس کیلئے آپ کا دروازہ تو نہیں کھٹکھٹایا تھا۔ والسلام

خط نمبر ۳۸۳۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

گورنر کی صاف بیانی اور کھری باتوں سے خلیفہ کو تشفی نہیں ہوئی بلکہ غبار خاطر کچھ اور بڑھ گیا۔ اپنے مخبروں سے گورنر کی ثروت کی خبر سن کر اور اس سے پہلے خراج کی کمی دیکھ کر ان کو یقین ہو گیا تھا کہ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناجائز طریقہ سے روپیہ کماتے ہیں، انہوں نے یہ خط دے کر اپنا ایک معتمد مصر بھیجا اور عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آدھی دولت ضبط کرالی۔

"مجھے اپنے افسانوں اور بے تکی باتوں سے معاف رکھو، تمہارا خود کو دیانتدار ظاہر کرنا بے سود ہے، میں محمد بن مسلمہ کو بھیج رہا ہوں انہیں اپنی آدھی دولت دے دو۔ گورنرو! تم دولت کے چشموں پر بیٹھ گئے اور (جب تمہاری گرفت کی جاتی ہے تو) بہانے بناتے ہو۔ اپنی اولاد کیلئے دولت جمع کرتے ہو اور اپنے عہدہ سے مستقبل کو خوش حالی کی بنیادیں ہموار کرتے ہو، بلاشبہ تم سامان رسوائی جمع کر رہے ہو اور آتش جہنم کا لقمہ بنو گے۔ والسلام!

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب

حضرت مالک بن الحارث اشتر خلیفہ چہارم کے رفیق، ان کی فوج کے بہادر سپہ سالار، جانباز اور سپاہی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دستور حکومت کی تعلیم دی، قوانین اسلام پر عمل کا سبق پڑھایا۔ مالک اشتر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتنے فدائی تھے کہ امیر معاویہ کو ان سے پرخاش رہنے لگی اور آخر امیر کے آدمیوں نے مالک اشتر کو قتل کر دیا۔ ان کے انتقال پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"مجھے جو مقام خدا کے آخری نبی کی نظروں میں حاصل تھا، وہی مقام میری نظروں میں مالک بن اشتر کا تھا"۔

مالک اشتر کو محمد بن ابی بکر کے بعد مصر کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ مندرجہ ذیل دستور حکومت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالک بن اشتر کو ایک خط کے ذریعے بھیجا تھا اور اس پر عمل کی تلقین کی تھی۔

Marfat.com

یہ نہایت قیمتی دستاویز ہے، حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں نہ کالج تھے، نہ یونیورسٹیاں علم سیاست مدون ہوا تھا، نہ عربوں کو حکمرانی کا تجربہ تھا۔ اس پر بھی امیر المؤمنین نے انتہائی اختصار و بلاغت سے حکمرانی اور سیاست مدن کے جو اصول اس تحریر میں جمع کر دیئے ہیں آج بھی ان سے متمدن حکمران بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ جب محمد بن ابی بکر کے بعد مالک اشتر کو مصر کا گورنر بنایا تو یہ بہترین دستور دیا۔

یہ مکتوب نہ صرف حکام کیلئے مشعل راہ ہے بلکہ عوام کو بھی روشنی فراہم کرتا ہے۔ انہیں حاکموں کے مواخذے کا طریقہ سکھاتا ہے اور امور سلطنت سرانجام دینے کیلئے نمائندے منتخب کرنے کے طریق کار سے آشنا کرتا ہے۔

پاکستان کے حکمران اگر اس خط کو نشان راہ بنالیں تو ہماری تمام مشکلات ختم ہو سکتی ہیں۔ خط ملاحظہ ہو:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جب خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین نے مالک بن الحارث اشتر کو مصر کا گورنر بنایا اور اس ملک سے خراج جمع کرنے، اس کے دشمنوں سے لڑنے، اس کے باشندوں کی سود بہبود کا خیال رکھنے اور اس کی زمین کو آباد کرنے پر مامور کیا تو انہوں نے مالک اشتر کو تقویٰ الٰہی کا، اطاعت خداوندی کو مقدم رکھنے کا اور کتاب اللہ کے مقرر کیے ہوئے فرائض و سنن کی پیروی کا حکم دیا۔ آدمی کی سعادت انہی کی پیروی سے وابستہ ہے اور ان سے انکار کرنے اور انہیں گنوا دینے میں سراسر بدبختی ہے۔

انہوں نے حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت میں اپنے دل سے، اپنے ہاتھ سے، اپنی زبان سے سرگرم رہے کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لے لیا ہے کہ جو کوئی اس کی نصرت و تائید پر کھڑا ہوگا، نصرت و تائید خداوندی اسے حاصل رہے گی۔

حکم دیا کہ خواہشوں کے موقع پر اپنے نفس کو توڑے، سرکشی کے وقت اسے روکے، کیونکہ نفس برائی کی طرف لے جاتا ہے مگر یہ کہ خدا کا رحم آدمی کے شامل حال ہو جائے۔

Marfat.com

مصر کی اہمیت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے مالک سن! میں تجھے ایسے ملک میں بھیج رہا ہوں جس پر تجھ سے پہلے بھی حکومتیں گزر چکی ہیں، عادل بھی اور ظالم بھی۔ لوگ تیری حکومت کو بھی اسی نظر سے دیکھیں گے، جس نظر سے تو اگلے حاکموں کی حکومتوں کو دیکھتا رہا ہے اور تیرے حق میں بھی وہی کہا جائے گا جو تو ان حاکموں کے حق میں کہا کرتا تھا۔''

تمہارے اخلاق

''تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ نیک آدمی اس آواز سے پہچانا جاتا ہے جو خدا اپنے بندوں کی زبان پر اس کیلئے جاری کر دیتا ہے۔''

''لہٰذا تیرا دل پسند ذخیرۂ عمل صالح کا ذخیرہ ہو۔ یہ ذخیرہ اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ تجھے اپنی خواہشوں پر قابو حاصل ہو۔ جو چیز حلال نہیں ہے اس کیلئے تیرا دل کتنا ہی مچلے اپنے آپ کو اس سے دور رکھ۔ یہ بھی جان لو کہ محبوبات و مکروہات میں نفس کی مخالفت کرنا ہی نفس سے انصاف کرنا ہے۔ اپنے دل میں رعایا کیلئے رحم، محبت اور لطف پیدا کرنا، خبردار! رعایا کے حق میں پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جانا کہ اسے لقمہ بنا ڈالنے ہی میں تجھے اپنی کامیابی دکھائی دے۔''

''رعایا میں دو قسم کے آدمی ہوں گے، تمہارے دینی بھائی یا مخلوق خدا ہونے کے لحاظ سے تمہارے جیسے آدمی لوگوں سے غلطیاں تو ہوتی ہی ہیں، جان بوجھ کے یا بھولے چوکے سے ٹھوکریں کھاتے ہی رہتے ہیں۔ تم اپنے عفو و کرم کا دامن خطا کاروں کیلئے اس طرح پھیلا دینا، جس طرح تمہاری آرزو ہے کہ خدا تمہاری خطاؤں کیلئے اپنا دامن عفو و کرم پھیلا دے۔''

''یہ کبھی نہ بھولنا کہ تم رعایا کے افسر ہو، خلیفہ تمہارا افسر ہے اور خدا خلیفہ کے اوپر حاکم ہے۔ خلیفہ نے تمہیں گورنر بنایا ہے اور مصر کی ترقی و اصلاح کی ذمہ داری تمہیں سونپ دی ہے۔ خدا سے لڑائی نہ مول لینا کیونکہ آدمی کیلئے خدا سے کوئی بچاؤ نہیں۔ خدا کے عفو و رحمت سے تم کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ عفو پر کبھی نادم نہ ہونا۔ سزا دینے پر کبھی شیخی نہ بگھارنا۔

Marfat.com

غصہ آتے ہی دوڑ نہ پڑنا بلکہ جہاں تک ممکن ہو، غصے سے بچنا اور غصے کو پی جانا''۔

''خبردار! رعایا سے کبھی نہ کہنا کہ میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں! اور اب میں ہی سب کچھ ہوں، سب کو میری تابعداری کرنی چاہیے۔ اس ذہنیت سے دل میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ دین میں کمزوری آتی ہے اور بربادی کیلئے بلاوا آتا ہے اور اگر حکومت کی وجہ سے غرور پیدا ہونے لگے تو سب سے بڑے بادشاہ خدا کی طرف دیکھنا جو تمہارے اوپر ہے اور تم پر وہ قدرت رکھتا ہے جو تم خود بھی اپنے آپ پر نہیں رکھتے۔ ایسا کرو گے تو نفس کی طغیانی کم ہو جائے گی۔ حدت گھٹ جائے گی اور بھٹکی ہوئی روح لوٹ آئے گی''۔

''خبردار! خدا کے ساتھ اس کی عظمت میں بازی نہ لگانا۔ اس کی جبروت میں شبہ اختیار نہ کرنا کیونکہ خدا جباروں کو ذلیل کر ڈالتا ہے اور مغروروں کو نیچا دکھا دیتا ہے''۔

''اپنی ذات کے معاملے میں اپنے خاص عزیزوں کے معاملے میں جنہیں تم اپنی رعایا سے چاہتے ہو، خدا سے بھی انصاف کرنا اور خدا کے بندوں سے بھی انصاف کرنا یہ نہ کرو گے تو ظلم کرنے لگو گے''۔

''یاد رکھو جو کوئی خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو خدا خود اپنے مظلوم بندوں کی طرف سے ظالم کا حریف بن جاتا ہے اور معلوم ہے خدا جس کا حریف بن جائے اس کی حجت باطل ہو جاتی ہے، وہ خدا سے لڑائی ٹھاننے کا مجرم ہوتا ہے، یہاں تک کہ باز آ جائے اور توبہ کر لے۔ خدا کی نعمت کو اس سے بڑھ کر بدلنے والی اور خدا کی عقوبت کو اس سے زیادہ بلانے والی کوئی چیز نہیں کہ آدمی ظلم کو اختیار کر لے۔ یاد رہے خدا مظلوموں کی سنتا اور ظالموں کی تاک میں رہتا ہے''۔

''تمہیں سب سے زیادہ پسند وہ راہ ہونا چاہیے جو حق کے لحاظ سے سب سے زیادہ درمیانی، انصاف کی رو سے سب سے زیادہ عام اور رعایا کو سب سے زیادہ رضامند کرنے والی ہو''۔

''یہ بھی یاد رکھو، عوام کی ناراضگی خواص کی رضامندی کو بہا لے جاتی ہے اور خواص کی

Marfat.com

ناراضگی عوام کی ناراضگی کے ہوتے ہوئے گوارا کرلی جاتی ہے۔''

''یہ بھی یاد رکھو کہ خوشحالی میں جو لوگ حاکم کیلئے سب سے بڑا کم بوجھ سب سے کار آمد، انصاف سے کھنسانے والے، مانگنے میں اصرار کرنے والے بخشش وعطا کے موقع پر کم سے کم شکر گزار ہونے والے، انعام واکرام سے محرومی پر عذر نہ سننے والے اور زمانے کی کروٹوں کے مقابلے میں سب سے کم ثابت قدم رہنے والے خواص ہی ہوتے ہیں۔ دین کا اصلی ستون مسلمانوں کی اصل جمعیت، دشمن کے مقابلے میں اصلی طاقت امت کے عوام ہیں لہٰذا عوام ہی کا تمہیں زیادہ سے زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔''

''تمہاری مجلس سے سب سے زیادہ دور اور تمہاری نگاہ میں سب سے زیادہ مکروہ وہ شخص ہونا چاہیے جو لوگوں کے عیب ڈھونڈا کرتا ہے۔ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں یہ کام حاکم کا ہے کہ ان کے عیب ڈھکے۔ خبردار چھپے ہوئے عیبوں کی کرید نہ کرنا۔ تمہارا منصب بس یہ ہے کہ جو عیب چھپے ہوئے ہیں ان کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دو۔ حتی المقدور لوگوں کے ڈھکے کو ڈھکا ہی رہنے دینا۔ ایسا کرو گے تو خدا بھی تمہارے وہ عیب ڈھکے رہنے دے گا جو تم رعایا سے چھپانا چاہتے ہو۔ وہ سب اسباب دور کر دینا جو لوگوں میں بغض وکینہ پیدا کرتے ہیں، عداوت وغیبت کی ہر رسی کاٹ ڈالنا۔ خبردار! چغل خور کی بات ماننے میں جلدی نہ کرنا، کیونکہ چغل خور دغاباز ہوتا ہے۔ وہ خیر خواہ کا روپ بھر کر سامنے آتا ہے۔ اپنے مشورے میں بخیل کو شریک نہ کرنا کیونکہ وہ تمہیں احسان کرنے سے روکے گا اور فقر سے ڈرائے گا۔ بزدل کو بھی صلاح میں شریک نہ کرنا کیونکہ مہمات میں تمہاری ہمت کمزور کر دے گا۔ حریص کو بھی شریک نہ کرنا کیونکہ ظلم کی راہ سے دولت سمیٹنے کی ترغیب دے گا۔ یاد رکھو بخل، بزدلی، حرص اور اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر ان کی بنیاد خدا سے سوئے ظن پر ہے''۔

''بدترین وزیر وہ ہے جو شریروں کی طرف داری کرے اور گناہوں میں ان کا ساجھی ہو۔ ایسے آدمی کو اپنا وزیر نہ بناتا کیونکہ اس قسم کے لوگ گناہ گاروں کے مددگار اور ظالموں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ تمہیں ایسے آدمی مل جائیں گے جو عقل وتدبر میں ان کے

Marfat.com

برابر ہوں گے مگر گناہوں سے ان کی طرح لدے نہ ہوں گے، نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہوگی نہ کسی گناہ گار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہوگا۔ یہ لوگ تمہیں کم تکلیف دیں گے۔ تمہارے بہترین مددگار ثابت ہوں گے۔ تم سے پوری ہمدردی رکھیں گے اور غیر سے اپنے سب رشتے کاٹ لیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کو نجی صحبتوں اور عام درباروں میں اپنا مصاحب بنانا۔"

"یہ بھی یاد رہے کہ خاص الخاص لوگوں میں بھی وہی تمہاری نگاہ میں سب سے زیادہ مقبول ہوں جو زیادہ سے زیادہ کڑوی بات تم سے کہہ سکتے ہوں اور ان کاموں میں تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر سکتے ہوں، جو خدا اپنے بندوں کیلئے ناپسند فرما چکا ہے۔ اہل تقویٰ و صدق کو اپنا مصاحب بنانا، انہیں ایسی تربیت دینا کہ تمہاری جھوٹی تعریف کبھی نہ کریں، کیونکہ تعریف کی بھرمار سے آدمی میں غرور پیدا ہوتا ہے اور تمہارے سامنے نیکوکار اور خطا کار برابر نہ ہوں۔ ایسا کرنے سے نیکوں کی ہمت پست ہو جائے گی اور خطاکار اور بھی شوخ ہو جائیں گے۔"

"ہر آدمی کو وہ جگہ دینا جس کا وہ اپنے عمل کے لحاظ سے مستحق ہے اور تمہیں جاننا چاہیے کہ رعایا میں اپنے حاکم کے ساتھ حسن ظن اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ حاکم رعایا پر رحم و کرم کی بارش کرتا رہے اس کی تکلیفیں دور کرے اور کوئی ایسا مطالبہ نہ کرے جو اس کے بس سے باہر ہو۔ یہ اصول تمہارے لیے کافی ہے اس سے رعایا کا حسن ظن تمہیں بہت سے مشکلوں سے بچا دے گا۔"

"خود تمہارے حسن ظن کے سب سے زیادہ مستحق وہ ہوں جو تمہارے امتحان میں سب سے اچھے اتریں۔ اسی طرح تمہارے سوئے ظن کے بھی سب سے زیادہ مستحق وہی ہوں جو آزمائش میں سب سے برے نکلیں۔ کسی اچھی دستور کو نہ توڑنا، جو اس امت کے اگلے لوگ جاری کر گئے ہیں اور جس سے لوگوں میں اتحاد پیدا ہوتا ہے، رعایا کی بھلائی ہوتی ہے اور توڑو گے تو اچھے دستوروں کا ثواب اگلوں کیلئے باقی رہے گا اور عذاب تمہارے حصے میں

Marfat.com

آئے گا کہ بھلی راہ تم نے مٹادی اس بارے میں اہل علم وعرفان سے مشورہ کرتے رہنا کہ تعمیر واصلاح کے وسائل کیا ہیں اور انہیں کس طرح استحکام ودوام بخشا جائے۔''

عوام کے طبقات

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں، یہ طبقے ایک دوسرے سے وابستہ رہتے ہیں اور آپس میں کبھی بے نیاز نہیں ہوسکتے چنانچہ ایک طبقہ وہ ہے جسے خدا کی فوج کہنا چاہیے۔ دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو عوام وخواص کا تحریری کام کرتے ہیں۔ پھر انصاف کرنے والے قاضی ہیں۔ امن وانتظام کے عمال ہیں۔ ذمی اور مسلم اہل جزیہ واہل خراج ہیں۔ پھر سوداگر اور اہل حرفہ ہیں۔ غریبوں اور مسکینوں کا نچلا طبقہ بھی ہے۔ خدا نے حق میں ہر طبقے کا حصہ مقرر کر کے اپنی کتاب میں یا اپنے نبی ﷺ کی سنت میں اسے ضروری ٹھہرادیا ہے اور اس کی پابندی وبجا آوری ہمارے ذمہ لازمی کردی ہے۔ خدا کی فوج باذن اللہ رعایا کا قلعہ ہے۔ حاکم کی زینت ہے۔ دین کی قوت ہے۔ امن کی ضمانت ہے۔ رعایا کا قیام فوج ہی سے ہے لیکن فوج کا قیام خراج سے ہے جو خدا اس کیلئے نکالتا ہے۔ خراج ہی سے سپاہی جہاد میں تقویت پاتے اور اپنی حالت درست کرتے ہیں۔''

''پھر ان دونوں طبقوں، فوجیوں اور اہل خراج کی بقاء کیلئے تیسرا طبقہ ضروری ہے، یعنی قضاۃ، عمال، کتاب کا طبقہ کہ یہی لوگ ہر قسم کے معاملی معاملات انجام دیتے ہیں اور ان چاروں طبقوں کی بقاء کیلئے تاجر اور اہل حرفہ ضروری ہیں کہ بازار لگاتے اور سب کی ضرورتیں مہیا کرتے ہیں۔ آخر میں ادنیٰ طبقہ آتا ہے اور اس طبقے کی امداد واعانت ازبس ضروری ہے۔ خدا کے یہاں سب کی گنجائش ہے اور حاکم پر سب کا حق قائم ہے۔ حاکم جتنی بھی بھلائی کرسکتا ہے، کرتا رہے مگر اس بارے میں اپنے فرض سے وہ عہدہ برآ نہیں ہوسکتا، جب تک توفیق الٰہی کی دعا کے ساتھ حق ہی پر ثابت قدم رہے گا، چاہے حق آسان ہو یا مشکل۔''

فوج

''اپنی فوج کے معاملہ میں ہوشیاری سے کام لینا۔ انہی لوگوں کو افسر بنانا جو تمہارے

Marfat.com

خیال میں اللہ کے رسول کے اور تمہارے امام کے سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں۔ صاف دل ہوں، ہوشمند ہوں، جلد غصے میں نہ آجاتے ہوں، عذر معذرت قبول کر لیتے ہوں، کمزوروں پر ترس کھاتے ہوں، زیردستوں پر سخت ہوں، نہ سختی انہیں جوش میں لے آتی ہو نہ کمزوری انہیں بٹھا دیتی ہو۔"

"فوج کیلئے انہی کو منتخب کرنا جن کا حسب نسب اور خاندان اچھا ہے، جن کا ماضی بے داغ ہے جو ہمت وشجاعت، جود وسخا سے آراستہ ہیں۔ شرافت اور نیکی ایسے لوگوں میں زیادہ ہوتی ہے ان فوجیوں کے معاملات کی ویسے ہی فکر کرنا جیسے فکر والدین کو اولاد کی ہوتی ہے ان کی تقویت اور درستی حال کیلئے جو بھی بن پڑے کرتے رہنا اور جو کچھ کرنا اسے بہت نہ سمجھنا۔ اپنے کم سے کم لطف واحسان کو بھی معمولی نہ سمجھنا کیونکہ اس سے ان کی خیر خواہی بڑھے گی اور حسن ظن میں اضافہ ہوگا۔ ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورتوں سے بھی بے پروائی اس بھروسے پر نہ کرنا کہ بڑی ضرورتوں کا خیال کر رہے ہو کیونکہ تمہاری معمولی رعایت بھی ان کیلئے نعمت ہوگی اور بڑی ضرورتوں میں تو وہ سراسر تمہارے لطف وکرم کے ہمیشہ محتاج رہیں گے۔"

"وہی فوجی سردار تمہارے سب سے زیادہ مقرب ہوں جو فوجیوں کی سب سے زیادہ مدد کرتے ہوں، اپنے ہاتھ کی دولت سے سپاہیوں کو ان کی ضرورتوں اور بال بچوں کی فکروں سے آزاد کرتے ہوں تاکہ پوری فوج ایک دل ہو جائے اور اس کے سامنے بس ایک ہی خیال رہے دشمن سے جنگ۔ فوج کے سرداروں پر تمہاری توجہ فوج کے دلوں کو تمہاری طرف متوجہ کر دے گی۔ حاکم کی آنکھ کی ٹھنڈک کس چیز میں ہونا چاہیے اس میں کہ خود انصاف قائم کرے اور رعایا اس سے محبت ظاہر کرتی رہے۔ رعایا کی محبت ظاہر نہیں ہوتی جب تک اس کے دل سلیم نہ ہوں اس کی حکومت کو بوجھ اور اس کے زوال میں دیر کو وبال نہ سمجھتی ہو۔"

"ضروری ہے کہ رعایا کی امیدوں کیلئے میدان کشادہ رکھنا، اس کی دلجوئی برابر کرتے رہنا، اس کے بہادروں کا جوش بڑھانا اور پیچھے رہ جانے والوں کی ہمتیں اونچی ہوتی ہیں۔ ہر آدمی کے کارنامے کا اعتراف کرنا ایک کا کارنامہ دوسرے سے منسوب نہ کرنا، انعام دیئے

Marfat.com

میں کبھی کوتاہی نہ کرنا، خاندانی ہونے کی وجہ سے کسی کے معمولی کام کو بڑھا چڑھا نہ دینا۔ اسی طرح ادنیٰ خاندان ہونے کی وجہ سے کسی کے بڑے کارنامے کی بے قدری نہ کرنے لگنا۔ مشتبہ معاملات پیش آئیں اور تمہاری بصیرت وعلم کام نہ دے تو انہیں اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول کی طرف لوٹانا کیونکہ خدا مسلمانوں کی ہدایت کیلئے فرما چکا ہے: ''وہ جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے میں سے اہل الحل والعقد کی لیکن اگر تم میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو اس بات کو اللہ اور رسول کے پاس لوٹاؤ۔''

''اللہ کی طرف معاملے کا لوٹانا یہ ہے کہ کتاب محکم اور بعض صریح کی طرف لوٹا جائے اور رسول کی طرف لوٹانا یہ ہے کہ جامع سنت نبوی ﷺ کو لیا جائے نہ کہ اسے جس میں اختلاف پڑ گیا ہے۔''

انتخاب

''پھر ملک میں انصاف قائم کرنے کیلئے ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا جو تمہاری نظر میں سب سے افضل ہوں۔ ہجوم معاملات سے تنگ دل نہ ہوتے ہوں۔ اپنی غلطی پر اڑے رہنا ہی ٹھیک نہ سمجھتے ہوں اور حق کے ظاہر ہو جانے کے بعد باطل سے چمٹے نہ رہتے ہوں۔ طماع نہ ہوں، اپنے فیصلوں پر غور کرنے کے عادی ہوں، فیصلے کے وقت شکوک وشبہات پر رکنے والے ہوں۔ صرف دلائل کو اہمیت دیتے ہوں۔ مدعی اور مدعا علیہ سے بحث میں اکتا نہ جاتے ہوں۔ واقعات کی تہہ تک پہنچنے سے جی نہ چراتے ہوں اور حقیقت کھل جانے پر اپنے فیصلوں میں بے باک اور بے لاگ ہوں۔ یہ ایسے لوگ ہوں جنہیں نہ تعریف بے خود کرتی ہو نہ چاپلوسی ہی مائل کر سکتی ہو مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔''

قاضی

''تمہارا فرض ہے کہ اپنے قاضیوں کے فیصلوں کی جانچ کرتے رہو۔ کھلے دل سے انہیں معاوضہ دو تا کہ ان کی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں اور کسی کے سامنے انہیں ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ اپنے دربار میں انہیں ایسا درجہ دو کہ تمہارے کسی مصاحب اور درباری کو ان پر دباؤ

Marfat.com

ڈالنے یا انہیں نقصان پہنچانے کی ہمت نہ ہو سکے۔ قاضیوں کو ہر قسم کے خوف سے بالکل آزاد ہونا چاہیے۔ اس بات میں پوری توجہ سے کام لینا کیونکہ دین اشرار کے ہاتھ میں پڑ گیا تھا جو اپنی خواہشوں پر چلتے اور دین کے نام پر دنیا کمایا کرتے تھے۔"

عمال حکومت

عمال حکومت کے معاملات پر بھی تمہیں نظر رکھنا ہوگی جسے مقرر کرنا امتحاناً مقرر کرنا۔ رد رعایت سے یا صلاح مشورے کے بغیر کسی کو عہدہ نہ دینا کیونکہ ایسا کرنے سے ظلم و خیانات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اچھے گھرانوں اور سابق میں اسلام کے خدمت گزاروں میں تجربہ کار اور باحیا لوگوں ہی کو منتخب کرنا کہ ان کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ اپنی آبرو کا خیال رکھتے ہیں۔ طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور انجام پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ عہدہ داروں کو بہت اچھی تنخواہیں دینا اس سے یہ لوگ اپنی حالت درست کر سکیں گے اور حکومت کے اس مال سے بے نیاز رہیں گے جو ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس پر بھی حکم عدولی کریں یا امانت میں خلل ڈالیں تو تمہارے پاس ان پر حجت ہوگی مگر ضروری ہے کہ ان کاموں کی جانچ پڑتال کرتے رہنا۔ نیک لوگوں کو مخبر بنا کے ان پر چھوڑ دینا یہ سب اس لیے کہ جب انہیں معلوم ہوگا کہ خفیہ نگرانی بھی ہو رہی ہے تو امانت داری اور رعایا سے مہربانی میں زیادہ چست ہو جائیں گے۔ پھر اگر ان میں سے کوئی شخص خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوسوں سے تصدیق ہو جائے تو بس یہ شہادت کافی ہے تم بھی سزا کا ہاتھ بڑھانا۔ جسمانی اذیت کے ساتھ خیانت کی رقم بھی اگلوا لینا۔ خائن کو ذلت کی جگہ کھڑا کرنا اور بری طرح اسے رسوا کر ڈالنا۔"

محکمہ خراج

"دیکھو محکمہ خراج کی نگرانی میں کوتاہی نہ ہو۔ خراج ٹھیک رہنے ہی میں سب کی بھلائی و خوشحالی ہے۔ سب کے رزق کا مدار خراج پر ہے اور خراج کے تحصیلداروں پر، لیکن خراج سے زیادہ ملک کی آبادی پر توجہ رہنا چاہیے کیونکہ خراج بھی تو خوشحالی سے حاصل ہوتا ہے جو

Marfat.com

حاکم تعمیر کے بغیر خراج چاہتا ہے، اس کی حکومت یقیناً چند روزہ ثابت ہوگی۔ اگر کاشتکار خراج کی زیادتی کی کسی آسمانی آفت کی آبپاشی میں خلل پڑ جانے کی، رطوبت میں قلت کی، سیلاب یا خشکی کے سبب تقاوی کے خراب ہو جانے کی شکایت کریں تو ان کی سننا اور خراج کم کر دینا کیونکہ کاشتکاری تمہارا اصل خزانہ ہیں۔ ان سے جو رعایت بھی کرو گے اس سے ملک کی فلاح ہوگی۔ حکومت کی رونق بڑھے گی۔ نیز تم رعایا سے مال کے خراج کے ساتھ تعریف کا خراج بھی وصول کرو گے۔ اس وقت ان میں عدل پھیلانے سے تمہیں اور زیادہ خوشی حاصل ہوگی۔ مشکلات میں ان کی قوت پر تمہارا بھروسہ بڑھ جائے گا اور جو راحت تم نے انہیں پہنچائی ہے اور جس انصاف کا انہیں خوگر بنا دیا ہے اس پر ان سے شکر گزاری تمہارے لیے خزانہ بن جائے گی۔ ممکن ہے مشکلات نازل ہوں اور ان لوگوں پر بھروسہ کرنے کی مجبوری پیش آ جائے۔ ایسی حالت میں وہ بخوشی تمہارا ہر مطالبہ قبول کر لیں گے۔"

ملک کے عوام

ملک کے عوام کی آبادی و سرسبزی ہر بوجھ اٹھا سکتی ہے، لہٰذا اس کا ہمیشہ خیال رکھنا ملک کی بربادی تو باشندوں کی غربت ہی سے ہوتی ہے اور باشندوں کی غربت کا سبب یہ ہوتا ہے کہ حاکم دولت سمیٹنے پر کمر باندھ لیتے ہیں کیونکہ انہیں اپنے تبادلے اور زوال کا دھڑکا لگا رہتا ہے اور وہ عبرتوں سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے۔

"اپنے منشیوں کے معاملے کو بھی اہمیت دینا، یہ منصب بہترین آدمیوں ہی کے سپرد کرنا۔ راز کی خط و کتابت پر انہیں لوگوں کو مقرر کرنا جو اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوں، جنہیں نہ اعزاز گستاخ بنا دے کہ بھری مجلس میں تم سے بدتمیزی کرنے لگیں یا معاہدوں میں تمہاری مصلحتوں، فائدوں سے چوک جایا کریں یا اگر کسی معاہدے سے تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے تو اس سے مخلصی کی صورت نہ پیدا کر سکیں۔ یہ لوگ ایسے ہونے چاہئیں کہ خود اپنی قدر جانتے ہوں کیونکہ جو شخص اپنی قدر نہیں جانتا وہ دوسروں کی قدر کیا جانے گا۔ ان لوگوں کا چناؤ محض اپنی فراست، میلان طبیعت یا حسن ظن کی بنا پر نہ کرنا کیونکہ لوگوں کا دستور ہے کہ تصنع اور

Marfat.com

ظاہرداری سے اپنے آپ کو حاکموں کی فراست کے مطابق بنا لیتے ہیں مگر خیر خواہی اور امانت داری سے کورے ہوتے ہیں۔"

"انتخاب میں یہ بھی دیکھنا کہ اگلے حاکموں کے تحت انہوں نے کیا خدمتیں انجام دی ہیں۔ عوام کو ان سے کتنا فائدہ پہنچا ہے اور امانت داری میں ان کا شہرہ کیا ہے؟ ان باتوں کا لحاظ رکھو گے تو بیشک سمجھا جائے گا کہ تم اللہ کے اور اپنی رعایا کے خیر خواہ ہو۔"

"ہر محکمے کا ایک صدر مقرر کرنا جو محکمے کے تمام کاموں کو اپنے ہاتھ میں رکھے۔ تمہارے منشیوں میں جو عیب ہوگا اور تم اس سے چشم پوشی کرو گے تو وہ عیب خود تمہارا سمجھا جائے گا۔ تجار اور اہل حرفت کا پورا خیال رکھنا ان کو بھی جو مقیم ہیں اور ان کا بھی جو پھیری کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ ملک کی دولت بڑھاتے ہیں، دور دور سے سامان لاتے ہیں، خشکیوں، تریوں، میدانوں، ریگستانوں، سمندروں، دریاؤں، پہاڑیوں کو پار کر کے ضروریات زندگی مہیا کرتے ہیں۔ ایسی جگہوں سے مال ڈھولاتے ہیں جہاں اور لوگ نہیں پہنچتے بلکہ وہاں جانے کی ہمت بھی نہیں کر سکتے۔"

تاجر اور اہل حرفہ

"تاجر اور اہل حرفہ امن پسند لوگ ہوتے ہیں، ان سے شورش و بغاوت کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اس پر بھی ضروری ہے کہ پایہ تخت میں بھی اور اطراف ملک میں بھی ان پر نگاہ رکھی جائے کیونکہ ان میں سے اکثر بڑے تنگ دل، بڑے بخیل ہوتے ہیں۔ اجارہ داری سے کام لیتے ہیں اور لین دین میں کملی ڈال کر لوٹ لینا چاہتے ہیں۔ اجارہ دھندی کی قطعی ممانعت کر دینا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے منع فرمایا ہے لیکن ہاں خرید و فروخت خوش دلی سے ہو۔ وزن بٹے ٹھیک رہیں۔ نرخ مقرر ہوں۔ نہ بیچنے والا گھاٹے میں رہے نہ مول لینے والا مونڈا جائے اور ممانعت پر بھی اگر کوئی اجارہ داری کا مرتکب ہو تو اعتدال کے ساتھ اسے عبرت انگیز سزا دی جائے بھر اللہ اللہ۔"

Marfat.com

غرباء و مساکین

"ادنیٰ طبقے کے معاملے میں یہ لوگ وہ ہیں جن کا کوئی سہارا نہیں۔ فقیر، مسکین، محتاج، قلاش اور اپاہج ان میں ایسے بھی ہیں جو ہاتھ پھیلاتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو ہاتھ نہیں پھیلاتے مگر خراب صورت حال میں ہیں۔ ان لوگوں کے بارے میں جو فرض خدا نے تمہیں سونپا ہے اس پر نگاہ رکھنا اسے تلف نہ ہونے دینا۔ بیت المال میں ایک حصہ ان کیلئے خاص کر دینا اور اسلام کی جہاں جو کافی جائیداد موجود ہے، اس کی آمدنی میں ان کا حصہ رکھنا۔ ان میں سے کون دور ہے، کون نزدیک ہے۔ یہ نہ دیکھنا دور نزدیک سب کا حق برابر ہے اور ہر ایک کے حق کی ذمہ داری تمہارے سر ڈال دی گئی ہے۔ دیکھو! دولت کا نشہ تمہیں ان بے چاروں سے غافل نہ کر دے۔ اگر تم نے اس بار میں اہم واکثر کو پورا کر دیا تو بھی اس وجہ سے تمہاری معمولی غفلت بھی معاف نہ کی جائے گی۔ لہٰذا ان کے ساتھ تکبر سے پیش نہ آنا اور اپنی توجہ سے انہیں محروم نہ کرنا۔"

"ان میں ایسے بھی ہوں گے جو تمہارے پاس پہنچ نہیں سکتے۔ انہیں نگاہیں ٹھکراتی ہیں اور لوگ ان سے گھن کھاتے ہیں۔ ان کی خبر گیری بھی تمہارا کام ہے۔ ان کیلئے بھروسے کے آدمیوں کی خدمات خاص کر دینا مگر یہ آدمی ایسے ہوں جو خوف خدا رکھتے ہوں اور دل کے خاکسار ہوں۔ یہ لوگ ان بے کسوں کے معاملات تمہارے سامنے لایا کریں اور تم وہ کرنا کہ قیامت کے دن تمہیں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ یاد رکھو رعایا میں ان غریبوں سے زیادہ انصاف کا مستحق کوئی نہیں۔"

"مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کا جو حق ہے، پورا پورا ادا کرتے رہنا اور یتیموں کے پالنے والوں کا بھی خیال رکھنا ہوگا اور ان کا بھی جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، جن کا کوئی سہارا باقی نہیں جو بھیک مانگنے کے بھی لائق نہیں رہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں حاکموں پر بیشک گراں ہوتی ہیں لیکن یہ بھی سوچنا چاہیے کہ پورے کا پورا حق گراں ہی ہے۔ ہاں خدا حق کو بھی ان کیلئے آسان کر دیتا ہے جو عاقبت کی طلب میں رہتے ہیں اور اس لیے مشکلات و مکروہات

Marfat.com

میں اپنے دل کو مضبوط بنا لیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا یقین اس وعدہ الٰہی پر پختہ ہے جو وہ پروردگار اپنے نیک بندوں سے کر چکا ہے۔"

فریادی

اپنے وقت کا ایک حصہ فریادیوں کیلئے خاص کر دینا۔ سب کام چھوڑ کے ان سے ملا کرنا، ایسے موقع پر تمہاری مجلس عام رہے کہ جس کا جی چاہے بے دھڑک چلا آئے۔ اس مجلس میں تم خدا کے نام پر خاکسار بن جاؤ۔ فوجیوں، افسروں اور پولیس والوں سے مجلس کو بالکل خالی رکھنا تا کہ آنے والے دل کھول کے اپنی بات کہہ سکیں کیونکہ میں نے رسول اللہ کو بار بار فرماتے سنا ہے اس امت کی بھلائی نہیں ہو سکتی جس میں کمزوروں کو طاقتور سے پورا حق دلایا نہیں جاتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس مجلس میں عوام ہی جمع ہوں گے۔ اب اگر بدتمیزی سے بات کریں یا اپنا مطلب صاف بیان نہ کر سکیں تو خفا نہ ہونا، برداشت کر لینا۔ خبردار! زجر و توبیخ نہ کرنا، تکبر سے پیش نہ آنا۔ میری وصیت پر عمل کرو گے تو خدا تم پر اپنی رحمت کی چادریں پھیلا دے گا اور اپنی فرمانبرداری کا ثواب تمہارے لیے اٹل کر دے گا۔ جس کو کچھ دینا اس طرح کہ وہ خوش ہو جائے اور نہ دے سکنا تو اپنا عذر صفائی سے بیان کر دینا پھر ایسے معاملات بھی ہیں جنہیں خود اپنے ہی ہاتھ میں تمہیں رکھنا ہوگا۔"

"ایک معاملہ تو یہی ہے کہ عمال حکومت کے ان مراسلوں کا جواب خود لکھا کرنا جو تمہارے منشی نہیں لکھ سکتے اور ایک معاملہ یہ ہے جس دن روپیہ آئے اسی دن مستحقوں کو بانٹ دینا۔ اس سے تمہارے درباریوں کو کوفت تو ضرور ہوگی کیونکہ ان کی مصلحتیں تقسیم میں تاخیر و تعویق چاہیں گی۔ روز کا کام روز ختم کر دینا کیونکہ ہر دن کیلئے اسی کا کام بہت ہوتا ہے۔ اپنے وقت کا سب سے افضل حصہ اپنے پروردگار کیلئے خاص کر دینا اگرچہ سب وقت اللہ ہی کے ہیں بشرطیکہ نیک نیت ہو اور رعایا کو اس نیک نیت سے سلامتی ملتی ہو۔ خدا کیلئے دین کو خالص کرنے میں سب سے زیادہ یہ خیال رہے کہ فرائض منصبی بغیر کسی کمی بیشی کے کما حقہ بجا لائے جائیں۔ یہ فرائض صرف خدا کیلئے خاص ہیں اور ان میں کسی کا ساجھا

Marfat.com

نہیں۔ دن اور رات میں اپنا ایک وقت ضرور خدا کیلئے خاص کر دینا اور جو عبادت بھی تقرب الٰہی کیلئے انجام دینا اس طرح انجام دینا کہ ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہو۔ کسی طرح کا کوئی نقص اس میں رہ نہ جائے۔ چاہے اس سے تمہارے جسم کو کتنی ہی تکلیف ہو۔''

امامت

''دیکھو! جب امامت کرنا تو ایسی امامت نہیں کہ لوگ نماز ہی سے بیزار ہو جائیں اور ایسی امامت بھی نہیں کہ نماز کا کوئی رکن ضائع ہو جائے۔ یاد رکھو! نمازیوں میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، تندرست بھی اور بیمار بھی اور ضرورت مند بھی۔ رسول اللہ جب خود مجھے یمن بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا تھا ''یارسول اللہ! امامت کس طرح کروں گا؟'' جواب ملا کہ ''تیری نماز ویسی ہو جیسی سب سے کم طاقتور نمازی کی ہو سکتی ہے اور تو مومنوں کیلئے رحیم ثابت ہونا۔'' یہ بھی ضرورت ہے کہ رعایا سے تمہاری روپوشی کبھی لمبی نہ ہو۔ رعایا سے چھپنا حاکم کی تنگ نظری کا ثبوت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حاکم رعایا کے حالات سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ جب حاکم رعایا سے ملنا جلنا چھوڑ دیتا ہے تو رعایا بھی ان لوگوں سے ناواقف ہو جاتی ہے جو اس سے پردے میں ہو گئے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بڑے لوگ برے بن جاتے ہیں۔ اچھائی برائی بن جاتی ہے اور برائی اچھائی۔ حق اور باطل میں تمیز اٹھ جاتی ہے اور یہ تو کھلی بات ہے کہ حاکم بھی آدمی ہوتا ہے اور ان سب باتوں کو جان نہیں سکتا جو اس سے چھپالی جاتی ہیں حق کے سر پر سینگ نہیں ہوتے کہ دیکھتے ہی سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہہ دیا جائے۔''

''سوچو تو تم دو میں سے ایک قسم کے آدمی ہو نگے یا تو حق کے مطابق خرچ کرنے میں سخی ہو گی، ایسے ہو تو تمہیں چھپنے کی ضرورت ہی کیا ہے، حق کی طرف سے جو کچھ تمہارے ذمے واجب ہو چکا ہے اسے ادا کرو گے یا اور کئی نیک کام کر گزرو گے اور یا پھر تم بخل وضع کی آزمائش میں ڈالے گئے ہو تو اس صورت میں بھی چھپنا غیر ضروری ہے کیونکہ اس قماش کے آدمی سے لوگ بڑی جلدی مایوس ہو کر خود ہی کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں حالانکہ واقعہ یہ

Marfat.com

ہے کہ تم سے لوگوں کی زیادہ تر ضرورتیں ایسی ہوں گی جن سے تم پر کوئی بوجھ نہ پڑے گا۔ وہ کسی ظلم کی شکایت لے کر آئیں گے یا کسی معاملے میں انصاف کے طالب ہوں گے۔ تمہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ حاکم کے درباریوں اور مصاحبوں میں خودغرضی، تعلّی، زیادتی، بدمعاملگی ہوا کرتی ہے۔ ان کے شر سے مخلوق کو بچانے کی صورت یہی ہے کہ ان کی برائیوں کے سرچشمے ہی بند کر دیئے جائیں"۔

"خبردار! کسی مصاحب یا رشتہ دار کو جاگیر نہ دینا۔ ایسا کرو گے تو یہ لوگ رعایا پر ظلم کریں گے۔ خود فائدہ اٹھائیں گے اور دنیا و آخرت میں مخلوق خدا کی بدگوئی تمہارے سر پڑے گی۔ حق کسی کے خلاف پڑے اس پر حق ضرور نافذ کرنا چاہیے، چاہے تمہارا عزیز قریب ہو یا غیر اس بارے میں تمہیں مضبوط اور ثواب خداوندی کا آرزومند رہنا ہوگا۔ حق کا وار خود تمہارے رشتہ داروں اور عزیز ترین مصاحبوں پر کیوں نہ پڑے۔ خوش دلی سے یہ گوارا کرنا ہوگا"۔

"بیشک تم بھی آدمی ہو اور تمہیں خوش دلی سے کوفت ہوسکتی ہے لیکن تمہاری نگاہ ہمیشہ نتیجے پر رہنی چاہیے۔ یقین کرو نتیجہ تمہارے حق میں اچھا ہی ہوگا۔ اگر رعایا کو تم پر کبھی ظلم کا شبہ ہو جائے تو بے دھڑک رعایا کے سامنے آ جانا اور اس کا شبہ دور کر دینا۔ اس سے تمہارے نفس کی ریاضت ہوگی۔ دل میں رعایا کیلئے نرمی پیدا ہوگی اور تمہارے عذر کا بھی اظہار ہو جائے گا۔ ساتھ ہی تمہاری یہ غرض بھی پوری ہو جائے گی کہ رعایا حق پر استوار ہے"۔

دیکھو! جب دشمن ایسی صلح کی طرف بلائے جن میں خدا کی رضامندی ہو تو انکار نہ کرنا کیونکہ صلح میں تمہاری فوج کیلئے آرام ہے اور خود تمہارے لیے بھی فکروں سے چھٹکارا اور امن کا سامان ہے لیکن صلح کے بعد دشمن سے خوب چوکس خوب ہوشیار رہنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے صلح کی راہ سے اس نے تقرب اس لیے حاصل کیا ہو کہ بے خبری میں تم پر ٹوٹ پڑے لہٰذا بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اس معاملے میں حسن ظن سے کام نہیں چل سکتا اور جب دشمن سے معاہدہ کرنا یا اپنی زبان اسے دے دینا تو عہد کی پوری پابندی کرنا۔ زبان کا پورا

Marfat.com

پاس کرنا۔ عہد کو بچانے کیلئے اپنی جان تک کی بازی لگا دینا کیونکہ سب باتوں میں لوگوں کا اختلاف رہا ہے مگر اس بات پر سب متفق ہیں کہ آدمی کو اپنا عہد پورا کرنا چاہیے۔ مشرکوں تک نے عہد کی پابندی ضروری سمجھی تھی حالانکہ مسلمانوں سے بہت نیچے تھے اس لیے کہ تجربوں نے انہیں بتادیا تھا کہ عہد شکنی کا نتیجہ تباہ کن ہوتا ہے۔ لہٰذا اپنے عہد، وعدے، زبان کے خلاف کبھی نہ جانا۔ دشمن سے دغابازی نہ کرنا کیونکہ یہ خدا سے سرکشی ہے اور خدا سے سرکشی بے وقوف و سرکش ہی کیا کرتے ہیں۔"

معاہدے

"عہد کیا ہے؟ خدا کی طرف سے امن وامان کا اعلان ہے جو اس نے اپنی رحمت سے بندوں میں عام کر دیا ہے۔ عہد خدا کا حرم ہے جس میں سب کو پناہ ملتی ہے اور جس کی طرف سبھی دوڑتے ہیں۔ خبردار! عہد و پیمان میں کوئی دھوکہ، کوئی کھوٹ نہ رکھنا اور معاہدے کی عبارت ایسی نہ ہونے دینا کہ گول مول مبہم ہو، کئی کئی مطلب اس سے نکلتے ہوں۔ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو عہد ہو چکنے کے بعد ایسی عبارت سے فائدہ نہ اٹھانا اور یہ بھی یاد رہے کہ معاہدہ ہو چکنے کے بعد اگر اس کی وجہ سے پریشانی لاحق ہو تو ناحق اسے منسوخ نہ کر دینا۔ پریشانی جھیل لینا، بدعہدی کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ بدعہدی پر خدا تم سے جواب طلب کرے گا اور دنیا و آخرت میں اس کے مواخذے سے کہیں مفر نہ ہو گا۔"

خون ناحق

"خبردار! خون ناحق نہ بہانا کیونکہ خونریزی سے بڑھ کر بدانجام، نعمت کا ڈھانے والا، مدت کو ختم کرنے والا کوئی کام نہیں۔ قیامت کے دن جب خدا کا دربار عدالت لگے گا تو سب سے پہلے خون ناحق ہی کے مقدمے پیش ہوں گے اور خدا فیصلہ کرے گا۔ یاد رکھو! خونریزی سے حکومت طاقتور نہیں ہوتی بلکہ کمزور پڑ کر مٹ جاتی ہے اور یہ تو کھلی بات ہے کہ قتل عمد میں تم نہ خدا کے سامنے کوئی عذر پیش کر سکتے ہو نہ میرے سامنے، لیکن اگر سزا دینے میں تمہارے کوڑے، تلوار اور ہاتھ سے نادانستہ اسراف ہو جائے تو حکومت کے غرے میں

Marfat.com

مقتول کا خون بہا اس کے وارثوں کے حوالے کرنے سے باز نہ رہنا۔''

''خبردار! خود پسندی کا شکار نہ ہونا۔ نفس کی جو بات پسند آئے اس پر بھروسہ نہ کرنا۔ خوشامد پسندی سے بچنا کیونکہ شیطان کیلئے یہ زریں موقع ہوتا ہے کہ نیکوکاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے۔''

''خبردار! رعایا پر کبھی احسان نہ جتانا جو کچھ اس کیلئے کرنا اسے بڑھا چڑھا کر نہ دکھانا اور وعدہ خلافی بھی کبھی نہ کرنا۔ احسان جتانے سے احسان مٹ جاتا ہے۔ بھلائی کو بڑھا کر دکھانے سے حق کی روشنی چلی جاتی ہے اور وعدہ خلافی سے خدا بھی ناخوش ہوتا ہے اور حق کے بندے بھی۔ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے: ''خدا کو نہایت ناپسند ہے کہ ایسی بات کہو جو نہیں کرتے ہو۔''

''جلد بازی سے کام نہ لینا۔ ہر معاملے کو اس کے وقت پر ہاتھ میں لینا اور انجام کو پہنچا دینا۔ نہ وقت سے پہلے اس کیلئے جلدی کرنا نہ وقت آجانے پر تساہل برتنا۔ اگر معاملہ مشتبہ ہو تو اس پر اصرار نہ کرنا۔ روشن ہو تو اس میں کمزوری نہ دکھانا۔ اصل یہ ہے کہ ہر کام اس کے وقت پر کرنا اور ہر معاملے کو اس کی جگہ رکھنا۔ کسی ایسی چیز کو اپنے لیے خاص نہ کر لینا جس میں سب کا حق برابر ہے اور نہ ایسی باتوں سے انجان بن جانا جو سب کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ خود غرضی سے جو کچھ حاصل کرو گے تمہارے ہاتھ سے چھن جائے گا اور دوسروں کو دے دیا جائے گا۔ جلد ہی تمہاری آنکھوں پر سے پردے اٹھ جائیں گے اور مظلوم سے جو کچھ لے چکے ہو، اس کی دادرسی ہوگی۔''

''دیکھو! اپنے غصے، طیش کو اور ہاتھ، زبان کو قابو رکھنا۔ سزا دینے کو ملتوی نہ کر دینا، یہاں تک کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ اس وقت تمہیں اختیار ہوگا کہ جو مناسب سمجھو کرو مگر اپنے آپ پر قابو نہ پا سکو گے۔ جب تک پروردگار کی طرف واپسی کا معاملہ تمہارے خیالات پر غالب نہ آجائے۔ گزری ہوئی منصف حکومتوں، نیک دستوروں، ہمارے نبیؐ کے واقعات اور کتاب اللہ کے فرائض ہمیشہ یاد رکھنا تاکہ اپنی حکومت کے معاملات میں ہمارے عمل کی

Marfat.com

پیروی کر سکو۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

"تمہیں پوری کوشش سے میری ہدایتوں پر عمل کرنا چاہیے جو اپنی اس وصیت میں لکھ چکا ہوں۔ میرا یہ عہد تم پر حجت ہے اور اس کے بعد اپنے نفس کی خواہشوں کا ساتھ دینے میں کوئی عذر نہ پیش کر سکو گے۔ میں اللہ بزرگ و برتر سے دست بدعا ہوں جس کی رحمت وسیع اور قدرت عظیم ہے کہ مجھے اور تمہیں اس راہ کی توفیق بخشے جس میں اس کی رضامندی اور مخلوق کی بھلائی ہے۔ ساتھ ہی بندوں میں نیک نامی اور ملک کیلئے ہر طرح کی اچھائی ہے اور یہ کہ اس کی نعمت ہم پر پوری ہو۔ اس سے عزت افزائی بڑھتی ہے اور یہ کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت و شہادت پر ہو۔"

Marfat.com

خط و کتابت

واجب الاحترام جناب میاں محمد شریف صاحب

والد گرامی جناب میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج گرامی؟

جب سے محترمی جناب میاں محمد نواز شریف صاحب نے دوسرے دور کیلئے وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھایا ہے ابلیس لعین اپنی پوری قوتوں اور تمام تر مکروفریب کے ساتھ حملہ آور ہے۔ بحران پہ بحران میں الجھایا جا رہا ہے۔ یہ تو اللہ کا خاص فضل و کرم ہے جو بات ابھی تک بنی ہوئی ہے۔ یقیناً اللہ کریم نے آپ کے خاندان سے کوئی خاص اور اہم کام لینا ہے۔ بھارت نے ایٹم بم کا دھماکہ کر کے ہمیں ایک نئی آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ طاقت کے نشے اور ایٹمی صلاحیت کے مظاہرے کے بعد اتنا دیدہ دلیر ہو گیا ہے کہ کبھی آزاد کشمیر پر حملہ کرنے کی دھمکیاں دیتا ہے، کبھی بین الاقوامی سرحدات پر فسادات برپا کرنا چاہتا ہے، کبھی ہوائی جہاز کے اغواء کا ڈرامہ رچایا جا رہا ہے۔ ادھر دنیا کی گریٹ پاورز پاکستان پر دباؤ ڈال رہی ہیں کہ ہم بم دھماکہ نہ کریں ورنہ معاشی پابندیاں لگا کر مشکلات پیدا کی جائیں گی۔ دعا ہے اللہ کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ہمارے ملک کے تمام اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ فرمائے اور ہماری حکومت کو ہمت اور استقلال عطا فرمائے تاکہ ہم کفار کو ہر محاذ پر عبرتناک شکست دے سکیں۔ آمین

عالیجاہا! جب سے میاں محمد نواز شریف صاحب نے بطور وزیر اعظم حلف اٹھایا ہے بندہ متواتر ان کی توجہ شیطانی مکروفریب کی طرف مبذول کروا رہا ہے اس ضمن میں ایک کتاب "والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب" بھی ان کو بھجوائی مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے مطالعہ نہیں کر سکے۔ دراصل بندہ اس لیے بیتاب ہے کہ ہمارے وزیر اعظم کہیں شیطانی مکروفریب کا شکار نہ ہو جائیں۔ امام ابن الجوزی آج سے نو سو سال

Marfat.com

قبل اپنی مشہور زمانہ کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں بتا چکے ہیں کہ وہ کون کون سے داؤ اور مکرو فریب ہیں جن کے ذریعہ ابلیس لعین والیان ملک کو تخت و تاج سے معزول کراتا ہے۔ یہ تمام کے تمام مکروفریب وہی ہیں جن کے سبب پاکستان کے حکمران آج تک ذلیل وخوار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ لہٰذا بندہ کی تمام تر کوشش یہ ہے کہ اپنے وزیر اعظم کو ایسے تمام مکرو فریب سے آگاہ کیا جائے مگر میاں محمد نواز شریف صاحب عدیم الفرصت ہیں اس لیے آپ کو زحمت دے رہا ہوں اور مذکورہ کتاب کی ایک کاپی ارسال کر رہا ہوں اس امید پر کہ آپ نہایت اہم موضوع پر اپنے فرزند ارجمند کو مطلع فرمائیں گے تاکہ وہ جلد از جلد شیطانی مکرو فریب سے بچ سکیں۔ آپ اپنے عظیم اور بردبار بیٹے کو تاکید فرمائیں کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرے۔

محترمی جناب بڑے میاں صاحب! اس کتاب کا سرورق ملاحظہ فرمائیں جس کی ابتدا علامہ اقبال کے غیر مطبوعہ کلام کے اس شعر سے کی گئی ہے۔

خوف شر کیوں ہو اگر خیر ہے مقصد تیرا
تیری تسخیر تو ابلیس کو لرزاں کردے

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آپ کے دونوں بیٹوں وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے مقاصد خیر ہیں پھر انہیں شیطانی یا شیطان نما انسانوں کے شر کا کیا خوف ہے؟ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ وہ شیطانی مکروفریب سے بخوبی آگاہ ہوں جنہیں بندہ نے اپنی مذکورہ کتاب میں درج کر دیا ہے۔ مگر کیا کیا جائے پاکستان کی ہر شاخ پر الو بیٹھا ہوا ہے گویا ؎

اس غم میں کلیاں زرد ہوئیں اس غم میں غنچے سوکھ گئے
ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستان کیا ہوگا

بھارتی ایٹمی دھماکے کا اصل مقصد یہ ہے کہ پاکستان کو دو طرح کی مشکلات میں مبتلا کر دیا جائے یعنی اب اگر پاکستان دھماکہ کرتا ہے تو تمام گریٹ پاورز ناراض ہو کر معاشی طور پر ہمیں

Marfat.com

تباہ کر دیں گی اور اگر ہم دھماکہ نہیں کرتے تو عوام میں غیظ و غضب کی ایک ایسی لہر اٹھے گی جس کا مقابلہ کرنا ناممکن ہوگا۔ دونوں صورتیں حکومت کیلئے سخت باعث تشویش ہیں۔ حالات بڑے نازک اور اہم موڑ پر آن پہنچے ہیں۔ کوئی بھی قدم اٹھانے میں ازبس ضروری ہے کہ صبر و سکون، دور اندیشی اور ہوشمندی کو اپنایا جائے جس کے بعد کوئی حتمی فیصلہ کرنا چاہیے۔ تاہم ایک بات تو واضح ہے کہ سپر پاورز کی ناراضی کا مقابلہ تو حکومت اپنے عوام کے ساتھ مل کر کر سکے گی چونکہ 80 فیصد لوگ دھماکہ کے حق میں ہیں مگر عوام کے غم و غصہ اور ناراضی کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پھر کچھ بھی ہو سکتا ہے مگر بزدلی کا طعنہ ہمیشہ سوہان روح بنا رہے گا۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ عوام کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے جلد از جلد دھماکہ کر دیا جائے۔ اپنے ''اسپ تازی'' کو ذرا ایڑ لگا ہی دیں۔ ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم والی بات اب ہو ہی جانی چاہیے۔ میرا یقین ہے اللہ تعالیٰ ہماری مدد ضرور کرے گا۔ کم از کم آپ کے بیٹے بزدلی کے طعنے سے تو بچ جائیں گے اور ان کا یہ جرأت مندانہ کارنامہ رہتی دنیا تک تاریخ پاکستان میں سنہری حروف سے لکھا جاتا رہے گا۔

محترمی! آپ خوب جانتے ہیں کہ مذکورہ کتاب کی تالیف اور اشاعت کیلئے مجھے کتنی محنت اور خرچ کرنا پڑا ہوگا۔ محض اس لیے کہ ہمارے وزیر اعظم اپنے آپ کو ابلیس کے مکر و فریب سے بچا سکیں۔ ہر مسلمان بھائی کا فرض ہے کہ وہ تبلیغ کرتا رہے چاہے ایک اچھی بات ہی کیوں نہ بتائے۔ بندہ نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ ایک کتاب شائع کرا کر آپ کی خدمت میں ارسال کر دی ہے۔ مجھے کوئی طمع یا لالچ نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ محترمی جناب وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ اس کا مطالعہ فرما کر تمام شیطانی مکر و فریب سے آگاہ ہو سکیں۔

بات میں آئے نہ آئے تم کو رس
قاصدوں کا کام ہے پہنچانا بس

انگریزی کا ایک مقولہ ملاحظہ ہو:

"We have two kinds of morality by side; One which we preach but do not practise, and

Marfat.com

the other which we practise, but seldom preach."

یا اللہ ملک پاکستان کی موجودہ صالح اور باکردار قیادت کو اپنے حبیب اکرم ﷺ کے صدقے ایسی بصیرت و بصارت عطا فرما جس کے ذریعہ مملکت خداداد پاکستان کو ہنود و یہود اور شیطانی و مکر و فریب سے محفوظ رکھ سکے۔ آمین

دعا گو میاں محمد سعید شاد
(25 مئی 1998ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاہور
28 جون 1998ء

واجب الاحترام جناب میاں محمد شریف صاحب والد گرامی

جناب میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان و شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب
زاد لطفکم اللہ تعالیٰ

ع آسمان راحق بود گر خوں ببارد بر زمین

السلام علیکم! آپ کے صاحبزادگان کے دور حکومت میں رحمٰن پورہ بستی متصل اچھرہ پر ایک ناگہانی آفت آن پڑی ہے۔ لوگ ڈر اور خوف کے مارے اپنے ہی ہاتھوں گھروں سے ملحقہ اضافی تعمیرات گرانے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ دھڑا دھڑ ہتھوڑے اور چھینیاں چل رہی ہیں۔ لاہور کارپوریشن، ہاؤسنگ پلاننگ اور فوج کے افسران یہ قتل عام کروا رہے ہیں جو لوگ خود نہیں گرا سکتے فوجی جوان گرا کر جرمانہ بھی موقعہ پر ہی وصول کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں یہ تعمیرات ناجائز ہیں اور افسران بالا کے حکم کے تحت ہی یہ سب کچھ وہ کر رہے ہیں۔

رحمٰن پورہ کالونی 1956ء میں معرض وجود میں آئی تھی۔ شروع میں یہ کالونی کچے پکے بنے ہوئے کوارٹروں پر مشتمل تھے۔ اس وقت کوئی بھی شخص ادھر رخ نہیں کرتا تھا۔ تاہم

Marfat.com

موجودہ ساکنین کالونی نے اسے آباد کیا اور آج اسے آباد ہوئے 42 سال ہو رہے ہیں۔ اصل الاٹی کوارٹر کا خاندان اس عرصہ میں نوجوان پوتوں بلکہ پڑپوتوں تک پھیل گیا ہے۔ لہٰذا الاٹی نے افراد میں اضافہ کی وجہ سے اپنے کوارٹرز سے متصل بے کار پڑے ہوئے چند گزوں کے ٹکڑوں کو رہائشی ضروریات کیلئے کوارٹرز کے ساتھ شامل کر لیا اور پردہ والز وغیرہ بنالیں۔ جہاں بچے اور گھریلو خواتین بیٹھ سکتیں۔ چونکہ رحمٰن پورہ کالونی میں جتنی گراؤنڈز اور گرین بیلٹ ریزرو (Reserve) تھیں وہ یا تو فروخت کر دی گئیں یا سکولوں اور دفاتر میں تبدیل ہو گئیں۔ تاہم اہل رحمٰن پورہ کو آمد ورفت کے ضمن میں کبھی کوئی شکایت نہ ہوئی اور یہ لوگ سب مل جل کر باہمی محبت اور اخوت سے رہ رہے تھے کہ اچانک دیواروں پر خطرہ کے سرخ نشان لگ گئے اور حکم ہوا کہ فوراً تعمیرات ہٹالو ورنہ بلڈوز کر دی جائیں گی۔ کوئی داد و فریاد سننے والا نہ ہوگا اوپر سے قوم کے بنیادی حقوق پہلے ہی سلب کر لیے گئے ہیں جب اہلیان رحمٰن پورہ کو نقل و حرکت کے ضمن میں کوئی شکایت نہیں تو حکومت انہیں خواہ مخواہ کیوں ذلیل ورسوا کر رہی ہے۔ اس بستی میں اکثریت مسلم لیگیوں کی ہے جو اس نادر شاہی حکم سے سخت مضطرب ہے۔

حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی رعایا کے ساتھ مہربانی فرمائے۔ جبر و استبداد سے کام نہ لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مصر کے گورنر کو جو دستور حکومت دیا تھا اس میں فرمایا تھا "کہ رعایا کے حق میں پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جانا کہ اسے لقمہ بنا ڈالنے ہی میں تجھے اپنی کامیابی دکھائی دے۔ لوگوں سے غلطیاں تو ہوتی رہتی ہیں۔ جان بوجھ کے یا بھولے پن سے مگر تم اپنے عفو و کرم کا دامن خطا کاروں کیلئے اس طرح پھیلا دینا جس طرح تمہاری آرزو ہے کہ خدا تمہاری خطاؤں کیلئے اپنا دامن عفو و کرم پھیلا دے۔ جہاں تک ہو سکے غصہ پی جانا۔ فریادی کی فریاد سننا۔ رعایا کے دلوں میں آپ کے متعلق محبت کے جذبات ہوں نہ کہ آپ کے جبر و استبداد سے خائف ہوں اور ان کے دلوں سے بددعائیں ہی نہ نکلتی رہیں۔"

مذکورہ دستور حکومت سے واضح ہو جاتا ہے کہ والیان ملک کو اپنی رعایا پر ہمیشہ مہربان

Marfat.com

رہنا چاہئے اور اس کیلئے عفو و درگزر سے کام لینا چاہئے نہ کہ جور و ستم کا نشانہ بنائے رکھنا چاہئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

آں جا کہ بود قہرش ہر شہر بیابانے آں جا کہ بود عفوش ہر ذرہ گناہگارے

یعنی جس شہر کا بادشاہ قاہر ہوگا وہ شہر بیابان ہو جائے گا اور جس جگہ اس کا رحم اور بخشش ہوگی وہاں کا ہر ذرہ گناہگار ہونے کی تمنا کرے گا تاکہ وہ بھی بخشا جائے۔

محترمی جناب میاں صاحب! جہاں تک شاہراہوں، رابطہ سڑکوں اور عام ٹریفک کیلئے مخصوص سڑکوں سے ناجائز تجاوزات دور کرانے کا تعلق ہے تو اس امر کو عوام نے بہت سراہا تھا۔ اسی طرح قبضہ گروپ سے اراضی واگزار کرانے کا عمل بھی قابل ستائش ہوگا مگر جہاں تک عوامی بستیوں کے گلی کوچوں سے چھوٹی موٹی تجاوزات کو ختم کرانے کے حکم کا تعلق ہے تو یہ عمل عوام میں پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا جا رہا ہے۔ لوگوں میں مسلم لیگ حکومت کے خلاف مایوسی اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے اگر کسی شخص نے چند گز بے کار پڑی ہوئی اراضی جو "ٹریفک فلو" میں حارج بھی نہیں کسی رہائشی ضرورت کے تحت اپنے گھر میں شامل کر لیا ہے تو اس سے درگزر کر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ بلکہ بہتر ہوگا کہ اگر اس سے ایسی اراضی کی مناسب قیمت لے کر اسے مستقل طور پر الاٹ کر دیا جائے تاکہ وہ پورے اطمینان اور دلجمعی کے ساتھ اسے استعمال کر سکے۔ ویسے بھی آج کل حکومت کو کئی طرح کے قرضے اتارنے کیلئے فنڈز کی اشد ضرورت بھی ہے۔

عالیجاہا! آپ کے صاحبزادے بفضلہ تعالیٰ آپ کے تابع فرمان ہیں۔ وہ اپنے سعادت مندی کے باعث آپ کے کسی حکم کو نہیں ٹالتے اور وہ تمام اہم ملکی امور میں آپ سے مشاورت بھی کرتے رہتے ہیں مگر کبھی کبھار بعض بدتدبیر مشیروں اور صلاح کاروں کے جھانسے میں بھی آجاتے ہیں جس کی جہ سے ہر آئے دن کوئی نہ کوئی مصیبت مول لے لیتے ہیں جس کی وجہ سے عوام میں مایوسی اور بددلی پھیل رہی ہے۔ اب تو بچہ بچہ پکار رہا ہے کہ اس دفعہ تو میاں نواز شریف صاحب کی حکومت کامیابی سے نہیں چل رہی۔ واقعی سرخ آندھی کا

Marfat.com

ایک طوفان افق پر منڈلا رہا ہے، ہر طرف بدامنی، غارتگری، راہزنی، زنا بالجبر، مہنگائی اور قانون شکنی کا دور دورہ ہے۔ گویا

این چہ شوریست کہ در دور قمر مے بینم ہمہ آفاق پر از فتنہ و شرے بینم

والی بات ہو چکی ہے۔ ایک طرف تو وسیع قطعات اور سرکاری جائیدادوں پر قبضہ گروپ والے ویسے ہی دندنا رہے ہیں اور دوسری طرف حکومت کے بظاہر وفادار اور مستعد مگر بدباطن کارندے گلی کوچوں میں واقع چھوٹی موٹی تجاوزات گرا کر عوام کی طرف سے نفرت اور غیظ وغضب کے انبار حکومت کے خلاف اکٹھے کروا رہے ہیں تا کہ موجودہ حکومت زیادہ سے زیادہ بدنام ہو۔ گلی کوچوں میں جہاں لوگ باہمی پیار اور محبت سے رہ رہے ہیں وہاں اگر کسی طرح سے ''ٹریفک فلو'' میں رکاوٹ بھی نہیں ہو رہی تو ایسی صورت میں معمولی تجاوزات کو گرا کر خواہ مخواہ عوام میں مایوسی پیدا کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ ترجیحی بنیادوں پر کرنے والے اور بہت سے کام ہیں۔ مثلاً نادہندگان کا پیٹ پھاڑ کر واجب الادا رقوم وصول کی جائیں۔ زانیوں کو چوراہوں میں سنگسار کیا جائے۔ زنا بالجبر کے مرتکب مجرموں کو عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ چوروں ڈاکوؤں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔ راہزنوں کو گولی سے اڑا دیا جائے۔ عدالتوں سے سستا اور فوری انصاف دلوایا جائے۔ نچلی سطح پر معاشرہ کی اصلاح آہنی ہاتھوں سے کی جائے تا کہ مقدمات کی تعداد کم ہو کر عدالتوں پر بوجھ کم ہو سکے۔ مہنگائی کا سدباب کرایا جائے۔

وزارت امور خارجہ اور داخلہ کو مستعد اور فعال کیا جائے۔ وزیر خزانہ کی کارکردگی کے معیار کا تعین حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی خصوصیات کی روشنی میں رکھا جائے۔ (سورۂ یوسف آیت نمبر 53 تا 54 ملاحظہ ہو) ترجمہ: ''اور بادشاہ نے حکم دیا کہ لے آؤ اسے میرے پاس میں چن لوں گا اسے اپنی ذات کے لئے پھر جب اس نے آپ سے گفتگو کی اور مطمئن ہو گیا تو کہا آپ آج سے ہمارے ہاں بڑے بڑے محترم اور قابل اعتماد درباری ہیں (53) آپ نے فرمایا مجھے مقرر کر دے زمین کے خزانوں پر بے شک میں ان

Marfat.com

کی حفاظت کرنے والا اور معاشی مسائل کا ماہر ہوں۔'' اگر وہ اس معیار پر پورا نہیں اترتے تو انہیں فوراً تبدیل کر دینا چاہیے۔ سروسز میں کوئی شخص بھی ناگزیر نہیں ہوا کرتا یہ جاہ و جلال یہ مال و منال یہ طلسماتی محلات جن کا چرچا آج اخبارات میں عام ہے، یہ شان و شوکت، یہ حکمرانی سب عارضی چیزیں ہیں۔ انسانوں کے عروج و زوال کی عبرتناک داستانوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ انسانوں پر حکمرانی صرف اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک وہ حکمرانوں کے جبر و ستم کو سہہ سکنے کی طاقت رکھتے ہوں۔ پھر یکا یک تاریخ اپنے آپ کو خود دہراتی ہے۔ آج صورت حال ایسی ہوگئی ہے کہ آپ کے دونوں فرزندان گرامی قدر کی حکومتوں کے ابتدائی سال سوا سال کے دوران سروسز اور دیگر حکومتی امور میں اتنی اتھل پتھل ہوئی ہے کہ جس کی مثال شاید ڈھونڈنے سے بھی نہ مل سکے ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے۔ حکومتی فیصلے ایسے غلط ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے مزید مایوسی پھیل رہی ہے۔ اب دعائے خیر کرنے والوں کی تعداد قلیل ہو رہی ہے خوف ہے کہ کہیں ایسے دکھی انسانوں کا ریلا حکومت کو تہہ و بالا نہ کر دے۔ پھر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی کیونکہ

سانپ ڈس لے تو ہے تریاق کا امکان بہت آدمی ڈس لے تو ہر سانس بکھر جاتی ہے

واجب الاحترام جناب میاں صاحب! خود آپ کی زندگی نشیب و فراز سے بھری پڑی ہے۔ آج ارتقاع و ارتقاء کی انتہائی منازل طے کر چکے ہیں۔ اب دین و دنیا میں کوئی کمی یا کسر باقی نہیں رہی۔ یہ مقام نہایت خطرناک ہے ایسی بلندی سے گر کر بچنا محال ہوگا۔ ابلیس اپنی پوری قوتوں عیاریوں اور چالاکیوں سے حملہ آور ہے۔ اللہ اور رسول اکرم ﷺ سے حفظ و امان طلب فرماتے رہا کریں۔ لہٰذا میں اس خط کو حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

چٹی چادر لاہ سٹ کڑیے پہن فقیراں دی لوئی چٹی چادر نوں لگے گا لوئی نوں داغ نہ کوئی

وما علینا الا البلاغ

دعا گو بندہ میاں محمد سعید شاد

28 جون 1998ء

Marfat.com

واجب الاحترام جناب چودھری محمد رفیق تارڑ صاحب

صدر پاکستان، اسلام آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج گرامی؟

15 نومبر 98ء کو سول سروس اکیڈمی میں 25 ویں کامن ٹریننگ پروگرام کی پاسنگ آوٹ تقریب سے خطاب فرماتے ہوئے آپ نے مندرجہ ذیل شعر کو علامہ اقبالؒ سے منسوب فرمایا ہے۔

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

2-عام تاثر یہی ہے کہ یہ شعر علامہ اقبالؒ ہی کا ہے مگر یہ درست نہیں۔ چند سال قبل اس پر بحث اس وقت چلی تھی جب نیلام گھر شو میں جناب طارق عزیز صاحب نے کسی سے پوچھا تھا کہ یہ شعر کس کا ہے تو اس نے کہا "علامہ اقبالؒ" کا، یہ جواب درست تسلیم کر لیا گیا۔ شاعر کے اصل وارثوں نے اعتراض کیا اور بالآخر ثابت ہوا کہ یہ شعر علامہ صاحب کا نہیں بلکہ یہ جناب سید صادق حسین شاہ ایڈووکیٹ شکر گڑھی کے شعری مجموعہ "برگِ سبز" کی ایک نظم کا حصہ ہے جو انہوں نے 22-1920ء کی تحریک خلافت کے دوران لکھی تھی۔ اس نظم کے کچھ اشعار پیش خدمت ہیں۔

تو سمجھتا ہے حوادث ہیں ستانے کیلئے
یہ ہوا کرتے ہیں ظاہر آزمانے کیلئے
کامیابی کی ہوا کرتی ہے ناکامی دلیل
رنج آتے ہیں تجھے راحت دلانے کیلئے
تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

Marfat.com

ہاتھ پاؤں رکھتے ہیں تو خاموش کیوں بیٹھے رہیں
ہم اٹھیں گے اپنی قسمت کو بنانے کیلئے

3-جناب صادق حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل پانچ نامور صاحبزادگان کے نام اس طرح سے ہیں۔

(1)سید ظفر حسین شاہ ایڈووکیٹ۔

(2)سید صفدر حسین کاظمی CSP-سابق سیکرٹری مرکزی حکومت پاکستان

(3)سید شوکت حسین کاظمی CSP-ایڈیشنل سیکرٹری وفاقی حکومت (غالباً)

(4)سید مشتاق حسین صاحب-جائنٹ سیکرٹری مرکزی حکومت (غالباً)

(5)سید راحت حسین کاظمی بی ایس سی میکینکل انجینئر (PIA سروس)

4-یہ انفارمیشن مجھے میرے ایک معتمد دوست نے دی ہے جو اس خاندان کو ذاتی طور پر جانتا ہے۔یہ چند سطور ریکارڈ درست کرنے کیلئے تحریر کی ہیں۔

5-چار کتابیں میری تالیف ہیں:(1) خطبات شیر ربانیؒ (2) والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب (3) ازدواجی زندگی کے تین ادوار (4) ارض موات، ہر کتاب کا خلاصہ بصورت تعارف نامہ ارسال ہے۔اگر مذکورہ کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہوا تو عندالطلب بھیج دی جائیں گی۔

6-دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس عہدہ جلیلہ کے جملہ فرائض بوجوہ احسن ادا کرنے کی توفیق بخشے اور صحت کاملہ سے نوازے۔آمین

دعا گو بندہ میاں محمد سعید شاد

16 نومبر 1998ء

Marfat.com

واجب الاحترام جناب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان

زاد لطفکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ مزاج گرامی؟

آج آپ نے اپنی عمر عزیز کے انچاس سال پورے کر لیے ہیں۔عزیز و اقارب نے یہ تقریب پوری سادگی کے ساتھ منا کر ایک اچھی روایت قائم کی ہے۔میری طرف سے بھی مبارک قبول فرمائیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائیں۔آمین

انسان کی طبعی عمر تو تریسٹھ سال تک ہی بتائی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول اکرم ﷺ کو عطا فرمائی تھی اس کے بعد کی عمر میں اعضاء رئیسہ مضمحل ہو جاتے ہیں اور اعصاب بھی کمزور ہو جاتے ہیں تو بقیہ زندگی کئی طرح کی بیماریوں کی شکار ہو کر رہ جاتی ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ارذل العمر سے پناہ مانگو۔یعنی بڑھاپے کی طویل بیماری سے پناہ مانگو۔70,80 سال کی عمر میں صاحب فراش ہونا اور تادیر اسی کیفیت میں پڑے رہنا خود ایک سخت عذاب ہے۔اللہ تعالیٰ جانکنی کے عذاب سے بچائے۔آمین

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے انسانی عمر کے بعض حصوں کے متعلق کیا خوب کہا ہے:

چہل سال عمر عزیزت گزشت مزاج تو از حال طفلی نہ گشت

اے انسان تری عزیز ترین عمر کے 40 سال بیت گئے مگر تو ابھی تک اپنے آپ کو بچہ ہی سمجھتا ہے۔

چوں پنجاہ سالت بروں شد زدست غنیمت شمر پنج روزے کہ ہست

اے بندے اب تیری عمر پچاس سال ہوگئی ہے۔اب پانچ روزہ زندگی باقی ہے اسے تو غنیمت جان۔پانچ روزہ زندگی یوں ہے کہ (1) بچپن (2) لڑکپن (3) جوانی (4) بڑھاپا (5) ادھیڑ عمر

بیا ای کہ عمرت بہفتاد رفت مگر خفتہ بودی کہ برباد رفت

اب تو تیری عمر ستر سال ہوگئی ہے مگر تو غافل رہا نیک اعمال نہ کیے سو یہ بھی برباد گئی۔

اس کے مقابلے میں پنجابی کے ایک شاعر نے انسانی زندگی کے "دہاکے" یعنی دس

Marfat.com

سال بعد کی عمر کی بدلتی ہوئی کیفیت کا حال پنجابی اشعار میں اس طرح سے بیان کیا ہے:

اک دہا کا دہا کا رب تیرا را کھا!

دو دہا کے ویہہ پھتر دیویں پہیہ (پٹیں)

تین دہا کے تیھ ایویں گجے جیویں جنگل وچ شینھ (شیر)

چار دہا کے چالی۔ ڈھگا ہویا ہالی

پنج دہا کے پنجاہ۔ بھر دا پھرے ٹھنڈے ساہ

چھ دہا کے سٹھ پھڑ لئی ہتھ وچ لٹھ

ست دہا کے ستر گلاں کرے تہتر بہتر

اٹھ دہا کے اسی کوئی نہ پچھے پانی لسی

نو دہا کے نبے کوئی دی گل نہ بھبے

دس دہا کے سو۔ ہن تے مگروں لوہ!!

محترمی جناب میاں صاحب! میں خود ستہرا بہتراہ گیا ہوں۔ بھلا کہاں آپ وزیراعظم پاکستان اور کہاں میں ایک فقیر انسان! کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگوا تیلی! خواہ مخواہ آئے دن آپ کو خطوط لکھتا رہتا ہوں، یہ تو آپ کی ذرہ نوازی ہے کہ کبھی کبھار مجھے جواب بھی دے دیتے ہیں ورنہ من آنم کہ من دانم پچھلے دنوں اپنی تالیف کردہ کتاب ''والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب'' ارسال کی تھی۔ کتاب کی آپ نے اپنے دستخطوں سے تعریف فرما کر میری عزت افزائی بھی فرمائی۔ اس کتاب میں امام ابن الجوزی بغدادیؒ کے وہ بارہ مکرو فریب درج ہیں جن کے ذریعہ ابلیس کس طرح سے والیان ملک کو تخت سے معزول کراتا ہے۔ دست بستہ عرض ہے کہ ان ابلیسی مکروفریب کو ہمیشہ سامنے رکھ کر بچتے رہیں۔ ابلیس آج کل آپ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے اور بعض غلط کام بھی کروا رہا ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات کئی طرح کے بحران کچھ زیادہ ہی پیدا ہو رہے ہیں یہ تو آپ کے والدین کی دعائیں ہیں جن کی بدولت خطرات ٹل جاتے ہیں اور ہر طرح کے بحرانوں سے سرخرو ہو کر

Marfat.com

نکل جاتے ہیں، اللہ پاک اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے آپ پر خصوصی فضل و کرم فرما رہا ہے اور فرماتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دعا گو بندہ میاں محمد سعید شاد

26 دسمبر 1998ء

محترمی! جناب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ مزاج گرامی؟

28 مئی 1998ء کو بالآخر یوم تکبیر کا نام دے دیا گیا ہے اور اب جوش و خروش سے منانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یہ ایک ایسا نام ہے جس پر کسی بھی مسلمان کو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ اس نام کی عظمت اور کبریائی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ اللہ اکبر! مسلمانوں کا قومی نعرہ ہے۔ جہاد اور لڑائی کے وقت تکبیر نعرہ جنگ کا کام دیتی ہے۔ کفار کے دلوں پر اس سے رعب اور ہیبت طاری ہو جاتی ہے جن دیگر موقعوں پر نعرہ تکبیر بلند کیا جاتا ہے ہر مسلمان ان سے بھی بخوبی واقف ہے۔ اللہ پاک کی شان کبریائی کا اظہار تو دنیا کے گوشے گوشے میں ہمہ وقت ہو رہا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ دنیا کے کسی ایک ملک میں اگر آج صبح ہے تو دوسرے میں دوپہر اور تیسرے ملک میں شام ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا کوئی دن اور وقت مخصوص نہیں ہوسکتا مگر قوموں کی زندگی میں کسی اہم دن منانے کا کوئی خاص پس منظر ضرور ہوتا ہے۔ اس لیے اس دن کا نام بھی اسی نسبت سے رکھا جاتا ہے۔ گو پاکستان بہت پہلے ایٹمی قوت بن چکا تھا مگر اس کا اظہار بوجوہ نہ کیا جاسکا تھا۔ 11 مئی 1998ء کو جب بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو پاکستانی قوم نے بھی بڑے جوش و جذبہ سے مطالبہ کیا کہ پاکستان کو بھی بدلے میں ایٹمی دھماکہ کرنا چاہیئے۔ گویا بقول علامہ اقبالؒ

ہر عمل کے لئے ہے رد عمل
دہر میں نیش کا جواب ہے نیش

چنانچہ پاکستان نے بھی عالمی قوتوں کی سخت مخالفت کے باوجود 28 مئی 1998ء کو

Marfat.com

ایٹمی دھماکہ کر دیا۔ اس حوالہ سے تو یہ دن اسی دن سے بلاشک وشبہ یوم تکبیر ہے ہی مگر اس نام سے مسلم قوم کے جذبات واحساسات کی صحیح ترجمانی اور عکاسی نہیں ہوئی۔ قوم کے جوش وخروش کے پیش نظر کوئی تو ایسا نام ہوتا جس سے رعب ودبدبہ کا اظہار ہوتا۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔

سکھاؤ اقبال اب قاہری بھی
بہت کہہ چکے قصہ عاشقانہ

لہٰذا 28 مئی کو اگر یوم تثریب کا نام دے دیا جاتا تو شاید کچھ بات بن جاتی۔ تثریب (ت ث ری ب) کا لفظ سورہ یوسف میں آیا ہے۔ تمام قصہ کے بعد جب برادران یوسف شاہی دربار میں براجمان ہوئے تو وہ اپنے سابقہ کردار سے شرمندہ اور خائف تھے کہ نہ جانے ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ مگر حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ ''لا تثریب علیکم الیوم'' آج تم سے کوئی بدلہ نہ لیا جائے گا۔ اسی طرح فتح مکہ کے وقت رحمت عالم ﷺ نے سرداران قریش جو اپنی کرتوتوں سے خائف تھے سے مخاطب ہو کر فرمایا ''لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء'' ''آج تم سے کوئی بدلہ نہ لیا جائے گا جاؤ تم سب آزاد ہو۔'' تثریب کے لفظی معنی ملامت کرنا۔ مواخذہ کرنا۔ بدلہ لینا کے ہیں انگریزی میں اس کا ترجمہ "Re-Tribution" یا "Revenge" کے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ بادی النظر میں قوم کا صرف یہی مطالبہ تھا کہ پاکستان کو بھی ایٹمی دھماکہ کر کے بھارت سے بدلہ لینا چاہئے۔ یوم تکبیر کا نام تو تب جچتا تھا جب ہمارے بم کا نشانہ دشمن کے کسی خاص مقام کی طرف ہوتا۔ اپنے ہی گھر میں بیٹھ کر خالی خولی نعرہ تکبیر بلند کرنے سے کوئی بات بنتی نہیں۔ نعرہ تکبیر کے بعد دشمن پر ٹوٹ پڑنا تو ضروری ہوتا ہے۔ دشمن اپنی دھمکیوں سے صرف اس وقت باز آتا ہے جب وہ اپنے سامنے ایک ناقابل تسخیر جدید ترین اسلحہ سے لیس فوجی قوت دیکھتا ہے۔ پاکستان کی نیت نیک ہے اور اس کا مقصد خیر ہے۔ اسے کسی کی شرارت کا کوئی خوف نہیں وہ تو تسخیر نو میں مصروف ہے بقول علامہ اقبالؒ

Marfat.com

خوف شر کیوں ہو اگر خیر ہے مقصد تیرا
تیری تسخیر تو ابلیس کو لرزاں کر دے

یوم تکبیر کا نام اب مشتہر ہو چکا ہے۔ اخبارات میں کئی طرح سے اظہار خیالات ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسی نام میں برکت ڈالے اور دشمن کو ہمیشہ مرعوب رکھے آمین۔

دعا گو بندہ میاں محمد سعید شاد، 12 مئی 1999ء

کارگل کا بحران

واجب التکریم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی؟

میری دعا ہے اللہ کریم موجودہ بحران سے بھی آپ کو کامیابی کے ساتھ نکال لے۔ ہر کام کے ساتھ انسان کی نیت شامل ہوتی ہے۔ آپ کی نیت نیک اور ملکی سلامتی اور بہتری کے لئے کچھ کرنے کی تھی مگر حالات کچھ کے کچھ ہو گئے جو بالآخر اللہ تعالیٰ کی مدد اور حبیب مکرم ﷺ کے صدقے درست ہو جائیں گے۔ اس وقت ایک بار پھر آپ کی توجہ اپنی کتاب ''والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب'' کی طرف مبذول کرانے کی اشد ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔ جہاں قرآنی آیات کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ ''یہ ہنود، یہود اور نصاری مسلمانوں سے ہرگز خوش نہ ہوں گے آپ ﷺ سے یہاں تک کہ آپ ان کے دین کی پیروی کرنے لگیں...الخ (سورہ نمبر 2 آیت نمبر 120) یہاں لفظ ولن ترضیٰ...'' یعنی یہ ہرگز خوش نہ ہوں گے کا استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان واضح ارشادات کی موجودگی میں ان تینوں گروہوں سے کسی طرح کی بھلائی اور خیر کی توقع کرنا انتہائی نادانی ہے۔ جس کا مزہ آپ چکھ رہے ہیں۔ اچھے بھلے اپنے گھر بیٹھے تھے کہ خود امریکہ کے جال میں جا پھنسے۔ اسے کہتے ہیں کہ آ بیل مجھے مار، امریکی صدر کی چالوں اور بھارتی وزیر اعظم کی مکاریوں سے کون واقف نہیں۔ آپ سیدھے سادے بھولے بھالے مسلمان پھر

Marfat.com

شیطانی مکروفریب میں آ گئے۔ بہت کچھ لکھنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر اب صرف یہی عرض کروں گا کہ مذکورہ کتاب میں تحریر کردہ بارہ شیطانی مکروفریب ص ایک بار پھر پڑھیں بلکہ بار بار پڑھیں اور ان کے مطابق اپنا محاسبہ فرمائیں۔ امریکہ نے بھارت سے ملی بھگت کر کے پاکستان کو ایک ایسے اندرونی بحران میں مبتلا کر دیا ہے جس سے نبرد آزما ہونے کیلئے اب غیر معمولی بصیرت، دانش متحمل مزاجی اور استقامت کی ضرورت ہے، اب بلا تاخیر پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلوائیں اور دفاعی کمیٹی کو اعتماد میں لیں۔ قوم کو بھی ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ اصل صورت حال سے آگاہ کریں۔ اس وقت قوم کے سامنے شملہ معاہدہ، تاشقند معاہدہ، اعلان لاہور اور اب واشنگٹن اعلامیہ ہیں۔ آپ بہادر ہیں، شیر ہیں۔ آپ کی قوم بہادر اور شیر ہے، آپ کی فوج مجاہد اور جان نثار ہے آپ کے پاس ایٹم بم ہے۔ پھر کاہے کا ڈر ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ کی نصرت اور نبی اکرم ﷺ کی نگاہ کرم آپ کے ساتھ ہے۔ اگر قوم کی نظروں میں آپ کی عزت گئی۔ وقار گیا اور اعتماد گیا تو یہ ایٹم بم، یہ افواج پاکستان کس کام کی ہیں؟ اس وقت صورت حال نہایت خطرناک اور نازک ہے قوم کے جذبہ جوش و جہاد کا ساتھ نہ دیا تو ملکی حالات کچھ بھی ہو سکتے ہیں۔ اس وقت تک جو ہوا میڈیا اس کی تشریح و توضیح میں مصروف ہے۔ آپ بھی بخوبی واقف ہیں۔ آپ کو جو لوگ سب ٹھیک بتا رہے ہیں اب ایسا ہرگز نہیں۔ آپ کی رعایا کے بیشتر لوگ جبر و استبداد کا شکار ہیں۔ خدارا کچھ انقلابی اقدام اٹھائیں۔ مذکورہ کتاب میں دی گئی تجاویز پر عمل کرائیں۔ آپ نے ان تجاویز کو سراہا بھی ہے۔ اپنے دستخطوں سے مجھے تعریفی خط بھی لکھا ہے مگر عمل ندارد! رب العالمین کی بارگاہ قدسیہ میں دست دعا دراز کر کے عجز و انکساری سے دعا کر رہا ہوں کہ آپ کو استقامت کے ساتھ ساتھ بصیرت اور بصارت بھی عطا ہو۔ آمین۔

حضرت قائداعظم نے 17 اکتوبر 1947ء کو عید کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا تھا:

''خدا جن سے محبت کرتا ہے ان کو امتحان اور آزمائش میں بھی ڈالتا ہے۔''

دعا گو بندہ میاں محمد سعید شاد، (6 جولائی 1999ء)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

9 ماہ کی کارکردگی ایک جائزہ رپورٹ

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

الکرسی لِلّٰہ کرسی اقتدار صرف اللہ ہی کیلئے ہے۔

مملکت خداداد پاکستان ہر نعمت خداوندی سے مالا مال ہے مگر بدقسمتی یہ ہے کہ جب سے یہ معرض وجود میں آیا ہے شیطانی مکروفریب کے جال میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ اصلاح و احوال کی کوئی صورت بن نظر نہیں آتی ہے۔ ہر آئے دن کوئی نہ کوئی بحران پیدا ہوتا رہتا ہے اور پھر بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ارباب بست وکشاد ہوشمندی کا ثبوت نہیں دیتے۔ والیان ملک اور صاحبان اختیار واقتدار ذاتی ضد اور انا پر ملکی مفاد کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ باہمی آویزش اور چپقلش میں اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائیاں ضائع کر دیتے ہیں جس کسی کو بھی کرسی اقتدار ملی وہی اس سے چمٹ گیا۔ پھر آن یا جان گئی سوگئی کرسی چھوڑنے کا نام نہ لیا۔ گویا دنیا میں جہاں کہیں بھی دنگا وفساد، قتل وغارت، تباہی و بربادی ہوئی اس کی اصل وجہ یہ کرسی ہی بنی۔ مگر اقتدار دائمی نہیں۔ کرسی کو تو پھر بھی دوام ہے۔ کرسی کا ذکر تو قرآن پاک میں بھی ہے۔ آیت الکرسی سے کون واقف نہیں۔ رد بلا اور حصول خیر وبرکت کیلئے اس کا ورد کیا جاتا ہے۔ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یعنی سما رکھا ہے اللہ کی کرسی نے آسمانوں اور زمینوں کو۔ گویا کرسی یعنی دائمی اقتدار صرف اور صرف اللہ ہی کیلئے ہے۔ گویا بقا اور دوام صرف اللہ ہی کی کرسی کو ہے۔ جیسے اللہ حی قیوم ہے۔ زمین و آسمان میں صرف اسی کی کرسی کو دوام ہے۔

کرسی بس ایک ارض وسما میں ہے پائیدار۔ باقی ہر ایک کرسی منور ہے ناتواں

(پروفیسر محمد منور)

دنیا کی کرسی صاحب کرسی کی طرح کمزور اور فانی ہے۔ یہی وہ کرسی ہے جس پر جلوہ افروز

Marfat.com

ہو کر حکمران امور سلطنت چلاتے ہیں۔ جاہ وحشمت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر شیطان انہیں سلجھاتا ہے کہ بس اب اس کرسی کو مضبوطی سے تھام لے۔ اب رعب اور ہیبت درکار ہے۔ پھر حکمرانوں کو ایسا گمراہ کراتا ہے کہ ان کے سامنے مخلوق خدا مظلوم بن کر رہ جاتی ہے۔ جور و جبر کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ اندرونی سازشوں کا چکر چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ کرسی پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کیلئے ہر حیلہ اور چارہ جوئی کی جاتی ہے مگر لحظہ بہ لحظہ اس کی گرفت کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہے اور بالآخر ذلیل وخوار ہو کر کرسی سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ بعض اوقات تختہ دار پر بھی چڑھ جاتا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ آیت نمبر 17,16 ''اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کر دیں کسی بستی کو (اس کے گناہوں کے باعث) تو ''پہلے'' ہم (نبیوں کے ذریعہ) وہاں کے رئیسوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں مگر وہ (الٹا) نافرمانی کرنے لگتے ہیں اس میں۔ پس واجب ہو جاتا ہے ان پر (عذاب کا) فرمان۔ پھر ہم اس بستی کو جڑ سے اکھڑ کر رکھ دیتے ہیں اور کتنی قومیں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔ نوحؑ کے بعد اور آپ کا پروردگار اپنے بندوں سے اچھی طرح باخبر ہے (اور انہیں) خوب دیکھنے والا ہے۔'' یعنی جب کوئی بستی گناہوں اور بدکاریوں کا اکھاڑا بن جاتی ہے تو اسی وقت اس کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجا دی جاتی بلکہ پہلے انہیں سمجھانے اور راہ راست پر لانے کیلئے ان کے پاس رسول بھیجے جاتے ہیں جو انہیں احکام الٰہی پر کاربند ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔ خصوصاً وہاں کے بااقتدار طبقہ کو سمجھانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں تاکہ ان کی اصلاح سے سارا گاؤں اصلاح یافتہ ہو جائے لیکن وہ اس پند ونصیحت سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ اپنی پوری کج فہمی کے باعث اسے ذاتی وقار کا مسئلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ اس وقت عذاب کی بجلی کوندتی ہے اور ان کی خرمن حیات کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتی ہے۔''

بادشاہوں کے عروج وزوال کی عبرتناک داستانوں سے کون واقف نہیں۔ انہوں نے اپنی کرسی پر دائمی گرفت قائم رکھنے کیلئے نہ جانے کیا کچھ نہ کیا ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک

Marfat.com

نظام ہے۔ اللہ بخش دیتا ہے ملک جسے چاہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے۔ گویا

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمران ہے اک وہی باقی بتاں آذری

پاکستان کے حکمران بھی پچھلے پچاس سالوں میں اپنی اپنی کرسی بچانے میں نہ جانے کتنے مکروفریب کر چکے ہوں گے۔ مگر اکثر اپنی جان بھی گنوا بیٹھے۔ بھٹو مرحوم نے اپنی کرسی پر گرفت مضبوط کرنے کیلئے لاکھ جتن کیے ہوں گے مگر بالآخر اپنی جاں بھی گنوا بیٹھے۔ اسی کشمکش میں انہوں نے ایک بڑی جذباتی تقریر فرمائی تھی اور اسی جوش خطابت میں اٹھ کر کرسی کی پشت میں آ گئے اور اسے تھپ تھپاتے ہوئے فرمانے لگے۔ میری یہ کرسی بڑی مضبوط ہے اس سے چند ماہ بعد ہی بیچارے تختہ دار پر چڑھ گئے۔ اس طرح کے عبرتناک واقعات سے دنیا کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ شیطان مردود کی دشمنی ازل سے اولادِ آدمؑ سے مسلمہ ہے اس کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ انسانوں کے اندر بدگمانی، دنگا وفساد ڈلواتا رہے۔ بالخصوص اس کی توجہ حکمرانوں اور اربابِ بست وکشاد کو راہ راست سے بھٹکانے اور ان کے ذریعہ وسیع تر تباہی و بربادی برپا کرنے پر مرکوز رہتی ہے۔

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ طرح کے شیطانی مکروفریب بتائے جن کے ذریعہ ابلیس بالعموم حکمرانوں کو گمراہ کر کے اقتدار سے محروم کرا دیتا ہے۔ اس کی وضاحت بندہ نے اپنی کتاب "والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب" میں کر دی ہے۔ یہ کتاب آپ کی خدمت میں پہلے ہی ارسال کر چکا ہوں۔ یہی وہ شیطانی مکروفریب ہیں جو انسانوں کی شکل میں آج کل حکومت عدلیہ تنازع کا سبب بن چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے کاروبار حکومت پر منفی اثرات پڑ رہے ہیں اور عوام میں بے چینی اضطراب اور ایک طرح کی اداسی اور مایوسی پیدا ہو رہی ہے۔ اے کاش ہمارے قائد محترم، امام صاحبؒ کے بتائے ہوئے مکروفریب جان لیتے تو حالات یہاں تک خراب نہ ہوتے مگر افسوس کہ ہم غریبوں اور غیر معروف بندگان خدا کے پرخلوص مشورے اور تحریریں پڑھنے کی فرصت ہی کب ملتی ہے آپ کے

Marfat.com

قرب وجوار میں مشیروں اور صلاح کاروں کی ایسی ایسی مشہور شخصیات ہوتی ہیں جو اپنے علم وفن کے زعم میں نت نئی تجاویز دیتے ہیں جو دراصل دینی علم پر مبنی نہیں ہوتیں پھر خیر و برکت کہاں؟ انجام بد ہی نکلتا ہے اس سے معاملات سلجھنے کی بجائے مزید الجھ جاتے ہیں۔

اللہ کریم ہمیں درد مند دل رکھنے والے دیندار باکردار اور صالح مشیر عطا کریں۔ آمین

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب "تلبیس ابلیس" کے بعد مجھے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب "منہاج العابدین" کے مطالعہ کا موقعہ ملا۔ آپ نے بھی شیطانی مکروفریب کے متعلق نہایت مفید اور کارآمد معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ شیطان کے مکروفریب کس طرح سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا شیطان کے مکرو فریب کئی طرح کے ہیں اول تو اس کے "وسوسے" ہیں جو اس کے تیر ہیں جن کے ذریعہ وہ لوگوں کے قلوب مجروح کرتا ہے۔ دوسری چیز اس کے حیلے ہیں جو بمنزلہ جال کے ہیں جن سے لوگوں کے دلوں کو پھانستا ہے۔ پھر فرمایا اے عزیز! جو وسواس اور خطرات آتے ہیں ان کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو اسے نیکیوں کا الہام کرتا ہے اس فرشتہ کو "ملہم" کہتے ہیں اور اس کی دعوت کو الہام۔ اس کے مقابلے میں خدا کی طرف سے ایک شیطان مسلط کر دیا گیا ہے جو برائی کی طرف بلاتا ہے۔ اس شیطان کو "وسواس" اور اس کی دعوت کو "وسوسہ" کہتے ہیں۔ ملہم انسانوں کو ہمیشہ نیکیوں کی طرف بلاتا ہے اور وسواس صرف برائیوں کی طرف۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کے شیخ نے فرمایا کہ شیطان بسا اوقات بظاہر نیکی کی طرف دعوت دیتا ہے حالانکہ یہاں بھی اس کا مقصد برائی ہی کی طرف لگانا ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ بڑی نیکی کی بجائے چھوٹی نیکی کی طرف بلاتا ہے۔ پھر فرمایا ایک شے اور بھی حق تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں رکھی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر قسم کی شہوت اور لذت کی طرف مائل ہو جاتا ہے چاہے جائز ہو یا ناجائز اس تیسری چیز کا نام "خواہش نفس" ہے جو انسان کو آفات میں مبتلا کرتی ہے۔ آگے فرمایا، خواطر (خطرہ کی جمع) بمعنی اضطراب ہے چونکہ یہ بھی دل میں کبھی آتا ہے اور کبھی جاتا

Marfat.com

ہے جس طرح ہوا آتی جاتی ہے اس آنے جانے ہی کو اضطراب کہتے ہیں۔

خواطر کی چار قسمیں ہیں۔

1- پہلے جو شروع میں اللہ کی طرف سے انسان کے قلب میں پیدا ہوتے ہیں ان کو صرف ''خواطر'' کہتے ہیں۔

2- دوسرے جو انسانی طبیعت کے موافق قلب میں پیدا ہوتے ہیں ان کو ''ہوائے نفس'' کہتے ہیں۔

3- تیسرے وہ جو ملہم فرشتہ کی دعوت کے ذریعہ حق تعالیٰ کی جانب سے دل میں پیدا ہوتے ہیں انہیں الہام کہا جاتا ہے۔

4- چوتھے وہ جو شیطانی دعوت سے قلب انسانی میں آتے ہیں انہیں وسوسہ کہا جاتا ہے اور انہیں شیطانی خطرات کہتے ہیں۔

اب انسان کو یہ معلوم ہونا چاہئے جو خطرہ بلا واسطہ رب تعالیٰ کی جانب سے ابتداً دل میں آتا ہے وہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ کبھی خیر اور کبھی شر۔ خیر تو اکرام و اتمام حجت کیلئے ہوتا ہے اور شر آزمائش اور مشقت میں ڈالنے کیلئے۔ خطرہ، خیر اور شر کے درمیان کیا فرق ہے؟ خطرہ جو قلب میں آئے تو اس کا میزان شرع سے موازنہ کیا جائے اگر اصول شریعت کے موافق ہو تو خطرہ درست اور صحیح ہے۔ اگر نفس اس سے طبعاً نفرت کرے۔ کسی خارجی خوف اور ڈر کے باعث نفرت نہ کرے تو وہ خیر ہے۔ اگر قلب میں آنے والا خطرہ ایسا ہو کہ نفس اپنی طبیعت اور سرشت کے اعتبار سے اس کی طرف مائل ہو اللہ تعالیٰ سے کسی امید یا ترغیب کی بنا پر مائل نہ ہو تو وہ خطرہ شر ہے اور جو خطرہ و خیال ملہم کی جانب سے ہوتا ہے وہ ہمیشہ خیر ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ملہم کو صرف نصیحت ہی کے واسطے مقرر کیا گیا ہے۔ ملہم فرشتہ ہے جو دل پر مقرر کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو خیال ملہم فرشتہ کی دعوت کے ذریعہ حق تعالیٰ کی جانب سے پیدا ہوتا ہے انہیں الہام کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پھر جو خطرہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہے وہ برائی ہوتا ہے تاکہ بندہ اس کے ذریعہ گمراہی میں مبتلا ہو اور راہ حق سے پھسلے کبھی دھوکے

Marfat.com

میں ڈالنے کی غرض سے بظاہر نیک بھی ہوتا ہے۔ دراصل شیطان بھیڑیے کی مانند ہوتا ہے اگر تم اس کو ایک جانب سے روکو تو دوسری طرف سے آ گھستا ہے اور جو خطرہ قلب میں ہوائے نفس سے پیدا ہوتا ہے اسے وسوسہ کہا جاتا ہے یہ فضول روی اور بری چیزوں کے متعلق ہوتا ہے تاکہ بندہ امر خیر سے رکا رہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ہوائے نفس چیتے کی مانند ہے جب تک اسے سخت شکست نہ دی جائے اور اس کے ساتھ شدت کا معاملہ نہ کیا جائے مغلوب و مرعوب نہ ہوگی۔ بصیرت کا مطلب یہ ہے کہ اس ارادے میں غور و تامل کرے کہ اچھا اور خیر ہے یا کہ برا ہے اور آخرت میں اس پر ثواب ملنے کی امید ہے یا نہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ابلیس بندے کو مندرجہ ذیل سات قسم کے دھوکوں سے گمراہ کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے:

1- عبادات و طاعات سے روکتا ہے۔

2- پھر کہتا ہے چلو آج رہنے دو یہ کام کل کر لینا۔

3- یا کہتا ہے اچھا عبادت جلدی جلدی کر لو تاکہ فلاں کام کیلئے فارغ ہو سکو۔

4- اگر یہاں بھی کامیاب نہ ہو تو ریا میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

5- اگر یہ تیر بھی کامیاب نہ ہو تو پھر عجب (تکبر و غرور) میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

6- اگر ابلیس کے یہ تمام داؤ کامیاب نہ ہوں تو پھر ایک چھٹے راستے سے آتا ہے کہ اے نیک بندے! تو لوگوں سے پوشیدہ نیک اعمال میں کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بخود تیرے اعمال خیر کو لوگوں میں مشہور کر دے گا یا مشتہر کر دے گا۔ یعنی یوں بندے کو ریا میں مبتلا کرنا ہوتا ہے۔

7- اب بھی اگر ابلیس کامیاب نہ ہو تو پھر ایک آخری داؤ لگاتا ہے کہ انسان کے نیک و بد ہونے کے متعلق روز ازل میں فیصلہ ہو چکا ہے جو اس روز بروں میں ہو گیا ہے وہ برا ہی رہے گا اور جو اچھوں میں ہو گیا تو وہ اچھا ہی رہے گا۔ تمہارے اعمال نیک و بد سے فیصلہ ازل سے ہرگز فرق نہ آئے گا۔ ان حالات سے پتہ چلتا ہے کہ بندے کا معاملہ کتنا نازک

Marfat.com

اور اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمہ وقت دعا گناں رہنا چاہئے کہ ابلیس کے مکروفریب سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین

اگر کسی کو یہ خیال آئے کہ آ جا کر میرا موضوع صرف شیطانی مکروفریب بتانا ہی کیوں ضروری ہے۔ پہلے امام ابن الجوزیؒ کے ارشادات اور اب امام غزالیؒ کے بتائے ہوئے شیطانی مکروفریب کو موضوع بنالیا ہے تو بات دراصل یہ ہے کہ شیطان اور آدمؑ اور اولاد آدم کے مابین روز ازل ہی سے دشمنی جاری ہے۔ ابلیس نے شروع دن ہی کہہ دیا تھا کہ میں آدم اور اس کی اولاد کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔ وہ اپنے اس دعوے میں بہت حد تک کامیاب بھی ہوا اور اس نے اپنے ہتھکنڈوں اور چالوں سے ایک کثیر مخلوق کو راہ ہدایت سے بھٹکا دیا۔ البتہ خدا تعالیٰ کے نیک اور مخلص بندے جن کو اللہ نے توفیق دی وہ اس کے جال میں پھنسنے سے بچ گئے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ترجمہ: اور شیطان نے ان کے بارے میں اپنا خیال سچا کر دکھایا کہ مومنوں کی ایک جماعت کے سوا وہ سب اس کے پیچھے چل پڑے۔ (سورۃ سباء 20)

شیطان کا ایک بڑا حربہ اور اس کا آزمایا ہوا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر شخص کی نفسیات کے مطابق چالیں اختیار کرتا ہے۔ علماء کو ایک طریقہ سے زاہدوں، عابدوں اور صوفیوں کو دوسرے طریقہ سے۔ حکمرانوں اور صاحبان اختیار و اقتدار (بیوروکریٹس) کو کسی اور طریقہ سے اور عوام کو کسی اور ہی طریقہ سے گمراہ کرتا ہے۔ پھر ہر زمانہ میں اس کی چالیں بدلتی رہتی ہیں اور ہر دور میں وہ نئے نئے روپ بھروپ بدل کر آتا ہے اور فرزند آدم کو اپنے پھندوں میں پھنساتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی چال یہ ہے کہ وہ انسان کا دوست بن کر اور اس کا ہمدرد و خیر خواہ ظاہر کر کے اس کو گمراہی کے گڑھے میں گراتا ہے اور انسان کو اس کی دشمنی اور اپنی تباہی کا بعد میں پتہ چلتا ہے، بلکہ اکثر اوقات تو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا اور شیطان اس طرح اس کا غمگسار اور ہمدرد بنا رہتا ہے اور وہی بات کہتا ہے جو اس نے آدم اور حوا سے قسم کھا کر کہی تھی کہ اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ یعنی میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں۔ بسا اوقات

Marfat.com

یہ والیان ملک کو وزیروں اور مشیروں کے روپ میں گمراہ کراتا ہے۔ اس لیے داناؤں کا قول ہے کہ جتنے منہ اتنی باتیں یعنی جتنے صلاح کار زیادہ ہوں گے حکمران کے گمراہ ہونے کے اتنے ہی زیادہ امکان ہوں گے۔

شیطان جیسے مکار دشمن کی فتنہ سامانیوں اور تباہ کاریوں سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ اس کی اصل فطرت وسیاست سے واقفیت حاصل کی جائے اس کے مخفی ہتھکنڈوں اور چھپی چالوں سے باخبر رہا جائے۔ انسانی تاریخ میں اس نے جن لوگوں کو اپنے مکروفریب سے بہکا کر تباہ کیا ہے اس کا علم حاصل کیا جائے اور ان کے انجام سے عبرت لی جائے۔ اپنے دشمن کو صحیح طور پر پہچاننا اور چالبازیوں سے آگاہ ہونا ہی دراصل بچاؤ کی صورت ہے۔

حالیہ حکومت عدلیہ تنازع کا صرف ایک واقعہ پیش کرنا چاہوں گا قائد محترم نے ایڈنبرا (برطانیہ) جانے سے قبل یہ تنازع تقریباً ختم کر لیا تھا مگر ابھی وہ بیچارے جہاز میں سوار بھی نہیں ہو پائے تھے کہ بعض مشیروں نے خوف دلوایا کہ ان سات ''دوستوں'' کا کیا بنے گا جنہوں نے ہمارا ساتھ دیا تھا۔ بس پھر نقشہ ہی بدل گیا اور بعد میں جو کچھ ہوا اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ ایک گھر کا سربراہ بھی بمنزلہ وزیراعظم ہوتا ہے۔ کسی خاندانی تنازع میں اکثریت کی رائے ایک طرف ہو تو سربراہ کو اسے تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے ورنہ گھریلو امن وامان تباہ ہو کر رہ جائے گا۔

اندریں حالات امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مضمون بعنوان شیطانی مکروفریب کو یہاں بیان کرنے کا اصل مقصد صرف یہی ہے کہ ہمارے قائد کو جب کبھی کوئی ایسی مشکل پیش آئے تو امام کے بتائے ہوئے ان اصولوں سے رہنمائی حاصل کر لیا کریں۔

اس خط کی وساطت سے اپنے قائد محترم کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اس نو ماہ کے عرصہ میں حکومت کی کارکردگی سے عوام بالکل مطمئن نہیں۔ ملک میں کرپشن، بدنظمی، مہنگائی انتشار اور اضطراب کا دور دورہ ہے۔ اس لیے حکومت کے اردگرد ارباب بست وکشاد کو پہلے سے کہیں زیادہ توجہ اور محنت کی ضرورت ہے۔ عدم استحکام کی موجودہ صورت حال کو بلا تاخیر

Marfat.com

بدلنے کی اشد ضرورت ہے۔ مندرجہ ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ دینا اور دھیان کرنا ہوگا۔ موجودہ نازک وقت کا یہی اہم تقاضا ہے۔ اگر کوئی بات بار خاطر ہو تو اس سے صرف نظر کر لینا۔ اس وقت میرا اپنا حال یہ ہے کہ

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

اس وقت حکومت کے متعلق عوام میں جو تاثرات پائے جاتے ہیں ان کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا اور ساتھ ساتھ اصلاح احوال کیلئے کچھ تجاویز بھی دوں گا۔

بے مثال انتخابی مینڈیٹ کے بعد

جناب میاں صاحب کے سابق دور حکومت بطور وزیر اعلیٰ پنجاب اور پھر وزیر اعظم پاکستان کی کارکردگی سے عوام مطمئن تھے۔ لوگ پر امید تھے کہ اب بھی ان کی تمام مشکلات حل ہو جائیں گی مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ آج کی صورت حال یہ ہے کہ پاکستان کا بچہ بچہ مہنگائی کے ہاتھوں عاجز آ چکا ہے۔ کاروبار بند ہیں۔ عام دکاندار سے لے کر بڑے دکاندار تک اور مینوفیکچرز سے لے کر جنرل سٹور والوں تک۔ گویا زندگی کے ہر شعبہ میں عدم اطمینان کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے اور وہ تمام کا تمام مینڈیٹ موجودہ حکومت کے خلاف ہو رہا ہے۔ امن و امان کی صورت نہایت ابتر ہے۔

نجکاری

ہزاروں کی تعداد میں روزگار لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں۔ بے روزگار لوگ تخریب کاری اور دہشت گردی نہ کریں گے تو اور کیا کریں گے؟ موجودہ نظام کی اصلاح کر کے آؤٹ پٹ (Out put) بڑھانی چاہئے۔ ہر یونٹ کو نفع بخش بنانے کیلئے انقلابی کارروائی کرنی چاہئے۔

ڈاؤن سائزنگ

نجکاری کے بعد اب سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں تخفیف عملہ کی جا رہی ہے جس

Marfat.com

سے ملازمین میں بددلی اور موجودہ حکومت کے خلاف نفرت کے احساسات پیدا ہو رہے ہیں۔ بے روزگاروں کا ایک ایسا طوفان اٹھے گا جس کا مقابلہ کرنا ناممکن ہوگا۔ اگر یہ قدم اٹھانا ناگزیر ہے تو ملازمین کیلئے متبادل روزگار کا قبل از وقت بندوبست ہونا چاہئے۔

گولڈن ہینڈ شیک

اس سکیم سے بھی لوگ ناخوش ہیں۔ چند سکوں کے عوض روزگار سے محروم ہونا اور آگے کوئی باعزت ذریعہ روزگار نہ ملنے کئی طرح کی گھریلو پریشانیاں پیدا ہو رہی ہیں اس کا دوسرا بڑا نقصان یہ ہوگا کہ نیک تجربہ کار اور مستعد ملازمین کے چلے جانے سے دفتری کارکردگی بہت بری طرح سے متاثر ہوگی۔ دفاتر میں پہلے ہی نااہل ملازمین بکثرت پائے جاتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے ایسے لوگ بعد میں پچھتاتے ہیں۔ وہ رقم تو چند ماہ بعد ہی ادھر ادھر ہو جاتی ہے پھر مایوسی امڈ آتی ہے۔ نااہل راشی، بددیانت تخریب کار کبھی دفتر نہ چھوڑیں گے۔

آئی ایم ایف کا عفریت

مانا کہ ہمارا ملک امریکہ کا مقروض ہے۔ کاروبار مملکت کو چلانے کیلئے اور پچھلے قرضے چکا کر نئے قرضے لینا ناگزیر ہوگا۔ مگر ہر گھر والا اپنے گھر کا سربراہ بمنزلہ وزیراعظم ہوتا ہے۔ اگر اسے مالی دشواری سے سابقہ پڑ جائے تو کیا وہ اپنا گھر یا اپنے گھر کے تمام اثاثے بلکہ گھر بھی نیلام کر دے اور خود اہل خانہ کے ساتھ خانہ بدوش ہو جائے یا اسے گھر کو بچانے کیلئے کوئی ٹھوس حکمت عملی اور منصوبہ بندی کرنی چاہئے؟ تمام غیر ضروری اخراجات یکسر ختم کر دینے چاہئیں۔ فضول خرچی اور عیش و عشرت والے تمام سامان ترک کر دینے چاہئیں۔ قرض لے لے کر پہلا قرض اتارنا اور خود ہر وقت مقروض رہنے میں کہاں کی دانشمندی ہوگی؟ گاڑی، موٹر سائیکل کی بجائے سائیکل یا پیدل سوار ہو جانا چاہئے۔ گھر کے ہر فرد کو تمام غیر ضروری اخراجات ختم کر کے سربراہ خانہ کی مالی مدد کرنی چاہیے۔ یہ ہے باعزت طریقہ گھر کی عزت کو بچانے کا۔ ہماری حکومت کا تو یہ حال ہے کہ آئی ایم ایف یا دیگر قرض خواہ اداروں کا قرض اتارنے کیلئے نئے قرضے لیتے ہیں۔ بینک کی ٹرم میں شاید اسے

Marfat.com

"Re-schedule" کہتے ہیں۔قرض اتارنے کیلئے بینک، ملیں، صنعتیں، اہم ادارے، سرکاری زمینیں عمارات موٹریں تک نیلام ہورہی ہیں۔کہیں نجکاری ہورہی ہے کہیں ڈاؤن سائزنگ کرکے روزگاروں کو بیروزگار کرکے اپنے خلاف کیا جارہا ہے۔اس طرح ہم کبھی قرضوں سے نجات حاصل نہیں کرسکتے اور ہم آزادانہ باعزت زندگی بھی نہیں گزار سکتے۔

محترمی جناب وزیراعظم صاحب اگر اب بھی کثیر مقدار میں حصول مینڈیٹ کے بعد کوئی انقلابی قدم نہ اٹھایا گیا تو پھر یہ موقعہ کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ہمارا ملک بدستور غیر ممالک کے ہاں اسی طرح گروی رہے گا۔ہم محض مادھو کا بت بنے رہیں گے۔ہمارا بال بال بیرونی قرضوں میں جکڑا ہوا ہے مگر ہم نے اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے انقلابی اقدام اٹھانے کی ضرورت کو کبھی محسوس نہیں کیا۔چند ایک تجاویز پیش ہیں بظاہر یہ ایک مجذوب کی بڑ سمجھیں یا بیوقوفی اور ناتجربہ کاری سمجھیں مگر ایک بات یاد رکھیں اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار بھی نہیں۔نجکاری کرنی ہی ہے تو ایسے اداروں کی کریں جہاں سے کثیر مال ملے اور کارکن بھی متاثر نہ ہوں۔ایوان صدر، وزیراعظم ہاؤس، چیف منسٹر ہاؤسز، گورنر ہاؤسز دیگر اسی نوع کے محلات کو بذریعہ نیلام عام فروخت کردیا جائے۔ایک اخباری رپورٹ کے مطابق امسال ایوان صدر پر ایک ارب 35 کروڑ، وزیراعظم ہاؤس پر ایک ارب اور وزیراعظم سیکرٹریٹ پر ایک ارب 80 کروڑ روپے خرچ کیے گئے ہیں اور یہ عرصہ دراز سے جاری ہے۔یوں کھربوں روپیہ فضول خرچ کیا جارہا ہے۔ایک طرف تو ہماری حکومت آئی ایم ایف کے مقروض ہونے کا رونا روتی ہیں اور دوسری طرف ایسی عیاشیاں اور فضول خرچیاں کرتی ہے۔ہم رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے طرز حکومت کو آخر کیوں نہیں اپناتے؟اس لیے آج وقت کا اہم تقاضا ہے کہ ایسے تمام ادارے مرکز میں شاہ فیصل مسجد میں منتقل کردیئے جائیں اور ایسے تمام اداروں کی نجکاری کردی جائے اور نچلی سطح پر بھی مساجد میں ڈیرے ڈال لیے جائیں۔خود حضور نبی اکرم ﷺ کی مثال ہمارے سامنے ہے کثیر فتوحات کے بعد بھی مسجد نبوی ہی سے تمام فیصلے صادر ہوتے رہے۔ہم ایسا کیوں نہیں

Marfat.com

کر سکتے؟ اس سادگی اور طرز عمل کو غیر لوگ طعنہ و تشنیع کی بجائے حیرت اور تعجب کی نظر سے دیکھیں گے۔ یوں کھربوں روپیہ ملے گا اور قرض اتر جائیگا۔ کاروں کی درآمد بند کر دی جائے۔ سائیکل کا استعمال حکماً کرایا جائے۔ پٹرول کی بچت کی جائے۔ سامان آرائش و تعیش کی درآمد بند کر دی جائے۔ بلکہ طرز حکومت میں بھی انقلابی تبدیلیاں لانی موجودہ وقت کا ایک اہم تقاضا ہے۔ قصر صدارت کے اخراجات کم ہونے چاہئیں۔ ایوان بالا ایوان زیریں کی کیا ضرورت ہے؟ ہمیں پوری نیک نیتی اور خلوص دل سے حضور نبی اکرم ﷺ کے طرز حکومت کو اپنانا چاہیے۔ مرکز میں وزیر اعظم کے ساتھ چند دیندار، صحت مند مشیر ہوں۔ اسی طرح صوبوں میں ہو۔ یہ صدر اور گورنر جنہیں آپ خود منتخب کر کے اپنے سر پر بٹھا کر پھر مداری کا تماشا دیکھتے ہیں اس سے ملک وملت کی کونسی خدمت ہوتی ہے۔ صوبوں میں تمام گورنرز ایک نمائشی انسٹرومنٹس ہیں۔ تمام گورنرز اور وزراء اعلیٰ ہاؤسز کی نجکاری کی جائے تو اربوں روپیہ مل سکتا ہے۔ جناب میاں صاحب! یوں عوام میں آپ کو ایک غیر معمولی مقبولیت ملے گی اور آپ کا نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائیگا۔ اس کے علاوہ ملک میں تقریباً 4 کروڑ غیر کاشتہ سرکاری اراضی پڑی ہوئی ہے۔ یہ زمین مالکانہ حقوق کی بنیاد پر نیلام کر دیں ہمیں روپیہ بھی ملے گا۔ بے روزگاری بھی ختم ہوگی اور زرعی اجناس کے اعتبار سے ہم خود کفیل بھی ہوں گے۔ حیرانگی کی بات ہے کہ ایسے انقلابی قدم کیوں نہیں اٹھائے جاتے۔ محترمی جناب میاں صاحب! اللہ تعالیٰ نے آپ کو یونہی ملک پاکستان کا وزیر اعظم نہیں بنا دیا۔ یقیناً آپ سے خاص انقلابی تبدیلیاں کرانی مقصود ہیں۔ آپ کو حسن و جمال دیا۔ صحت و تندرستی دی۔ ایمانی قوت دی۔ عزت و وقار دیا کیا یہ عطیات خداوندی محض رائیگاں جائیں گے؟ نہیں! نہیں!! میاں صاحب!!! اب آپ کو تمام شیطانی قوتیں پامال کر دینی چاہئیں۔ اگر آپ کا مقصد خیر ہوگا...... اور یقیناً ہے تو ابلیس لعین کے تمام مکر و فریب بے اثر ہو کر رہ جائیں گے۔

Marfat.com

خوف شر کیوں ہو اگر خیر ہے مقصد تیرا
تیری تسخیر نو ابلیس کو لرزاں کر دے
(اقبالؒ)

جناب میاں صاحب! آج ملک میں صدر آپ کا ہے اور باقی ادارے بھی اللہ کے فضل وکرم سے آپ کے مددگار ومعاون ہیں۔ ایسی خوش کن اور مددگار صورت حال پھر شاید کبھی پیدا نہ ہو۔ یہ بات تو میں نے اداروں کے متعلق کہی ہے۔ عوام کے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے ایک خاص قسم کی عزت کا مقام عطا فرمایا ہے۔ بالخصوص طبقہ نسواں تو آپ کا بے حد مداح ہے۔ اگر آج آپ اعلان فرمائیں کہ ملک کو بیرونی قرضوں سے نجات دلوانے کیلئے خواتین اپنی جمع پونجی اور زیور دے دیں تو مجھے یقین ہے منوں ٹنوں سونا آپ کے قدموں میں نچھاور ہو جائے گا۔

سونا اس کے قدموں میں نچھاور ہو جائے گا

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پاکستان بزنس فورم نے ملکی وغیر ملکی قرضوں سے نجات حاصل کرنے کیلئے سرکاری املاک اور اراضی تارکین وطن پاکستانیوں کو فروخت کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ غیر ممالک میں مقیم پاکستانیوں کے پاس 65 ارب ڈالر کے قریب سرمایہ ہے اور وہ اپنے آبائی ملک میں سرمایہ کاری کیلئے تیار بھی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت تارکین وطن کا اعتماد حاصل کرے۔ فورم نے مزید کہا ہے کہ حکومت سرکاری املاک کی قیمت اخبارات میں شائع کرے اور مقررہ قیمت سے 20 فیصد اضافی قیمت کی بولی دینے والے کو سرکاری اراضی واملاک فروکت کردی جائیں۔

بیوروکریٹس

ان کی تذلیل اور رسوائی جتنی موجودہ دور حکومت میں ہو رہی ہے اتنی کبھی کسی سابق حکومت کے دور میں نہیں ہوئی۔ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اخبارات میں ایسی خبریں ہر آئے دن شائع ہوتی رہتی ہیں۔ حکومت کو احساس ہونا چاہئے کہ ان کی تمام

Marfat.com

پالیسیوں کا نفاذ انہی افسران نے کرنا ہے۔ اگر یہ افسر خوش دل نہ ہوں گے تو حکومت کی تمام پالیسیاں فیل ہو کر رہ جائیں گی۔ سی ایس پی، انجینئرز، ڈاکٹرز وغیرہ افسران غیر معمولی طور پر ذہین و فطین ہوتے ہیں۔ ان کے علم، تجربہ اور فن سے گورنمنٹ کو ہر طرح کی حکمت عملی سے مستفید ہونا چاہیے۔ تمام افسران کرپٹ نہیں ہوتے۔ ان کی عزت نفس اور وقار کا خیال رکھنا گورنمنٹ کا فرض ہے۔ جس طرح وزیروں مشیروں سے جناب وزیر اعظم صاحب میٹنگ کرتے ہیں۔ مہینہ میں ایک بار باری باری ہر شعبہ کے افسران اور عملہ کو چائے پر بلا کر ان سے بھی مشورے کرنے چاہئیں۔ کچھ ان کی سنیں کچھ اپنی سنائیں۔ پھر ''خوشدل مزدور کنا کار بیش'' والی بات ہو جائے گی۔ ان کا حکومت پر اعتماد بڑھے گا۔ ان کی ضروریات زندگی کو موجودہ مہنگائی کے دور میں پوری کرنے کا خاطر خواہ بندوبست کرنا چاہیے تا کہ کرپشن کی انہیں ضرورت ہی نہ پڑے۔

دفتری نظام کی اصلاح

دفتری اور عدالتی نظام میں فرسودہ اور از کار رفتہ طریق کار کو آسان اور سہل الحصول بنایا جائے۔ آج تک برٹش گورنمنٹ کے انڈیا ایکٹ 1935ء کے پروفارمے اور طریقے رائج ہیں۔ ان کی جگہ آسان قوانین وضوابط رائج کیے جائیں جس سے عوام کی مشکلات دور ہونگی۔ عدالتوں اور دفتروں پر غیر ضروری بوجھ کم ہوگا۔ دونوں طرف امن وسکون ہوگا۔ اگر آپ یہ کام کرالیں تو عوام کی بے پناہ مشکلات ختم ہو جائیں گی۔ اس ضمن میں ایک کمیٹی بنائی جائے جو فرسودہ اور مشکل قوانین کی جگہ آسان قوانین تجویز کرے۔

بنجر قدیم وجدید سرکاری اراضی کی آبادی

اس وقت پاکستان میں تقریباً چار کروڑ ایکڑ زمین بے کار پڑی ہوئی ہے۔ اس سے بھرپور استفادہ کرنا چاہیے۔ اندرون اور بیرون ملک سے درخواستیں طلب کی جائیں اور یہ زمین بذریعہ نیلام عام مالکانہ حقوق کی بنیاد پر تقسیم کردی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ برطانیہ، امریکہ، فرانس، سعودی عرب وغیرہ سے پاکستانی اتنی رقم پاکستان لے آئیں گے کہ ڈالروں

Marfat.com

اور پونڈوں کے ڈھیر لگ جائیں گے۔ اس موضوع پر بندہ کے کتابچہ ''ارض موات'' سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے رہا کر کے اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر ملک کی معاشی بدحالی کے متعلق مشورہ کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے وزیر خزانہ بنا دے میں قوی الامین ہوں قحط پر کنٹرول کر سکتا ہوں۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ آپ علیہ السلام نے ملک میں واقع تمام بنجر قدیم سرکاری اراضی مالکانہ حقوق کی بنیاد پر آباد کرائی جس سے کثیر مقدار میں غلہ پیدا ہوا۔ اردگرد کے ممالک میں قحط پڑ گیا ان کا غلہ خوب بکا جس سے حکومت کا خزانہ بھر گیا۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ وزیر خزانہ اور وزیر تجارت میں کون کون سی صفات ہونی چاہئیں۔ نیز یہ کہ بنجر اراضی کو آباد کاری کے لیے نہری پانی مہیا کرنا اشد ضروری ہے لہٰذا کالا باغ ڈیم کی تعمیر جو عرصہ سے سیاسی وجوہات کی بنا پر رکی ہوئی ہے فوراً شروع کر دینی چاہیے اور اس ضمن میں کسی طرح کے بھی اختلافات کو خاطر میں نہیں لانا چاہیے۔

شہری آبادی میں روزافزوں اضافہ باعث تشویش ہے:

اس تشویش کو دور کرنے کے صرف دو ہی طریقے ہیں یا تو اب مزید آبادی میں اضافہ روکنے کیلئے کوئی ٹھوس اور قابل عمل منصوبہ بندی ہو۔ یا پھر پیداواری وسائل میں اسی تناسب سے اضافہ کرنے کا کوئی بندوبست ہو۔ ورنہ وہ دن دور نہیں ہوگا جب بندہ بندے کو کھا جائے گا۔ بڑے بڑے شہروں میں اس وقت آبادی میں اضافہ پر کوئی چیک یا کنٹرول نہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں دیہاتوں سے لوگ شہروں میں منتقل ہو رہے ہیں۔ کچی آبادیاں بنائی جا رہی ہیں۔ بھکاریوں کی کثیر تعداد الگ ہے جو چوراہوں اور گھروں میں مانگتے پھرتے ہیں جن سے لوگ سخت نالاں ہیں۔ جواری، راشی، دھوکہ باز، سٹہ باز چور اچکے، تخریب کار، دہشت گرد انہی بستیوں سے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ لاہور شہر کا سروے کرا کر تمام غیر ضروری لوگوں کو دیہاتوں کی طرف لوٹا دینا چاہیے۔ بھکاریوں کا بھی سروے کرایا جائے اور ان کیلئے الگ بستیاں بسائی جائیں اور انہیں روزگار مہیا کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ ان کی مردم شماری ہو۔ ان کے شناختی کارڈ ہوں۔

Marfat.com

دینی مدارس اور فرقہ واریت

صرف لاہور شہر میں ہی سینکڑوں دینی مدارس ہیں جن میں صوبہ سرحد، ڈیرہ اسماعیل خان، افغانستان، آزاد کشمیر اور نہ جانے کہاں کہاں سے طلباء تعلیم حاصل کرنے آئے ہوئے ہیں جن کی سرپرستی بعض نامی گرامی دینی جماعتیں کرتی ہیں۔ یہ طلباء جلسے جلوس نکال کر حکومت کیلئے امن وامان کے مسائل پیدا کرتے ہیں کیا کبھی کسی حکمران یا منتظم کو ایسی صورت حال پر غور کرنے کی فرصت ملی ہے؟ یہ ادارے محض دینی تعلیم کا ڈھونگ رچائے ہوئے ہیں۔ ہمارا ہی کھاتے اور ہمیں ہی گھورتے ہیں۔ روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ 30 دسمبر 1997ء نے صوبہ پنجاب کے ایک حساس ادارے کے حوالہ سے چونکا دینے والی رپورٹ شائع کی ہے جس کے مطابق اس وقت صرف پنجاب میں 751 دینی مدارس ہیں جو فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں جن میں سے 710 دینی مدار کو غیر ملکی امداد ملتی ہے۔ یہ ادارے طلباء کو اسلحہ لائسنس بھی بنوا کر دیتے ہیں۔ ان مدارس میں کرم ایجنسی گلگت اور جھنگ وغیرہ کے علاقوں سے آئے طلباء کی تعداد زیادہ ہے۔ اس ضمن میں تجویز ہے کہ ایسے تمام دینی اداروں کا نہایت سختی سے محاسبہ کیا جائے اور ایسے تمام ادارے بلا رو رعایت نہایت سختی کے ساتھ شہروں سے نکال کر انڈو پاک بشمولہ کشمیر، افغانستان شمال مغربی سرحد صوبہ وغیرہ کی سرحدات پر منتقل کر دیئے جائیں اور ان کے جملہ انتظامات رینجرز کے سپرد کر دیئے جائیں۔ جہاں ایک "فل فلیج ایجوکیشن" ڈیپارٹمنٹ اسٹبلش کیا جائے۔ اگر یہ تجویز نافذ کر دی جائے تو مجھے یقین ہے کہ ہمارے ملک میں دہشت گردی کا پوری طرح سے قلع قمع ہو جائے گا۔ امن وامان کے تقریباً تمام مسائل از خود ختم ہو جائیں گے۔ اس ضمن میں جتنی بھی رکاوٹیں راہ میں آئیں وہ نیست ونابود کر دینا چاہئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر شہر کا سروے کیا جائے اور جو مزدور لوگ پچھلے دس سال سے خواہ مخواہ شہروں میں آن بسے ہیں انہیں واپس بھجوانا ضروری ہے۔ دیہاتوں کی "مین پاور" شہروں میں آنے کی وجہ سے گاؤں کے زمینداروں کو کھیتوں میں کام کرنے والے لوگ نہیں مل رہے جس کی وجہ سے

Marfat.com

فصلات بروقت سنبھالنی ناممکن ہوگئی ہیں۔ دیہاتوں سے شہروں کی طرف نقل مکانی کو سختی سے چیک کرنے کی ضرورت ہے۔

شرح خواندگی

ترقی یافتہ ممالک کے مقابلہ میں ہمارے ملک کی شرح خواندگی نہایت کم ہے۔اس کی سب سے بڑی وجہ ہماری معاشی ابتری ہے۔ایک غریب خاندان کے اگر چار یا چھ بچے سکول گوئنگ عمر میں ہیں تو ان کے والدین انہیں سکولوں کی بجائے ورکشاپس وغیرہ میں بھیجنا پسند کریں گے اس لیے کہ ایسے سب بچے شام کو کچھ نہ کچھ کما کر لائیں گے تو ان کے گھر کے اخراجات پورے ہوں گے۔سکول میں جانے سے انہیں کیا ملے گا؟ شرح خواندگی بڑھانے کیلئے ضروری ہے کہ ایسے گھرانوں کی پہلے معاشی حالت بدلی جائے۔

انصاف دہلیز پر پہنچانے کی باتیں

روزنامہ نوائے وقت لاہور کی ایک رپورٹ کے مطابق صوبے بھر کی سیشن عدالتوں کے علاوہ مختلف خصوصی، سول اور جوڈیشل مجسٹریٹوں کی پانچ سو سے زائد عدالتوں سے ہر روز ڈیڑھ لاکھ سے زائد سمن اور وارنٹ جاری ہوتے ہیں۔فاضل عدالتوں میں روزانہ 30 ہزار سے زائد مقدمات اور دعوؤں کی سماعت ہوتی ہے۔جبکہ سیشن اور خصوصی عدالتوں سے ہر روز دو ہزار افراد کی ضمانت قبل از گرفتاری عبوری طور پر منظور کی جاتی ہے۔فاضل عدالتوں میں طلب کیے جانے والے ہزاروں گواہوں میں سے صرف بیس فیصد گواہ پیش ہوتے ہیں جبکہ فاضل عدالتوں میں ہر روز صوبے بھر کی جیلوں سے تین ہزار کے لگ بھگ ملزموں کو لا کر پیش کیا جاتا ہے۔

عوام کو گھر پر انصاف دلوانے کیلئے ضروری ہے کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر مندرجہ ذیل افراد کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔

1-علاقہ کا ایم این اے یا ایم پی اے (چیئرمین)

2-چیئرمین یونین کونسل یا اس کا نمائندہ۔

Marfat.com

3-اسی گاؤں کے دو نامزد ممبران جو متاثرہ پارٹی خود نامزد کرے۔

مذکورہ کمیٹی ابتدائی طور پر دونوں پارٹیوں کے درمیان پورے خلوص اور کوشش کے ساتھ صلح وصفائی کرانے کی سعی کرے۔ اگر ناراض پارٹی عدالت کا رخ کرتی ہے تو علاقہ مجسٹریٹ یا سول جج جیسا بھی کیس ہو خود علاقہ میں موقع پر جائے۔ مسجد میں عدالت لگائے، وہاں سب لوگ باوضو ہوں اور اللہ کو حاضر ناظر جان کر تنازع کا فیصلہ انصاف کے مطابق کردیں۔ پھر بھی اگر کوئی اپیل میں جاتا ہے تو اپیلاٹ اتھارٹی بھی اس گاؤں کی مسجد میں جا کر سماعت کر کے حتمی فیصلہ دے دے۔ اگر مجسٹریٹس کی کمی ہو تو اعزازی مجسٹریٹ کا تقرر بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح سے عملاً عوام کو سستا اور گھر کی دہلیز پر انصاف مل سکتا ہے۔ باقی سب باتیں ہی باتیں ہیں۔

وزیراعظم پاکستان کے پاس بھی کھلی کچہری میں اگر کوئی سائل آئے تو ضروری ہدایات کے ساتھ اسے حکم دیا جائے کہ وہ اپنے علاقہ کی کمیٹی کے پاس اپنا کیس لے کر جائے اور وہاں سے انصاف طلب کرے۔ جناب وزیراعظم خود بھی گاہے بگاہے ایسی کمیٹیوں کی کارکردگی کا جائزہ لیتے رہیں۔ اس طرح سے علاقائی کمیٹیاں مستعد اور فعال رہیں گی۔

ایک تجویز یہ بھی ہے کہ بعض حضرات کی طرف سے اخبارات میں ملکی احوال کی اصلاح کیلئے نہایت مفید اور قابل عمل تجاویز آتی رہتی ہیں جن کو نظر انداز کرنا کسی طرح سے بھی مستحسن نہیں ہے۔ ان کی تجاویز حکومتی لالچ اور دیگر طمع وحرص سے مبرا ہوتی ہیں ان سے استفادہ نہ کرنا کوئی دانشمندی نہیں ہے۔ پی ایم سیکرٹریٹ میں چند پڑھے لکھے دوستوں کی ڈیوٹی لگائی جائے جو ایسے مضامین میں دی گئی تجاویز کا مزید جائزہ لیں اور اگر ضرورت پڑے تو صاحب مضمون کو خود ملیں یا اسے بلوائیں ایک جامعہ مگر مختصر رپورٹ وزیراعظم کو بھیجیں جن پر وہ اپنی اولین فرصت میں مزید کارروائی کریں۔ ٹھیک ہے وہ بے حد مصروف ہوتے ہیں تاہم انہیں اپنا نظام الاوقات وضع کرنے کیلئے ہندوستان کے مسلمان سلاطین کے معمولات زندگی سے استفادہ کرنا چاہیے مثلاً شیر شاہ سوری رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات

Marfat.com

زندگی اس طرح سے تھے تہائی رات رہتی کہ بیدار ہو جاتا۔ غسل کرتا، نوافل پڑھتا، نماز فجر سے پہلے درود و وظیفہ ختم کر لیتا۔ مختلف صیغوں کے حسابات دیکھتا، اس روز کا نظم عمل بناتا۔ پھر نماز فجر کیلئے وضو کرتا۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ پھر اذکار و اوراد میں مشغول ہو جاتا۔ نماز اشراق پڑھتا۔ لوگوں کی ضروریات معلوم کرتا افواج شاہی اور اسلحہ کا معائنہ کرتا۔ ملک کی روزانہ آمدنی اور مالیہ معائنہ کرتا اور دیگر ضروری امور سلطنت نپٹاتا۔

۳۸۔ انسانی سرشت میں کچھ رذیل خصائص بھی ہیں جن کے ذریعہ ابلیس انسان کو قعر مذلت میں پھینکنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے مثلاً غصہ، غیظ و غضب، بغض، کینہ، انتقام، حسد، فخر، غرور، تکبر وغیرہ بزرگان دین نے فرمایا ہے غصہ تھوڑی دیر کیلئے دیوانگی پیدا کرتا ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔ غصہ کا حد سے گزر جانا غیظ و غضب ہے۔ وقت کے حکام نے مخلوق خدا کو جب بھی غیظ و غضب کا نشانہ بنایا تو قدرت نے سخت انتقام لیا۔ بغض اور کینہ حقوق العباد سے باز رکھتا ہے جو شخص انتقام کے طریقے سوچتا رہتا ہے اس کے زخم ہمیشہ تازہ رہتے ہیں۔ حسد کی وجہ سے نفس عقل کو ڈھک لیتا ہے۔ حسد، حرص، ہوس، طمع سب نقطوں سے خالی ہیں۔ "چوں مرد پیرے شود حرص جواں می گردو۔" فخر، غرور اور تکبر یہ تواضع اور انکساری کی ضد ہیں۔

تکبر عزازیل را خوار کرد ۔ بزندان لعنت گرفتار کرد (شیخ سعدی)

متکبر اور مغرور کی فوری سزا یہ ہے کہ مخلوق کی نظروں سے گر جاتا ہے، اپنے اعمال کو اچھا اور زیادہ سمجھنا، گناہوں کو بھول جانا ہی فخر و غرور ہے۔ تکبر حق تعالیٰ کے ساتھ شرکت ہے۔ لوگوں کو حقیر سمجھنا بھی تکبر ہے۔

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشند

اظہار عجز

۳۹۔ حضرت انسان کی تخلیق کی غرض و غایت بس یہی ہونی چاہیے کہ

Marfat.com

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

(خواجہ میر درد)

(ک روب ی ان جمع ک روب ی کی ہے جس کے معنی مقرب فرشتے کے ہیں)

۴۰۔ یہ کتاب اس بات کو پیش نظر رکھ کر تالیف کی گئی ہے کہ

گر نیاید بگوش رغبت کس بر رسولاں بلاغ باشد و بس

(شیخ سعدی)

ترجمہ:

بات میں آئے نہ آئے تم کو رس قاصدوں کا کام پہنچانا ہے بس

دعا

یا احکم الحاکمین! یا رب العالمین!! ملک پاکستان کی موجودہ صالح اور باکردار قیادت کو ایسی بصیرت اور بصارت عطا فرما جس سے اس ڈگمگاتی اسلامی ریاست کو رسول ﷺ کی نظر کرم سے استحکام بخش سکیں۔ آمین!

دعا گو و دعا جو

میاں محمد سعید شاد

سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب

403-A رحمٰن پورہ کالونی، لاہور

فون:- 7578772-7561894

Marfat.com

وزیراعظم کے نام خط 15 اپریل 1997ء کی نقل

باسمہ ربی

چہل سال عمر عزیزت گزشت — مزاج تو از حال طفلی نگشت
بیا ایکہ عمرت ہفتاد رفت — مگر خفتہ بودی کہ برباد رفت

(شیخ سعدی)

تاریخ: ۹۷۔۴۔۱۵

واجب الاحترام جناب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیراعظم پاکستان

موضوع: والیان ملک وصاحبان اختیار و اقتدار (Bureaurcats) پر تلبیس ابلیس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ۵۱۲ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۵۹۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ آپ کی مجالس وعظ میں حکمران، خلفاء، وزراء اور اکابر علماء بڑے ذوق وشوق سے شرکت کرتے۔ تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگ غش کھا کھا کر گرتے۔ لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں اور آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔

(۲) آپ تقریباً تین صد کتب کے مصنف تھے۔ ان میں سے آپ کی کتاب تلبیس ابلیس (TALBEES-E-IBLEES) (شیطانی مکروفریب) کو بہت شہرت ملی جس میں آپ نے بتایا ہے کہ ابلیس لعین کس طرح سے حاکموں، عالموں، عابدوں، زاہدوں، صوفیوں صحبان، اختیار و اقتدار اور عوام کو بہکاتا اور باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کر کے ان کو گمراہ کر کے ملک میں انتشار، افراتفری پیدا کر دیتا ہے۔

(۳) اسی کتاب کے باب ہفتم میں امام صاحبؒ نے وضاحت فرمائی ہے کہ وہ کون سے ایسے بارہ مکروفریب ہیں جن کے ذریعہ ابلیس والیان ملک کو گمراہ کرتا ہے۔ شاید ہم آج تک بے خبر رہے ہے کہ وہ کون سی وجوہات تھیں جن کے باعث پچھلے پچاس سال سے ہمارے حکمران اندرونی سازشوں کا شکار ہوتے رہے۔ مگر یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ہمارے حکمرانوں کے زوال کی سب سے بڑی وجوہات وہی تھیں جن کی نشاندہی جناب امام صاحبؒ اپنی

Marfat.com

کتاب تلبیس ابلیس میں آج سے تقریباً نو سو سال پہلے فرما چکے ہیں۔

(۴) اندریں صورت حال، دل نے چاہا کہ پاکستان کے موجودہ حکمرانوں اور بیورو کریٹس کو جناب امام صاحب کے بیان کردہ شیطانی مکروفریب سے فوراً آگاہ کرنے چاہیۓ جن کے ذریعے ابلیس لعین حکمرانوں کو گمراہ کر کے بالاخر معزول کراتا ہے۔ اس موضوع پر بندہ نے قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا تو وہاں سے بھی بہت اچھی باتیں ملیں۔ تاریخ کی طرف رخ کیا تو حضرت علی کا وہ بے مثال اور معرکتہ الاراخط بھی ملا جو آپ نے جناب مالک اشتر گورنر مصر کو بطور "دستور حکومت" لکھا تھا۔ یہ ایک ایسی دستاویز ہے کہ اگر کوئی حکمران صرف اس پر ہی عمل کرے تو شیطانی مکروفریب سے یقیناً مامون ومحفوظ رہ سکتا ہے۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ کے وہ خطوط بھی پڑھنے کو ملے جو آپ نے اپنے گورنروں کو سرکاری طور پر لکھے تھے۔ یہ خطوط بھی حکمرانوں اور گورنروں کیلئے مشعل راہ ہیں نیز حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے وہ جرات مندانہ سرکاری خطوط بھی زیر مطالعہ آۓ جو انہوں نے سلطنت مغلیہ کے زوال پذیر حکمرانوں اور امراء وزراء کو لکھے۔ ان میں سے جو باتیں مفید اور ملک پاکستان کے حسب حال پائیں۔ ان کو یکجا کر دیا گیا ہے اور آخر میں قومی احوال کی اصلاح کے لئے تجاویز بھی دی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے جب کہ وقت آنے پر شاید دوسری تجاویز بھی زیر غور آجائیں۔

(۵) اللہ رب العزت خوب جانتا ہے یہ کام یعنی تالیف کتاب محض جذبہ حب الوطنی کے تحت کیا گیا ہے۔ کوئی ذاتی لالچ، غرض یا طمع پیش نظر نہیں۔ ہاں البتہ ایک تمنا ضرور ہے وہ یہ کہ آپ کوئی ایسا بندوبست فرمادیں کہ آپ کی حکومت کا ہر فرد بلکہ عدلیہ کے جج صاحبان بھی اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں نیز پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں، کالجوں، سکولوں اور لائبریریوں کے لئے اس کتاب کے چند نسخے خرید کر رکھنے لازمی قرار دیئے جائیں تاکہ ہمارے اساتذہ، طلباء اور عوام بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

(۶) محترم المقام جناب میاں صاحب! مجھے پتہ ہے آپ بے حد مصروف ہیں یاد رہے

Marfat.com

کہ ہر شخص اپنی سطح پر مصروف ہے۔ بندہ نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اس امید پر کہ آپ اس کتاب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں گے اور اپنے جملہ رفقاء کار کو بھی پڑھنے کی ہدایت فرمائیں گے۔ کتاب نہایت مختصر ہے۔ کتاب کے چند نسخے بذریعہ ڈاک بھجوا رہا ہوں۔ گر قبول افتدز ہے عزوشرف۔ وصولی کی اطلاع ملنے پر خوشی ہو گی۔ افسوس ہے کہ اپنی مالی بے بضاعتی کی وجہ سے کتاب کے صرف دو صد نسخے ہی تیار کروا سکا ہوں۔

(۷) دعا ہے اللہ کریم اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے آپ کو اور آپ کے جملہ رفقاء کار کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ (آمین)

خیر اندیش

میاں محمد سعید شاد

Marfat.com

"ضمیمہ"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نقل خط

مورخہ ۳/مئی ۱۹۹۷ء

واجب الاحترام جناب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی؟ پرائم منسٹرز سیکرٹریٹ (پبلک) کے لیٹر نمبر No.77/DS/PMM&EC/97 Dt.8/4/97 کے حوالہ سے کتاب "والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار پر تلبیس ابلیس" کی چند کاپیاں جناب ملٹری سیکرٹری صاحب کی خدمت میں بھیج دی تھیں۔ امید ہے آپ کے نوٹس میں بھی آ چکی ہوں گی۔

محترمی جناب میاں صاحب! اب تک ملک کے بگڑے ہوئے حالات سدھرنے کی بجائے اور بگڑ رہے ہیں۔ بعض امور پوری طرح سے گرفت میں نہیں آ رہے۔ یہ صورت حال باعث تشویش ہے۔ آپ کے دائیں بائیں وزیر مشیر ہیں۔ عوام میں سے بھی ملک و ملت کے بہی خواہ آپ کو مفید مشورے دے رہے ہیں۔ بندہ ناچیز بھی اپنی مذکورہ کتاب کے ذریعہ متعدد تجاویز دے چکا ہے۔ جب ملک کے نظم و نسق میں کوئی خرابی نظر آتی ہے تو دل چاہتا ہے کہ اپنی ناقص عقل و فکر میں بہتری کی جو تجویز آئے اسے آپ تک پہنچایا جائے۔

لہٰذا آپ کو کچھ مزید تجاویز دینے کو جی چاہتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ ہندوستان کے وزیر اعظم مسٹر گجرال سے ملنے دہلی جا رہے ہیں سیاسی اور سفارتی اعتبار سے یہ ملاقات بے حد ضروری ہے۔ ضرور جائیے۔ یوں ان کو قریب سے دیکھنے، پرکھنے اور پڑھنے کا موقع ملے گا۔ مگر نگاہ ان کے باطن پہ رکھنا۔ اپنے نور ایمانی سے ان کے اندر کی پلیدی کو دیکھنا۔ ان کی ہر دلفریبانہ ادا پر ریجھ نہ جانا۔ آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم کے

Marfat.com

علاوہ ملک پاکستان کے ۱۴ کروڑ عوام کا جم غفیر آپ کی پشت پر ہوگا۔ آپ کے شانے زمین پر نہ لگنے دے گا۔ ساتھ ہی ساتھ قرآن پاک کی اس آیت کو بھی ضروری سامنے رکھنا۔ ''اور ہرگز خوش نہیں ہوں گے آپ ﷺ سے یہودی اور عیسائی......'' یہاں قرآن پاک الفاظ ''وَلَنْ تَرْضٰی''، ''یعنی یہ گروہ ہرگز خوش نہیں ہوں گے۔'' اللہ تعالیٰ کے ان واضح ارشادات کی موجودگی میں ہنود، یہود اور نصاریٰ سے کسی طرح کی بھلائی اور خیر خواہی کی امید رکھنا بہت بڑی نادانی اور بیوقوفی ہوگی۔ استدعا ہے کہ ان کی خوب سنیں مگر کریں وہیں جس کی رہنمائی رب کعبہ فرمائے۔

حکومت میں آنے سے پہلے آپ کا نعرہ بھی یہی تھا کہ کرپٹ عناصر کا احتساب کیا جائے گا۔ حکومت کو بنے ابھی چند دن بھی نہیں ہوئے تھے کہ بعض سیاسی جماعتوں نے احتساب کرانے کا نعرہ بڑی شد و مد سے لگانا شروع کر دیا۔ آپ کے بیانات سے بھی یہ تاثر ملتا ہے کہ احتساب کمیٹیاں بنانے کا ارادہ آپ بھی کیے ہوئے ہیں۔ میاں صاحب! خدا گواہ ہے میری چھٹی حس یہ بتا رہی ہے کہ یہ سیاسی جماعتیں آپ کو اس مسئلہ میں الجھا کر اپنے مذموم ارادے پورا کرنا چاہتی ہیں۔ اگر حکومت کا موجودہ انتظامی نظام احتساب کرنے کے اہل نہیں تو انتظامیہ اور عدلیہ کے متوازی ایک دوسرا نظام احتساب کمیٹیوں کی صورت میں نافذ کرنے سے فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہی ہوگا اور جلد ہی احتساب کمیٹیوں کے احتساب کی بھی ضرورت پڑ جائے گی۔ یہی کمیٹیاں حکومت کی رسوائی اور بدنامی کا باعث بن جائیں گی۔ اول تو ان کی تشکیل دینے کے وقت ہی کئی پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔ کسی جماعت کا منہ ایک طرف تو دوسری کا کسی دوسری طرف ہوگا۔

محترمی میاں صاحب! اس مسئلہ میں عجلت سے کام نہ لیں۔ احتساب کرنا کرانا اپنے ملک کا اندرونی مسئلہ ہے۔ موجودہ احتسابی نظام ہی کو مستحکم اور فعال بنانا چاہیے۔ سرکاری ملازمین کو ہر آئے دن احتساب سے خوف زدہ کیے رکھنا کوئی دانشمندی نہیں ہے۔ اس سے حکومتی نظام کے ایک نہایت اہم رکن یعنی بیوروکریٹس کو مایوس اور مضطرب بنائے رکھنے سے

Marfat.com

انتظامیہ کی کارکردگی پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔

میاں صاحب! آپ کونت نئے تجربات کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔اس کی بجائے مسلم لیگ کی تنظیم سازی پر توجہ دیں اور یہ فرض انہیں سونپیں۔میری تجویز تو یہ ہے کہ کسان کانفرنس کی طرح ان کی بھی ایک کانفرنس اپنی زیر صدارت منعقد کرائیں۔ایک گھریلو ماحول اپنائیں۔ کچھ ان کی سنیں، کچھ اپنی سنائیں۔ان کو اپنی اصلاح کا موقعہ دیں۔ یہ حضرات بدلے ہوئے حالات کے ساتھ بدلنا جانتے ہیں۔ یہ خوش ہوں گے۔خوش دل مزدور ہمیشہ بڑھ چڑھ کر کام کرتا ہے۔ یہ طبقہ آپ کا دست و بازو بن جائے گا۔ان کے تجربات اور صلاحیتیوں سے بھر پور فائدہ ہوگا۔ان کیلئے عفو و درگزر سے کام لیں۔

آن جا کہ بود قہرش ہر شہر بیابانے
آں جا کہ بود عفوش ہر ذرہ گناہگارے

یعنی جس شہر کا بادشاہ قاہر ہو گا وہ شہر اجڑ کر ویران اور بیابان ہو جائے گا اور جس جگہ اس کا رحم اور بخشش ہوگی وہاں کا ہر ذرہ گناہگار ہونے کی تمنا کرے گا تا کہ وہ بھی بخشا جائے۔

محترمی! ان سے مشاورت گویا ارشاد ربانی کی تعمیل ہوگی۔انسان غلطی کا پتلا ہے۔مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔جنگ احد میں مسلمانوں سے ایک غلطی ہوگئی تھی جس کی وجہ سے شکست ہوگئی۔اللہ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا کہ ان کو سرزنش بھی نہ کرنا۔سورہ آل عمران پارہ ۴ آیت ۱۵۹ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

''پس صرف اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لئے اور اگر ہوتے آپ تند مزاج، سخت دل، تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے، آپ کے آس پاس سے۔تو آپ درگزر فرمائے ان سے اور بخشش طلب کیجئے ان کے لئے اور صلاح مشورہ کیجئے ان سے اس کام میں اور جب آپ ارادہ کرلیں (کسی بات کا تو پھر توکل کرو اللہ پر بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، توکل کرنے والوں سے)''۔

جنگ احد میں جن اصحاب کی غلطی کی وجہ سے شکست ہوئی تھی ان کے متعلق اللہ اپنے

Marfat.com

محبوب ﷺ سے فرما رہا ہے کہ ان کو سزا تو کیا سرزنش بھی نہ کرنا۔ مفسرین نے فرمایا ہے کہ:۔ ''مشورہ شریعت کے مسلمہ اصولوں اور اہم ترین احکام سے ہے اور جو حاکم اہل علم و دین سے مشورہ نہیں کرتا بلکہ خود رائی سے کام لیتا ہے اسے معزول کر دینا لازمی ہے۔ خلفاء اور حکام پر واجب ہے کہ دینی معاملات میں علماء سے، جنگی امور میں قائدین لشکر اور ماہرین حرب سے، عام فلاح و بہبود کے کاموں میں سرداران قبائل سے اور ملک کی ترقی اور آبادی کے لئے عقل مند وزراء اور تجربہ کار عہدہ داروں سے مشورہ کریں۔ پھر وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس لیے مشورہ کرنے کا حکم نہیں دیا کہ حضور اکرم ﷺ کو ان کے مشورہ کی ضرورت تھی بلکہ اس میں یہ حکمت تھی کہ انہیں مشاورت کی اہمیت اور شان کا پتہ چل جائے نیز یہ کہ مشورہ سنت نبوی بن جائے اور امت مسلمہ اس کی اقتداء اور اتباع کرے۔ اس کی ایک وجہ اور بھی بتائی جاتی ہے کہ اصحاب کے دلوں کو خوش کرنا اور ان کی قدرومنزلت بڑھانا بھی مقصود تھا۔ خوب غوروفکر، بحث و تمحیص کے بعد جو فیصلہ کیا جائے اس کو عملی جامہ پہنانے کا پختہ ارادہ کر لیا جائے۔ اسی کو ''عزم'' کہتے ہیں۔ پھر تذبذب کا شکار ہو جانا پیغمبروں کی شایان شان نہیں اور نہ مومن کو ایسا کرنا زیبا ہے کیونکہ اس سے دل میں کمزوری اور مزاج میں تلون پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح کی مشاورت سے انشاء اللہ اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔ بیوروکریٹس کے درمیان تمام خدشات دور ہو جائیں گے اور اس طرح سے اللہ کے حکم وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کی تعمیل بھی ہو جائے گی۔ ۱۹۷۳ء میں بھی ایک بار ایسی ہی صورت حال پیدا ہو گئی تھی جبکہ افسران اعلیٰ کا رویہ اپنے ماتحتوں کے خلاف نہایت متکبرانہ اور ہتک آمیز ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے ماتحت عملہ میں ایک اضطراب کی لہر دوڑ گئی تھی۔ نچلی سطح پر دفتری کارکردگی بہت بری طرح سے متاثر ہو گئی۔ گورنمنٹ نے فوراً پوری احساس ذمہ داری کا ثبوت دیا اور مندرجہ ذیل مراسلہ کے ذریعہ افسران بالا کو خبردار کیا کہ اپنے ماتحتوں سے پوری عزت و توقیر کے ساتھ پیش آیا جائے۔ مراسلہ کی نقل اس طرح سے ہے:

"I am directed to say that instances have come to the

Marfat.com

notice of Govt. where Junior amployers belonging to class III & IV services were not shown basic courtesy and politeness when they called on the Administrative secretary concerned in Coxxexion with their individual or collective problems. They were made to stand and only summary hearing was given to them. This is highly regrettable. Govt is committed to bring about harmony and equality between man and man. On account of limited resources, Govt. may not be able to meet all the demands put forth by the subordinate servie associations but their representatives should be given a dignified and patient hearing and they should be treated with courtesy and respect. Govt, therefore, Desire that whenever individual Govt servants or their deputation call on senior, officers in connexion with their grievances or complaints, basic courtesies in the form of offering seats. listehing to them patiently and talking to them politely, must be observed. The employees are an important part of the Govt. machinery without whose willing co-operation, no Govt. can successfully achieve its objects. Needless to add that due courtesy must also be observed in dealing with the general Public.I am to repuest to bring these instructions to the notice of all officers guidance and strict compliance."

گو موجودہ صورت حال پہلے سے کچھ مختلف ہے۔ یعنی اب گورنمنٹ خود بیوروکریٹس کے محاسبہ کے درپے ہے جس کی وجہ سے اب بھی دفتری کارکردگی بہت بری طرح سے متاثر

Marfat.com

ہو رہی ہے۔ دفاتر میں رشوت ستانی عام ہے۔ ''ائی شی اینسی'' (Effeciency) نام کی کوئی شے نہیں۔ قواعد وضوابط سے کسی کو آگہی نہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ احتساب کا ہوا ان کے سر پر ہمہ وقت منڈلاتا رہتا ہے۔ عوام بھی اس ناخوشگوار صورتحال سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اکثر کوچہ میگوئیاں کرتے سنا گیا ہے کہ:

A storm is bxewing gradually. A state of un-rest and indiscipline is being witnessed our certain ranks. A gradual deterioration in the internal affairs of the country is also being felt. Early action to rectify the sitauation therefore seems must.

نجکاری کا شور مدت سے سنتے آرہے ہیں۔ سابقہ حکومتیں بشمول آپ کی حکومت بھی ٹال مٹول سے کام لیتی آرہی تھی مگر اب یہ سکیم مستقبل کی تمام تر خرابیوں کے ساتھ آپ کے عہد حکومت میں انجام پذیر ہو رہی ہے۔ ہمیں اندر کی بات کا تو کچھ علم نہیں کہ ایسا کرنے کیلئے حکومت کیوں مجبور ہے تاہم بظاہر جو کچھ نظر آرہا ہے اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ چھوٹی سی ایک مثال سن لیجئے۔ لاہور شیخوپورہ روڈ پر سلوئی گھی مل آج سے چند سال پہلے نیلام کی گئی تھی۔ شکر گڑھ کی طرف کے کسی ایم پی اے یا ایم این اے نے خریدی۔ تمام اسٹاک بیچا۔ مشینری غتر بود کی۔ دیگر اثاثے فروخت کیے اور آخر دیوالیہ قرار دلوا دیا۔ وہ مل جو کبھی سینکڑوں اہلکاروں اور انجینئروں کے زیر نگران احسن طریقے سے چل رہی تھی برباد ہوگئی اور کارکن آج تک بھوکے مر رہے ہیں۔ سلوئی گھی مل پر آج الوؤں کا قبضہ ہے۔ ذرا اس مل کی انکوائری کرا کر تو دیکھیں۔ اب یونیورسل گھی مل کے سینکڑوں کارکن اپنی مل کی تباہی کے منتظر ہیں۔ کام بند ہے۔ کارکن ڈنڈے بجاتے پھرتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کسی حکومتی مجبوری کی وجہ سے اس کی نجکاری ناگزیر ہو مگر اس کے نتائج بڑے خطرناک ہوں گے۔ جب ملک میں ایسے تمام یونٹ پرائیویٹائز ہو جائیں گے تو بے روزگاروں کا ایک ایسا طوفانی ریلا آئے گا جس کے سامنے کوئی بند اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی۔ اس مصیبت کا صرف ایک ہی حل ہے

Marfat.com

کہ موجودہ یونٹس کی کارکردگی کو نقطہ عروج پر پہنچایا جائے اور اس نظام میں جو برائیاں ہیں اس کا تدارک کیا جائے۔ یقیناً یہ مسئلہ بڑا نازک اور اہم ہے۔ اللہ ہی ہے جو ہماری مدد فرمائے گا اور نجکاری سے جان چھڑائے گا۔

نجکاری کے ساتھ ساتھ آپ کی حکومت کے زیر غور اور بھی کچھ ایسی تجاویز ہیں جن کے نفاذ سے بے روزگاروں میں مزید اضافہ ہوگا مثلاً کئی دفاتر کو ختم کر کے دوسروں کے ساتھ ضم کرنا یا ڈاؤن سائزنگ کرنا کیا آپ کی حکومت نے تمام ایسے کام کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے جس سے عوام میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہو۔ محترمی جناب میاں صاحب! یہ کام دھیرے دھیرے ہونے چاہئیں اور جو کام ترجیحی بنیادوں پر کرنے والے ہیں انہیں پہلے کریں۔

آپ کی حکومت سے آٹے کا بحران ہی ختم ہونے کو نہیں آ رہا جس کی وجہ سے بین الاقوامی سطح پر بھی ہماری ساکھ متاثر ہو رہی ہے۔ اپنے بھی یہ کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ ایسا تو کبھی کسی پہلے حکومت کے عہد میں بھی نہ ہوا تھا۔ اس بحران کے اسباب کچھ بھی کیوں نہ ہوں مگر اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ ہمارا ملک غذائی اجناس میں آج تک خود کفیل نہیں ہو سکا۔ اس بحران کو ختم کرنے کیلئے ہنگامی بنیادوں پر کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ عرب جیسا ریگستانی ملک اپنی گندم برآمد کر رہا ہے۔ ہم زرعی مِلک رکھنے کے دعوے دار کھربوں کی گندم درآمد کرنے پر مجبور ہیں۔ آخر کیوں؟ محترمی جناب میاں صاحب! آیئے اس کا حل میں قرآن کی رو سے بتاتا ہوں۔ سورہ یوسف آیات 53 تا 56 کا مطالعہ فرمایئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے دور حکومت میں جب مصر میں قحط پڑا تو آپ علیہ السلام نے کیا تدابیر اختیار کی تھیں، ان سے استفادہ کرنا چاہئے۔ ضمناً عرض ہے کہ مصر کا نام مصر کیوں ہے؟ مصر ملک کا نام ہے جو مصر بن حام بن نوح علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا ہے کیونکہ برادرانہ تقسیم میں یہ ملک انہی کے حصہ میں آیا تھا۔

(الجمال والکمال تفسیر سورۃ یوسف از قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

Marfat.com

لہذا ثابت ہوا کہ وزیر خزانہ کے اوصاف کیا ہونے چاہئیں۔ یہ کہ حفیظ ہونا سے مراد یہ ہے کہ سردار خزانہ کو سب سے پہلے ابواب آمدنی کی پوری پوری واقفیت ہونی چاہیے۔ یعنی اسے معلوم ہونا چاہیے کہ کیونکر مالی حالت کو پائیدار و مستحکم کیا جا سکتا ہے۔ علیم اس لیے کہا گیا کہ سردار خزانہ کو ابواب مصارف کا بھی پورا پورا علم ہونا چاہیے۔ وہ ضروریات سلطنت کو سمجھتا ہو۔ وہ نہایت ضروری، ضروری اور غیر ضروری میں فرق و امتیاز کر سکتا ہو۔ جب کوئی وزیر ہر دو صفات کا جامع ہوگا تو وہ صحیح طور پر ملک کو آباد و شاداب اور بارونق اور خزائن کو معمور کر سکے گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ پاکستان کی وزارت مال اور خوراک کے وزراء کو بھی اپنے محکموں پر پورا عبور اور مکمل واقفیت ہونی چاہیے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زراعت کی طرف خاص توجہ دی۔ کاشت کاروں کو زیادہ سے زیادہ غلہ پیدا کرنے کی سہولتیں دیں۔ بنجر اور غیر آباد زمینوں کو آباد کیا گیا۔ پیداوار کی حفاظت کیلئے خاص اہتمام کیا گیا۔ بڑے بڑے وسیع و عریض گودام تعمیر کیے گئے اور جو غلہ ضرورت سے زائد ہوتا اسے خوشوں ہی میں رہنے دیا جاتا تاکہ کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رہے۔ اس طرح مصر کے لوگ قحط کی ہلاکت آفرینیوں سے محفوظ رہے۔ اردگرد کے قحط زدہ علاقوں سے لوگ غلہ خریدنے آئے تو ملک خزانہ سے بھرپور ہو گیا اور اسی بہانہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اپنے بھائیوں اور والدین سے ملاقات بھی ہو گئی۔

آپ نے اوپر بیان کردہ واقعہ ملاحظہ فرمایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے غلہ کی پیداوار بڑھانے کیلئے ملک میں واقعہ تمام بنجر قدیم یعنی مردہ زمینیں آباد کرائیں۔ آپ کے ملک میں لاکھوں ایکڑ اراضی غیر مزروعہ بے کار پڑی ہوئی ہے۔ اس طرح کی زمین کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو خالصتاً سرکاری یعنی (State Land) ہے جسے گورنمنٹ جس طرح چاہے آباد کرائے۔ دوسری قسم وہ بنجر زمین ہے جس کے مالک ہیں مگر وہ عرصہ دراز سے غیر کاشتہ پڑی ہوئی ہے۔ ایسی زمین کے متعلق متعدد احادیث مبارکہ ہیں کہ جو مالک تین سال تک اپنی مملوکہ زمین غیر کاشتہ چھوڑی رکھے اس سے وہ زمین لے کر دوسرے خواہش مند

Marfat.com

لوگوں میں تقسیم کر دینی چاہیے۔ فی الحال مالکین کو نہ چھیڑا جائے۔ صرف سرکاری اراضی ہی تقسیم کر دی جائے تو ملک میں غذائی بحران پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں شہری گنجان آبادی سے لوگوں کا رخ خود بخود دیہاتوں کی طرف ہو جائے گا۔ بے روزگار دہشت گرد نوجوان مصروف کار ہو کر تخریب کاری چھوڑ دیں گے۔ آج ہمارے ملک میں جتنی بھی خرابیاں ہیں وہ سب کی سب بے روزگاری کی وجہ سے ہیں۔ زمین کی تقسیم نہایت دیانتداری اور ایمانداری سے کرنی چاہیے۔ پھر اس کے بعد کاشتکاروں کو جملہ سہولتیں بھی پہنچائی چاہئیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ زمین شوقیہ لے تو لیتے ہیں مگر آبادکاری نہیں کرتے۔ اس لیے گورنمنٹ کو انہیں ہر سہولت دینی چاہیے اور پھر غیر حاضر زمیندار کے ساتھ کوئی رورعایت نہیں برتنی چاہیے۔ میاں صاحب! پھر دیکھنا آپ کے ملک میں کتنی خوشگوار تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ اس ضمن میں بندہ نے ایک کتاب ''ارض موات، مردہ، غیر آبادش، بنجر، قدیم سرکاری اراضی کی آبادکاری اور حقوق ملکیت کا مسئلہ قرآن وسنت کی روشنی میں'' تالیف کی ہے۔ اپنے وزراء اور متعلقہ محکموں کے سربراہوں کو حکم دیں کہ وہ اس کتاب کا بخوبی جائزہ لیں اور ایک جامع رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کریں تاکہ اس کے نفاذ کے متعلق آپ مناسب احکامات صادر فرماسکیں۔

ہمارے ہاں یہ عام رواج ہے کہ پچانوے فیصد سے زائد لوگ صرف گندم اور چاول ہی بطور غذا استعمال کرتے ہیں۔ دوسری خوردنی اجناس مثلاً جو، چنا، مکئی، جوار اور باجرہ کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر گندم، چنا، جو، مکئی، باجرہ وغیرہ کا ایک آمیزہ ماہرین کی زیر ہدایت تیار کر کے گورنمنٹ اپنی سطح پر سپلائی کرے تو تبخیر معدہ، بلڈ پریشر اور امراض قلب کے تمام مریض اسے ایک بیش بہا نعمت سمجھ کر نوش جان کریں گے۔ ہمارے ملک میں جو کی کاشت نہ ہونے کے برابر ہے۔ ماہ جون جولائی میں مجھے گلاسکو جانے کا اتفاق ہوا۔ لندن سے گلاسکو تک تقریباً ساڑھے چار سو کلومیٹر کا فاصلہ ہوگا۔ سڑک کی دونوں جانب جو کی کاشت دیکھنے میں آئی جو پک کر تیار ہو چکی تھی۔ آپ دیکھیں بیرون ممالک جو یعنی

Marfat.com

Barley کا کئی طرح سے استعمال کرتے ہیں اور زر مبادلہ کماتے ہیں۔ ہمیں بھی اپنے کسانوں کو جو کی کاشت کیلئے ترغیب دینی چاہئے، اس طرح سے گندم کی کھپت میں کافی کمی واقع ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ کو جو بہت پسند تھے۔ ان کی ذات گرامی کے ساتھ ان کا واسطہ بطور روٹی، بطور دلیہ اور بطور ستو احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ عہد رسالت میں عام طور پر لوگ جو کی روٹی کھاتے تھے یا گندم اور جو ملا کر روٹی پکائی جاتی تھی۔ خالص گیہوں کی روتی تقریبات تک محدود تھی۔ مسجد نبوی ﷺ کے دروازے پر ایک خاتون چقندر کی جڑیں اور ثابت جو ملا کر ان کی شب دیگ پکا کر نماز جمعہ کے بعد بیچنے آیا کرتی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو یہ پکوان ایسا پسند تھا کہ لوگ جمعہ والے دن کا انتظار کیا کرتے تھے (طب نبوی ﷺ، جلد اول ڈاکٹر خالد غزنوی) مگر ہمارے ہاں آج ایسے کھانے پکائے جاتے ہیں جو بڑے لذیذ مگر طبی نقطہ نگاہ سے سخت مضر صحت ہوتے ہیں اور ہم خوب مزے لے لے کر کھائے جا رہے ہیں۔

محترمی جناب وزیر اعظم صاحب! دہشت گردی کا تو اب یہ حال ہو گیا ہے کہ ہر روز بے گناہ نمازیوں کو عین حالت نماز میں شہید کیا جا رہا ہے اور پھر ایک نہ دو درجنوں کے حساب سے شہید ہو رہے ہیں۔ آپ کی حکومت کیلئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ ایسا تو آج تک کفار نے بھی کبھی نہ کیا تھا اور نہ ہی دنیا کے کسی دوسرے ممالک میں بھی کبھی ایسا ہوا یا ہو رہا ہے۔ لوگوں نے مساجد میں جانا چھوڑ دیا ہے۔ راہزنوں کا بھی ایک گروپ بن چکا ہے جو صبح و شام سیر کرنے والے لوگوں کو پیچھے سے حملہ کر کے پہلے گلا دباتا ہے پھر کلورو فارم وغیرہ سونگھا کر بے ہوش کر کے نقدی اور گھڑیاں وغیرہ چھین لیتا ہے جبکہ خواتین کی بے حرمتی کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ غالباً آج کل تین طرح کی دہشت گردی ہو رہی ہے۔

۱۔ دشمن ملک کی ایماء پر ۲۔ مذہبی جماعتوں کے تعصب کی وجہ سے ۳۔ بے روزگار نوجوان کی وجہ سے۔

تیسری وجہ میں مزید اضافہ اس وقت ہوگا جب نجکاری کے اثرات ظاہر ہوں گے۔

Marfat.com

ایسے بے روزگار نوجوانوں کو متبادل روزگار مہیا نہ کیا گیا تو پھر یہ لوگ اسی آسان ذریعہ روزگار کو اپنائیں گے۔ باقی دو وجوہات کا ازالہ بھی اس طرح سے ہوسکتا ہے کہ اپنی حساس ایجنسیوں کو مزید فعال اور الرٹ کیا جائے۔ نیز ایک سے زائد تمام جماعتیں ختم کر دی جائیں۔ چاہے اس کیلئے کتنا ہی سخت اور کڑوا قدم اٹھانہ پڑے۔ ایسی جماعتوں کی پشت پر اگر کوئی ملک ہے تو ان سے رابطہ فرما کر صورت حال کو قابو میں لانا چاہئے۔ آپ جانتے ہیں جب فصلات میں بے کار جڑی بوٹیاں اگ آتی ہیں تو اصل فصل تباہ ہو جاتی ہے۔ پھر ماہرین زراعت کہتے ہیں کہ ایسی طفیلی جڑی بوٹیوں کی تلائی یعنی Weeding کی جائے۔ اسی طرح ہمارے ہاں آج کے معاشرے میں بدمعاش، چور، ڈاکو، زانی، راشی غرضیکہ ہر طرح کے تخریب کار کی Weeding کی اشد ضرورت ہے جس کیلئے جتنا بھی سخت قدم اٹھانا پڑے گریز نہ کیا جائے۔ یہ پھوکی بھڑکیں اور ڈراوئی تڑیاں کسی کام نہ آئیں گی۔ ڈر ہے کہ دہشت گردی اور قانون شکنی کی یہ بھیانک اور خوفناک لہر ہمارا سب کچھ خاک وسیاہ نہ کر جائے۔ ابھی وقت ہے، کچھ کر لینا چاہئے۔ جن مساجد پر دہشت گردی کا احتمال ہو وہاں ۳۶۵ دن کا نیم فوجی یونٹس کا خفیہ پہرہ ہونا چاہئے۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزی یا ماورائے عدالت کارروائی کے الزام کا اگر اندیشہ ہو تو فی الفور قانون بنائیں۔ آج کوئی بھی بل پاس کیا جاسکتا ہے۔ پھر تاخیر کیوں؟

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کو بصیرت، بصارت اور جرأت عطا فرمائے۔ آمین۔

خیر اندیش

میاں محمد سعید شاد

Marfat.com

جناب میاں محمد نواز شریف اور مؤلف کے درمیان خط و کتابت۔

زیر نظر کتاب کی تدوین و ترتیب کے دوران میں جو خط و کتابت جناب میاں نواز شریف سابق وزیر اعظم پاکستان اور راقم السطور کے درمیان ہوئی انکی نقول ترتیب وار یہاں لکھی جا رہی ہے تاکہ قارئین کرام ایک تسلسل کے ساتھ انکا مطالعہ کر سکیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

Annexure-'A'

23اپریل 2000ء کا میرا خط جو محترمی جناب میاں صاحب کو لانڈھی جیل کراچی بھیجا گیا۔

Annexure-'B'

4مئی 2000 کا جوابی خط جو جناب میاں صاحب نے جیل سے لکھ کر بھیجا۔

Annexure-'C'

21 مئی 2000ء کا مولف خط جو جناب میاں صاحب کے 4 مئی 2000 کے خط کا جواب ہے۔

Annexure-'D'

محترمہ باجی کلثوم نواز شریف صاحبہ کے نام 28اکتوبر 2000ء کا خط جو مؤلف نے لکھا۔

Annexure-'E'

محترمہ باجی صاحبہ کا جوابی خط جو مولف کے خط مورخہ 28اکتوبر 2000ء کا جواب ہے۔

Annexure-'F'

یکم اپریل 2001ء کا خط جو محترمی میاں صاحب نے جدہ لکھا۔

۲۔ اس دوران میں یہود و نصاریٰ نے مل کر پہلے افغانستان پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ اسلامی حکومت ختم کر دی اور بے پناہ جانی اور مالی نقصان پہنچایا۔ اس کے فوراً بعد عراق کو تباہ و برباد کر دیا۔ یہ بھی ایک بہت بڑا اسلامی ملک ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بھی مجبوراً مغربی اقوام کا ساتھ دینا پڑا جنہوں نے دراصل در پردہ صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے۔ ان ناگفتہ بہ حالات کے پیش نظر بندہ نے ایک کتاب "مسلم خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو"

Marfat.com

تالیف کی جس کا پیش نقط محترمی جناب ڈاکٹر جسٹس (ر) منیر احمد مغل صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ کتاب بھی زیر طبع ہے۔ اس میں مسلم امہ کو یاددہانی کرائی گئی ہے کہ قرآن وسنت کے مطابق یہود ونصاریٰ کبھی بھی مسلمانوں سے راضی نہیں ہو سکتے۔ ان کے ساتھ دوستی پیدا نہ کرو۔ یہ اقوام صرف اپنوں ہی کی دوست ہو سکتی ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ ہنود بھی انہیں کی طرف داری کریں گے۔ مسلمانوں کو ہمیشہ دھوکا میں رکھیں گے۔ مزید یہ کہ مسلمانوں کے عروج وزوال کے اسباب وعلل پر بحث ہے۔ عالم اسلام کی باہمی محبت، اخوت اور خلوص نیت کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلم امہ کے باہمی انتشار وافتراق سے بچنے پر توجہ دلوائی گئی ہے۔ آئین جہانداری وجہانبانی، حکمرانی، عدال گستری، ایان مملکت کی وفاداری، دشمنانِ اسلام پر غالب آنے کی تدابیر کے متعلق معلومات ہیں۔

Annexure-A

لاہور

23-04-2000

1- محترمی جناب میاں محمد نواز شریف صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی؟

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم   کہ بامن آنچہ کرد آں آشنا کرد

فارسی کے اس شعر کا مفہوم مندرجہ ذیل اشعار سے واضح ہو جائے گا:

i. دیکھا جو کھا کے تیر کمین گاہ کی طرف   اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

ii. پڑھی نماز جنازہ ہماری غیروں نے   مرے تھے جن کیلئے وہ رہے وضو کرتے

iii. باغبان نے آگ دی جب آشیانے کو مرے   جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

2- سورۃ آل عمران کی آیہ نمبر 26 تلاوت فرمائیں جس کا ترجمہ اس طرح سے ہے "اللہ بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے۔ اللہ کی سنت یہی ہے کہ وہ جب کسی فرد یا قوم میں رحمت وعدل کے تقاضے پورے کرنے کی صلاحیت دیکھتا ہے تو

Marfat.com

اسے حکومت اور عزت سے سرفراز فرما دیتا ہے اور جو فرد یا قوم اپنے عمل سے اپنے آپ کو اس نعمت کے اہل ثابت نہیں کرتی تو اسے ذلت وخواری کے گڑھے میں پھینک دیتا ہے۔

3- دوسری مرتبہ جب آپ نے وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھایا تا تو بندہ نے صرف آپ کیلئے ایک کتاب بعنوان ''والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب'' تالیف کر کے بھجوائی تھی۔ آپ کی توجہ امام ابن الجوزیؒ کے ان بارہ مکروفریب کی طرف مبذول کرائی تھی جن کے ذریعہ ابلیس لعین والیان ملک اور صاحبان اختیار واقتدار کو تخت وتاج سے معزول کر کے ذلت ورسوائی کے گڑھے میں ڈلوا دیتا ہے۔ سب سے پہلے حکمران کے دل میں وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھتا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو کیوں تم کو سلطان بناتا اور کیوں بندوں پر اپنا نائب بناتا مگر یہ شیطانی مکروفریب اس طرح سے کھل جاتا ہے کہ اگر یہ لوگ حقیقت میں اس کے نائب ہیں تو اس کے قانون شریعت پر حکم کریں اور اسی کی مرضی تلاش کریں تو البتہ وہ اسے پسند فرمائے گا۔ رہا ظاہری سلطان ہونا تو ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے سلطنت بکثرت ایسے لوگوں کو دی جن کو قطعاً وہ مبغوض ودشمن رکھتا تھا اور بکثرت ایسے لوگوں کو دنیا میں سلطنت ووسعت دی جن کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا۔ جیسے نمرود اور فرعون وغیرہ جنہوں نے انبیاء علیہم السلام اور صالحین کو پریشان کیا تو یہ عطا فی الحقیقت ان پر وبال تھی کچھ ان کے واسطے بہتری نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے حکومت نہ مانگو کیونکہ اگر طلب سے حکومت دیئے گئے تو تم اس کے حوالہ کر دیئے جاؤ گے اور اگر تم بغیر طلب دیئے گئے تو اس پر تمہاری مدد کی جائے گی۔ (مسلم، بخاری) تاہم اگر رب کی طرف سے تم کو سلطان بننا پڑ گیا تو رحمت الٰہی تمہاری دستگیری کرے گی۔ تمہارے فیصلے درست ہوں گے۔ ملک کا بوجھ تم سے اٹھ سکے گا۔ سلطنت کرنا آسان کام نہیں بغیر کرم پروردگار یہ بوجھ نہیں اٹھ سکتا۔

4- مذکورہ کتاب کی وصولی کی اطلاع آپ نے اپنے خط مورخہ 30 جون 1998ء کو دی۔ پھر آپ نے اپنے ایک پی آر او صاحب کو مجھ سے قلمی رابطہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ انہوں نے مجھے اسلام آباد طلب فرمایا مگر میں وہاں نہ جا سکا۔ آپ بھی امور سلطنت کی بجا آوری

Marfat.com

میں عدیم الفرصت ہو گئے مگر میں بدستور آپ کو خطوط کے ذریعے خبردار کرتا رہا کہ شیطانی مکروفریب کے جال میں پھنس رہے ہو بچ جاؤ مگر افسوس کہ بالآخر آپ کو پس زندان جانا پڑا۔ بظاہر عروج وزوال کی یہ ایک عبرتناک داستان ہے۔ اب بے حد ہمت اور استقامت کی ضرورت ہے۔ آپ نے شہزادگی کا دور دیکھا ہے ناز ونعمت میں پلے ہو۔ مال وزر کی فراوانی دیکھی ہیں۔ جاہ وحشمت کا دور بھی خوب دیکھا ہے۔ اب اس کٹھن اور پرآشوب دور میں عزم واستقلال کو اپنائے رکھنا۔ اس حادثہ کو من جانب اللہ سمجھتے ہوئے اپنے تمام تر معاملات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے سپرد فرمادیں۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ بالآخران غریب بیوگان اور مساکین جن کی آپ مالی مدد کرتے رہے کی دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ آپ کو باعزت بری فرمادے گا۔ موجودہ حکومت سے محاذ آرائی کی بجائے مصالحانہ رویہ اپنائیں ورنہ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوا کرتا ہے۔ ہماری محترمہ بیگم کلثوم نواز صاحب کو تند وتیز بیانات سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس موقعہ پر افہام وتفہیم کی راہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ بین الاقوامی طاقتیں بحالی جمہوریت کیلئے زور دے رہی ہیں۔ چند مخلص دوستوں اور عزیزوں کے ذریعہ موجودہ حکومت سے گفت وشنید کا سلسلہ جاری کروانا چاہیے۔ مسلم ممالک بالخصوص حکومت سعودیہ سے بھی اعانت طلب کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے وہ ضرور مدد فرمائے گا۔

5- سورۃ الزمر کی آیت 7 تلاوت فرمائیں جس کا ترجمہ پیش کررہا ہوں۔ ''اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو اس وقت پکارتا ہے اپنے رب کو دل سے رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف، پھر جب عطا کرتا ہے اسے نعمت اپنے رب کی طرف سے تو بھول جاتا ہے اس تکلیف کو جس کیلئے فریاد کرتا رہا تھا۔ اس نے پہلے اور بناتا ہے اللہ کے ہم مثل تاکہ بہکادے اس کے راہ سے، اے مصطفیٰ! آپ اسے فرمادیں۔'' لطف اٹھالے اپنے کفر سے تھوڑے دن، بے شک تو دوزخیوں میں ہے۔'' ترجمہ ختم'' جب انسان کسی تکلیف سے دوچار ہوتا ہے۔ مصائب وآلام کے سیاہ بادل اسے چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور

Marfat.com

نجات کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تو پھر ہر طرف سے منہ موڑ کر بڑے عجز و نیاز سے رب کریم کی بارگاہ میں فریاد کرتا ہے لیکن جب اس کی مصیبت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ٹل جاتی ہے اور اس پر طرح طرح کے انعامات کیے جاتے ہیں تو وہ پھر اکڑ جاتا ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیتا ہے جس نے اپنے لطف و کرم سے اس کی چارہ سازی فرمائی تھی اور اسے وہ گھڑیاں بھول جاتی ہیں جب وہ درد و غم سے نڈھال ہو کر چیخا چلایا کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جبیں سائی کیا کرتا تھا۔'' اب چونکہ آپ تنہا ہیں، مطالعہ کیلئے بھی کافی وقت ہے۔ وہی کتاب ''والیان ملک اور ابلیس کا مکر و فریب'' ارسال ہے۔ اللہ کرے آپ تک پہنچ جائے تو اسے غور اور توجہ سے پڑھیں۔ میرا جی چاہتا ہے آپ کیلئے ایک ''وظیفہ اسماء الحسنٰی'' بھیجوں۔ اگر آپ پڑھنے میں دلچسپی رکھیں اور چاہیں تو اگلے خط میں ارسال کردوں گا۔ علم الاعداد کے مطابق پڑھنے والا وظیفہ انشاء اللہ موثر ہوگا۔ آپ کے نام کے اعداد کا مجموعہ اور آپ کی والدہ محترمہ کے نام کے اعداد کا مجموعہ۔ ان کی مجموعی تعداد بارہ (12) پر تقسیم کرنے کے بعد آپ کے برج اور ستارے کا پتہ چل جائے گا۔ جس کے بعد آپ کے نام کی عددی قیمت کے مطابق اسماء الحسنٰی میں سے کوئی ایسا عدد تلاش کرنا ہے جس کی قیمت آپ کے نام کی قیمت کے برابر ہو، وہ آپ کا اسم اعظم ہوگا اور اس کا ورد اسی تعداد کے مطابق دن میں ایک مرتبہ اول و آخر درود پاک 11,11 مرتبہ کرنا ہوگا۔

Annexure-B

محترم میاں محمد سعید شاد صاحب

لانڈھی جیل کراچی

4 مئی 2000ء

السلام علیکم

آپ کا خط بمعہ کتاب (والیان ملک اور ابلیس کا مکر و فریب) ملا۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ میں انشاء اللہ اس کا مطالعہ کرونگا اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مجھے اس

Marfat.com

پر عمل کرنے کی بھی توفیق دے۔آپ نے بہت اچھی باتوں اور مشوروں سے نوازا ہے۔
جس کا میں شکر گزار ہوں۔آپ نے جس وظیفہ کا لکھا ہے۔ارسال کر دیں میں آپ کا بہت
مشکور ہونگا۔میری اللہ تعالیٰ سے آپ کیلئے دعا ہے کہ آپ کو اپنی امان میں رکھے۔آپ
مجھے اچھے مشورے اور باتیں ارسال کرتے رہیں۔میرے لئے اور میرے ساتھیوں
کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں معاف فرمادے۔(آمین)
اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔

خیر اندیش

نواز شریف

میاں محمد سعید شاد

403/A رحمٰن پورہ کالونی

لاہور صوبہ پنجاب

Annexure-C

21 مئی 2000ء محترمی جناب میاں نواز شریف صاحب زاد لطفکم اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی؟

میرے خط مورخہ 23 اپریل 2000ء کے جواب میں آپ کا 4 مئی کا تحریر کردہ خط مجھے 19 مئی کو مل گیا تھا۔الحمد للہ! آپ بخیریت ہیں اور آزمائش کے اس دور میں ہمت اور حوصلہ سے کام لیتے ہوئے رجوع الی اللہ ہیں۔زندگی نشیب وفراز سے بھرپور ہے......

یہ طول سفر یہ نشیب وفراز انسان کہاں تک سنبھلتا رہے

اس وقت جب تمام دنیوی امور سے فرصت کامل ہے تو تمام تر وقت تلاوت قرآن پاک با ترجمہ اور دینی کتب کے مطالعہ میں صرف کرنا چاہیے۔موجودہ صورت حال میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ضرور کوئی بہتری ہے گو بظاہر یہ ایک کڑی مصیبت کی گھڑی ہے۔اختیار واقتدار کے دور میں جو کچھ غلطیاں ہوئی ہیں ان کا محاسبہ پورے غور اور فکر سے کرنا چاہیے۔اس ضمن میں

Marfat.com

چند قرآنی آیات مقدسہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروا رہا ہوں۔ سورہ نمبر 21 کی آیات 105 اور 106 پڑھیں۔ میں یہاں صرف ترجمہ پیش کر رہا ہوں "اور بلاشبہ ہم نے زبور میں ذکر (موعظت) کے بعد لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے صالح (باصلاحیت اور صاحب کردار) بندے ہوں گے۔ یقیناً اس میں واضح حقیقت ہے عبادت گزار بندوں کیلئے۔" پھر سورہ 22 کی آیت 41 بھی پڑھیں جس کا ترجمہ اس طرح سے ہے۔ "یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں ملک میں اقتدار دیں تو وہ صلوٰۃ قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور جملہ امور کا انجام تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے۔"

اگر کوئی پاکستانی حکمران مذکورہ بالا حکم خداوندی صحیح معنوں میں نافذ کرا دے تو ہماری تمام سماجی، معاشرتی اور معاشی خرابیاں دور ہو سکتی ہیں مگر افسوس ہمارے حکمران تو آج تک ابلیسی مکروفریب کا ہی شکار ہوتے رہے۔ ملک کے اندر ملی استحکام پیدا نہ کر سکے۔ منافقت اور منافرت کی سیاست عروج پر رہی۔ بندہ نے بروقت آپ کیلئے ہی وہ کتاب "والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب" خود اپنی گرہ سے شائع کروا کر بھیجی تھی تا کہ کم از کم آپ تو ان شیطانی مکروفریب سے بچ جائیں جن کے ذریعہ بادشاہوں کو تخت وتاج سے محروم کرایا جاتا ہے۔ پھر اسی کتاب میں امور مملکت اور آئین جہانبانی کے اصولوں سے بھی روشناس کرایا گیا ہے۔ پچھلے خط میں عرض کر چکا ہوں کہ موجودہ حکمرانوں سے محاذ آرائی کی بجائے باہمی افہام وتفہیم اور مصالحت کی راہ تلاش کریں۔ تندوتیز بیانات شائع کرانے میں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے۔

اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

ہر عمل کیلئے ہے ردعمل　　　دہر میں نقش کا جواب ہے نقش

آپ نے اسماء الحسنیٰ کے وظیفہ پڑھنے میں دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے جس پر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور ومعروف کتاب

Marfat.com

سے استفادہ کے بعد آپ کو یہ وظیفہ بتا رہا ہوں۔ آپ علوم ریاضی، فقہ، حدیث، قانون اور منطق وغیرہ میں ایک مسلمہ اتھارٹی تھے۔ سچے اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے ایک انگریز پروفیسر کو ریاضی/ الجبرا کا کوئی مسئلہ درپیش تھا۔ اس کا ایک رفیق کار اسے اعلیٰ حضرت کے پاس لے گیا تو آپ نے فی الفور وہ مسئلہ حل فرما دیا۔ وظیفہ یہ ہے۔

آپ کا نام تو محمد نواز ہے مگر آپ ہمیشہ نواز شریف لکھا کرتے ہیں۔ اگر محمد نواز شریف لکھ لیا کریں تو بہت ہی بہتر ہوگا۔ ایک حدیث شریف ہے کہ روز محشر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو پکارے گا "یا محمد ﷺ" تو محمد نام کے سب امتی کھڑے ہو جائیں گے۔ اللہ فرمائے گا میں نے تو اپنے محمد ﷺ کو پکارا ہے تم سب لوگ کیوں کھڑے ہو گئے؟ وہ عرض کریں گے ہمارا نام بھی محمد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب محمد نام والوں کو بخش دے گا۔ خیر "Calculation" کے اعتبار سے صورتحال کچھ یوں بنے گی:

محمد نواز: م ح م د   ن و ا ز

7 1 6 50   4 40 8 40

156 = 64 + 92

شمیم اختر (والدہ): ش م ی م   ا خ ت ر

200 400 600 1   40 10 40 300

1591 = 1201 + 390

ماں بیٹے کے کل اعداد: 1747 = 156 + 1591

برج اور ستارہ: 145-7 = 12 ÷ 1747

یوں آپ کا برج میزان (تلا) اور ستارہ زہرہ یعنی شکر ہے۔ برج میزان کو "Libra" بھی کہتے ہیں۔ اس کی تشریح طویل ہے۔ کسی دوسرے خط میں بالوضاحت عرض کروں گا۔ اس وقت فوری طور پر آپ کو وظیفہ ورد کرنے کیلئے بتانے کی ضرورت ہے۔ آپ کے نام کی عددی قیمت 156 ہے دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے 99 ناموں میں سے کسی نام کی قیمت

Marfat.com

بھی 156 ہے تو پتہ چلا کہ عَفُوُ کے عدد بھی 156 ہے۔ لہٰذا آپ کا وظیفہ یا اللہ یا عفو بنا۔ گویا آپ نے ہر روز بعد نماز فجر یا عشاء اول درود شریف 11 مرتبہ پھر یا اللہ یا عفو 156 مرتبہ پڑھنا ہے اور دعا مانگنی ہے اور آخر میں پھر 11 مرتبہ درود شریف پڑھنا ہے۔

یاد رہے محترمی! کہ دعا ہر عبادت کی روح ہے اور اس کا مغز ہے۔ کیونکہ انتہا درجہ کی عاجزی اور نیاز مندی کو عبادت کہتے ہیں اور اس کا ظہور صحیح معنوں میں اس وقت ہوتا ہے جب انسان مصائب میں گھرا ہو۔ دوست ساتھ چھوڑ گئے ہوں۔ ہر تدبیر ناکام ہو چکی ہو حالات کی سنگینی نے اس کی قوت اور طاقت کو ریزہ ریزہ کر ڈالا ہو، جب ہر طرف سے امیدیں منقطع کر کے اپنے مولا و آقا کے در اقدس پر آ کر وہ سر نیاز جھکا دے اس کی زبان گنگ ہو جائے۔ دل دردمند کی داستاں اشک بار آنکھیں سنا رہی ہوں اور اس کو یقین ہو کہ وہ اس قادر مطلق کے سامنے اپنا قصہ غم پیش کر رہا ہے اور اپنی مشکل کو بیان کر رہا ہے جس کے سامنے کوئی مشکل، مشکل ہی نہیں۔ نیز اسے یہ پختہ یقین ہو کہ یہاں سے کوئی سائل کبھی خالی نہیں گیا میں بھی کبھی خالی اور محروم نہیں لوٹایا جاؤں گا۔ جو عجز و نیاز، جو غایت تذلل جو خشوع و خضوع۔ اس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے اس کی مثال کہاں ملے گی۔ غافل دل سے مانگی جانے والی دعا قبول نہیں ہوتی۔ دعا کی قبولیت کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ دعا مانگنے والا جس مقصد کیلئے دعا مانگ رہا ہے، اس کے بارے میں اپنی انتہائی شدت احتیاج کا اظہار کرے تاکہ پتہ چلے کہ اگر اس کی یہ التجا منظور نہ ہوئی تو اس کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا اور وہ خسارہ برداشت کرنا اس کے بس میں نہ ہو گا۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار اور فریاد سننے والا ہوں۔ سورہ مومن آیت نمبر 60 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ "اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل و خوار ہو کر۔"

محترمی جناب میاں صاحب! میں جانتا ہوں میرا خط طویل ہوا جا رہا ہے کہ مگر آج کل آپ فارغ ہیں اور کافی وقت ہے آپ کے پاس اس لیے لکھے جا رہا ہوں کہ چلو کچھ دل

Marfat.com

آپ کا بھل جائے گا۔ سو عرض ہے کہ انسانی سرشت میں کچھ رذیل خصائص بھی ہیں جن کے ذریعہ ابلیس انسان کو ذلیل و خوار کرا دیتا ہے مثلاً غصہ، غیظ و غضب، بغض، کینہ، انتقام، حسد، فخر و غرور، تکبر وغیرہ بزرگان دین نے فرمایا ہے غصہ دیوانگی پیدا کرتا ہے۔ غصہ کا حد سے گزر جانا غیظ و غضب کا نشانہ بنایا تو قدرت نے سخت انتقام لیا۔ والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیتے رہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ......

آں جا کہ بود عفوش ہر ذرہ گناہگارے آں جا کہ بود قہرش ہر شہر بیابانے

یعنی جس شہر کا حاکم جابر اور قاہر ہو گا وہ شہر بالآخر ویران و برباد ہو جائے گا اور جس شہر کا حکمران مہربان ہو گا وہاں کا ہر ذرہ گنہگار ہونے کی خواہش کرے گا تا کہ وہ بھی بخشش اور مہربانی سے لطف اندوز ہو سکے۔ فی الحقیقت انسان بڑا سفاک اور زود رنج ہے۔ قاتل کے غیظ و غضب کا ذرا اندازہ تو کریں کہ کس بے دردی سے اپنے ہی عزیزوں کو قتل کر دیتا ہے۔ سانپ سے بھی بڑھ کر زہریلا اور خطرناک ہے......

سانپ ڈس لے تو ہے تریاق کا امکان بہت
آدمی ڈس لے تو ہر سانس بکھر جاتی ہے

کہتے ہیں جب مرد بوڑھا ہوتا جاتا ہے تو اس کی حرص جوان ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ دنیا ایک کھیل تماشا ہے رات دن انسان حصول زر کی جستجو میں مصروف رہتا ہے۔ حالانکہ انسانی زندگی کا حال یہ ہے کہ......

ہم نے شب کو سحر بنایا ہے اک گھروندے کو گھر بنایا ہے
نہ کوئی خواب ہمارے ہیں نہ تعبیریں ہم تو پانی پہ بنائی ہوئی تصویریں ہیں

برادر جان برابر! گو بظاہر اس وقت حالات دگرگوں ہیں مگر حالات بدلتے دیر بھی نہیں لگتی گویا

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں

ایسے حالات میں استقلال ہمت اور رجوع الی اللہ رہنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ نیز تدبر تفکر

Marfat.com

اور حکمت عملی کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اللہ کریم یقیناً مدد فرمائے گا اور اچھے دن جلد نصیب ہونگے۔ خود چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں زندگی کا ساز نہ جانے کب بے آواز ہو جائے گویا......

زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے بج رہا ہے اور بے آواز ہے

دعا گو احقر العباد

میاں محمد سعید شاد

Annexure-D

خاتون ذی عزت وقار محترمہ باجی کلثوم صاحبہ زاد لطفکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج عالی؟

اللہ کریم اپنے حبیب مکرم ﷺ کے طفیل موجودہ سخت ترین بحران میں عزت ووقار کے ساتھ محفوظ و مامون فرمائے (آمین) محترمی جناب میاں صاحب نے جب دوبارہ وزارت عظمٰی کا حلف اٹھایا تھا تب میں نے ان کیلئے ایک کتاب ''والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب'' لکھ کر بھیجی تھی۔ جس کا ماخذ ''تلبیس ابلیس'' ہے جس کے مصنف امام ابن الجوزی بغدادی ہیں۔ اصل متن عربی زبان میں ہے مگر اب اس کا اردو میں ترجمہ بھی شائع ہوگیا ہے۔ اس کتاب میں علامہ صاحب نے بالوضاحت بتایا ہے کہ شیطان والیان ملک اور صاحبان اختیار واقتدار کو بارہ طرح کے مکروفریب میں مبتلا کر کے ذلیل ورسوا کراتا۔ وہ بارہ طرح کے مکروفریب کیا ہیں؟ وہ سب اس کتاب میں درج کیے تھے۔ ان کے پی آر او (PRO) صاحب کی طرف سے تعریفی خطوط تو ضرور آئے مگر محترمی جناب میاں صاحب نے شیطانی مکروفریب سے بچاؤ کی کوئی خاص کوشش نہ فرمائی۔ حالانکہ گاہے بگاہے بندہ ان کو خبردار کرتا رہا کہ آپ داؤ پر داؤ کھا رہے ہیں۔ تا آنکہ آپ کو پس زندان جانا پڑا۔ میں نے پھر وہی کتاب کراچی ان کو بھیجی اور اسم اعظم کا ایک وظیفہ بھی بتایا۔ ان کا خلوص بھرا خط آیا کہ وہ اب مذکورہ کتاب پڑھیں گے۔ وظیفہ بھی پڑھیں گے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی خصوصی

Marfat.com

حفظ وامان میں رکھیں اور اس بحران میں ہمت حوصلہ اور استقامت بخشیں۔ آمین

محترمہ باجی صاحبہ! اس خط کے ذریعے اور آپ کے نانا جان غلام حسین المعروف گاماں پہلوان رستم زمان کے متعلق کچھ حالات زندگی بتانا مقصود ہے۔ آپ جانتی ہوں گی آپ کے نانا جان کا اصل نام تو غلام حسین تھا۔ وہ 1882ء میں پیدا ہوئے۔ 78 سال کی عمر میں 1960ء میں وصال فرمایا۔ 28 سال کی عمر میں عالمی شہرت یافتہ پہلوان زبسکو کو شکست دے کر رستم زماں کا خطاب پایا۔ صاحب انسائیکلو پیڈیا بتاتا ہے کہ آپ کے نزدیک کشتی گیری ایک عبادت کا درجہ رکھتی تھی۔ گاماں درویش پہلوان تھا۔ وہ بارہ سال جتی ستی رہے۔ اس نے کشتی جب بھی لڑی باوضو ہو کر لڑی اور کشتی کو ہمیشہ ایک عبادت سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے ساری عمر ان کی پشت زمین پر لگنے نہیں دی اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا دست مبارک آپ کی پشت پر رہا۔ ہوا یوں کہ حضرت خواجہ خاوند محمودؒ (لاہور میں حضرت ایشانؒ کے نام سے مشہور ہیں اور خاندان مغلیہ کے دور میں لاہور مقیم تھے) آپ کا مزار شریف باغبان پورہ انجینئرنگ یونیورسٹی کے عقب میں آج بھی موجود ہے۔ آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ 20 سال کی عمر میں بخارا کے شہر "وخش" میں عبادات و ریاضت میں محو تھے۔ وخش کا گورنر باقی بیگ کسی وجہ سے آپ سے ناراض ہو گیا اور آپ کا ناک اور کان کاٹنے کا ارادہ کیا۔ حضرت خواجہ خاوندؒ نے فرمایا: "ایک دن خود اسی کے کان، ناک کاٹے جائیں گے" چنانچہ بخارا کے بادشاہ عبداللہ خان نے اس کی کسی گستاخی کے سبب بطور سزا اس کے کان اور ناک کٹوا دیئے۔ ایک دفعہ افغانستان کا ایک مشہور پہلوان تنگ دست ہو گیا وہ اپنے علاقہ کے کسی بزرگ کے پاس گیا اور کہا کہ دعا کرو کہ میں رستم زمان گاماں پہلوان کو پچھاڑ دوں تو انعام واکرام کی وجہ سے اس کی غربت دور ہو جائے گی۔ اس بزرگ نے کہا کہ تم پہلے حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور کے مزار پر جاؤ۔ وہاں سے جو اشارہ ہو اس پر عمل کرو۔ چنانچہ وہ پہلوان لاہور حضرت شاہ محمد غوث کے مزار شریف پر حاضر ہو کر معتکف ہوا۔ وہاں سے اشارہ پا کر حضرت ایشاں کے مزار پر حاضر ہوا۔ وہاں چند

Marfat.com

دن معتکف رہنے کے بعد اسے حضرت ایشان کی طرف سے اشارہ ہوا کہ تم وطن واپس چلے جاؤ تمہارے لیے کوئی ولی اللہ حضور پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں سفارش نہیں کر سکتا اس لیے کہ حضور پاک ﷺ کا دست شفقت پہلے ہی گاماں پہلوان کو نصیب ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ گاماں پہلوان کا اکھاڑہ موہنی روڈ لاہور پر واقعہ تھا جہاں وہ خود اور ان کے پٹھے ورزش وغیرہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن ہندوؤں اور سکھوں نے اکھاڑہ کے قریب ایک مسجد پر دھاوا بول دیا اور مسلمانوں کی مار کٹائی کی۔ اس کی خبر جونہی گاماں پہلوان کو ملی وہ لٹھ لے کر اپنے شاگردوں کے ہمراہ بلوائیوں پر پل پڑے۔ انہیں مار بھگایا۔ اسی رات گاماں پہلوان کو حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور ﷺ نے شاباش دی اور فرمایا کہ اس دنیا میں تمہاری پشت زمین پر کوئی نہیں لگا سکے گا۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ ایسا ہی ہوا اور وہ افغانی پہلوان بالآخر خاموشی سے واپس وطن لوٹ گیا۔ آپ کے نانا جان گاماں پہلوان رستم زماں کے دو واقعات اور عرض کرنا چاہتا ہوں:

1- آپ کے ایک شاگرد شفیع مشین والے تھے۔ ان کے پاس ایک دن گھبرائے ہوئے آئے، کہنے لگے اوئے شفیع غضب ہو گیا، میری جیب کٹ گئی۔ شفیع گھبرایا اللہ تعالیٰ جانے کتنا مال جیب کترا لے اڑا۔ استاد جی خیر ہو لگتا ہے بھاری رقم گئی۔ کہنے لگے اوئے شفیع! یہی تو پریشانی ہے کہ جیب میں صرف پانچ روپے تھے، اس دن پھر شکر کریں بچ گئے ہو شفیع نے خوشی سے کہا مگر پہلوان جی نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہا یار شفیع یہی تو افسوس ہے جیب کترا کیا سوچے گا اتنا بڑا پہلوان اور جیب سے صرف پانچ روپے نکلے! کتنی عظیم سوچ تھی پہلوان جی کی!!

2- دوسرا واقعہ اس طرح سے ہے کہ آپ بیماری کی حالت میں میو ہسپتال زیر علاج تھے۔ جناب محمود بٹ (تن ساز) پہلوان جی کو بڑا پیارا تھا۔ بٹ صاحب پاکستان ٹائمز میں مشہور کارٹونسٹ تھے۔ ایک دن وہ عیادت کیلئے ہسپتال گئے۔ پہلوان جی نے اسے دیکھ کر نفرت سے منہ دوسری طرف کر لیا اور سلام کا جواب نہ دیا۔ بٹ صاحب دوسری طرف ہوئے تو

Marfat.com

پہلوان جی نے منہ دوسری طرف موڑ لیا۔ بٹ صاحب نے پریشان ہو کر پوچھا پہلوان جی ناراض ہو؟ کہنے لگے محبوب! تم ناپاکی کی حالت میں میرے پاس نہ آیا کرو۔ بیٹا! پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ بٹ صاحب غسل جنابت کے بغیر آ گئے تھے۔

محترمہ! آپ رسول اللہ ﷺ کے پیارے رستم زماں، گاماں پہلوان کی نواسی ہیں۔ سب سے پہلے اپنے نانا جان کی قبر، پھر حضرت شاہ محمد غوث اور آخر میں ایشاں کے مزار پر تشریف لے جا کر ان کے وسیلہ سے دعائے نجات مانگیں۔ مجھے یقین ہے اللہ کریم اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صدقے انجام بخیر فرمائیں گے۔ جملہ احباب خانہ کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

دعا گو و دعا جو میاں محمد سعید شاد

Annexure-E

(محترمہ کلثوم نواز صاحبہ کا جواب)

السلام علیکم!

آپ کا ایمان افروز خط ملا، بہت بہت شکریہ!

اپنے بزرگوں کے بارے میں جان کر حوصلہ ہوا اور طمانیت کا باعث بنا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنے مقرب اور نیک بندوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فلاح دارین سے نوازے۔ (آمین)

بلاشبہ یہ بہت بڑا اعزاز اور مقام ہے جسے ہم بھی نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے کام کر کے پا سکتے ہیں۔ میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو

دعاؤں کی طالب

(کلثوم نواز شریف)

Marfat.com

میاں محمد سعید شاد (چیئرمین لوکل زکوٰۃ کمیٹی)

A-403 رحمٰن پورہ کالونی، لاہور

Annexure-F

محترم جناب میاں محمد سعید شاد صاحب! مورخہ 1 اپریل 2001ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ نے مجھے یاد کیا۔ آپ کا مشکور ہوں۔ آپ کی پُرخلوص دعائیں اور نیک خواہشات میرے لیے بہت قیمتی سرمایہ ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہوں کہ اس نے ہمیں آزمائش کی گھڑیوں میں ثابت قدم رکھا۔ میں نے پورے خلوص کے ساتھ اپنے ملک وملت کی خدمت کا فریضہ انجام دیا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی اس مشن کو جاری رکھوں گا مجھے یقین ہے کہ ہماری نیک نیتی اور خلوص رنگ لائے گی کیونکہ فتح ہمیشہ حق اور سچ کی ہوتی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے وطن کو خیر و برکت سے ہمکنار فرمائے۔

اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے اور یقیناً اپنے بے قصور بندوں کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے اہل خاندان کو خوش وخرم رکھے، آمین

خیر اندیش!

نواز شریف

پی او بکس 2127 جدہ 21451

کنگڈم آف سعودی عریبیہ

Marfat.com

جو وقت قریب آ رہا ہے

یہ نظم پینتالیس (45) بند پر مشتمل احسان دانش رحمۃ اللہ علیہ کی پیش بینی ہے جو انہوں نے 1947ء سے لے کر 1958ء تک کے پاکستان میں وارد حالات سے متاثر ہو کر لکھی تھی۔ 1980ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم صدر پاکستان کے دور میں ان کے نام انتساب کردہ کتاب ''فصل سلاسل'' میں یہ پوری نظم موجود ہے۔ اس میں سے صرف گیارہ (11) بند جن کا ابھی بھی موجودہ حالات سے گہرا تعلق ہے منتخب کیے گئے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان تلخ حقائق کا بڑی بصیرت سے مطالعہ کریں جن کا ذکر اس نظم میں کیا گیا ہے اور ملکی اصلاح احوال کے لئے مناسب عملی اقدام اٹھائے جائیں۔ حضرت دانش نے ابتدائی زندگی تنگی اور عسرت میں بسر کی۔ انہوں نے خود مزدوری کی اور مزدوروں کی ترجمانی کی۔ وہ ایک تخلیقی شاعر تھے۔ ان کا کلام وجدانی اور آفاقی ہے جس میں محبت اور سلامتی کا عنصر نمایاں ہے۔ آپ عرصہ حیات 1914ء سے 1982ء تک محیط ہے۔ آپ کی نظم و نثر کے تقریباً چالیس مجموعے شائع ہو چکے ہیں جہاں دانش نثر میں آپ کی آپ بیتی ہے۔ یہ کتاب انعام یافتہ ہے۔ جسے بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ (مؤلف)

1

دل اب وہ پہلا سا دل نہیں ہے نظر وہ پہلی نظر نہیں ہے
لبوں سے نغمات ہیں گریزاں دعا میں رنگ اثر نہیں ہے
سکوں کوئی معتبر نہیں ہے تڑپ کوئی کارگر نہیں ہے
خودی کی جھوٹی ہماہمی ہے یہاں کوئی خود نگر نہیں ہے
شریف انسان کا اس فضا میں کسی طرح اب گزر نہیں ہے
جو وقت نزدیک آ رہا ہے کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

Marfat.com

2

اگرچہ ہیں گردو پیش قبریں، مگر میں تقریر کر رہا ہوں
مجھے جو القا سا ہو رہا ہے تڑپ کے تشہیر کر رہا ہوں
یہ دور جس خواب میں ہے غلطاں اسی کی تعبیر کر رہا ہوں
میں اپنے شعر و ادب سے اپنے وطن کی تعمیر کر رہا ہوں
مرے تصور میں اس سے بڑھ کر اصول عرض ہنر نہیں ہے
جو وقت نزدیک آ رہا ہے کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

3

جو ہے وہ اپنی ہی ہانکتا ہے کہیں کوئی فیصلا تو ہوتا
لگام منہ سے نکال پھینکی تھی پاؤں میں سپنیکڑا تو ہوتا
وطن پرستوں کا جتنا ایثار ہے کہیں تذکرا تو ہوتا
جسے پرکھئے وہ ٹھس نکلتا ہے کوئی سکہ کھرا تو ہوتا
یہ رات جائے گی بھینٹ لے کر کہیں نمود سحر نہیں ہے
جو وقت نزدیک آ رہا ہے کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

4

یہ کوئی معیار زندگی ہے کہ پیش قوت جبیں جھکا دیں
اگر اشارہ ملے ذرا سا تو سامنے عصمتوں کو رلا دیں
جو کچھ ترقی کی ہوں امیدیں تو بڑھ کے بام حرم کو ڈھا دیں
جو سر اڑانے سے کام نکلے تو بے پس و پیش سر اڑا دیں
قدم قدم پر ہیں جرم و عصیاں مگر کوئی دادگر نہیں ہے
جو وقت نزدیک آ رہا ہے کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

Marfat.com

5

عوام کا ظرف کم نہیں ہے مگر یونہی حسن ظن کہاں تک؟
بساط گل روندتے رہیں گے یہ دشمنان چمن کہاں تک؟
وطن کی دامن دریدگی پر جئیں گے ننگ وطن کہاں تک؟
پکارتے ہی رہیں گے آخر ہمیں یہ دار ورسن کہاں تک؟
کہ ہم سے دیوانگان الفت کا سلسلہ مختصر نہیں ہے
جو وقت نزدیک آرہا ہے کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

6

اگر مناسب خیال کرتے ہو امن کا اہتمام کر لو!
زبوں نظام اگر غلط ہے درست اپنا نظام کر لو!
جو پالیسی میں نہ فرق آئے تو ملک کا انتظام کر لو!
تمہیں پہ اب فیصلہ ہے اس کا مٹو! کہ خود کو دام کر لو!
یقین کر لو کہ زندگی میں کوئی عمل بے ثمر نہیں
جو وقت نزدیک آرہا ہے کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

7

کچھ ایسی دریا نے لی ہے کروٹ کہ روز طوفان اٹھا کریں گے
فضا بگولے جنا کرے گی جنوں کے جھکڑ چلا کریں گے
مگر وفا کے حلیف جس حال میں رہیں گے وفا کریں گے
ہم آدمی کے بھلے میں خوش ہیں ہم آدمی کا بھلا کریں گے
ہمارے سینے میں صاف دل ہیں تو صاف کہنے میں ڈر نہیں ہے
جو وقت نزدیک آرہا ہے کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

Marfat.com

8

تھے جن زمینوں میں لالہ و گل وہاں فقط خار بس رہے ہیں
نگاہ جس سمت جا رہی ہے بلا کے عیار بس رہے ہیں
ذلیل، ملت فروش، ارباب کش، ریاکار بس رہے ہیں
تمام یہ آج کے جواری ہیں کل پہ ان کی نظر نہیں ہے
جو وقت نزدیک آ رہا ہے کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

9

جہاں میں اشرف پس رہے ہیں کہ ہو گئے بے شمار غنڈے
لگے جو موقع تو لوٹ لیتے ہیں روک کر رہگزار غنڈے
بلند منصب کے دوست قاتل، حریص طاقت کے یار غنڈے
جو اس طرف دو ہزار لٹتے تو اس طرف دو ہزار غنڈے
نظام کی سب خرابیاں ہیں یہ بات حالات پر نہیں ہے
جو وقت نزدیک آ رہا ہے کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

10

جو سن رہا ہے وہ دم بخود ہے جو دیکھتا ہے وہ کہہ رہا ہے
کہ یہ سفینہ ہوا کے بالکل خلاف دھارے پہ بہہ رہا ہے
لپٹ رہی ہیں مہیب موجیں ہوا کے یلغار سہہ رہا ہے
ہے سامنے شہر میتوں کا مگر کوئی آنکھ تر نہیں ہے
جو وقت نزدیک آ رہا ہے کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

11

میں خوب واقف ہوں شاعری کی ملے گی دانش جو داد مجھ کو
گلی گلی میں کریں گے رسوا یہ صاحبان مفاد مجھ کو

Marfat.com

قرار دے دیں گے چند نااہل مل کے اصل فساد مجھ کو
میں جس کا پیغامبر ہوں بعد اس کے کوئی پیغامبر نہیں ہے
جو وقت نزدیک آ رہا ہے کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

بھنور آنے کو ہے اہل کشتی!

بھنور آنے کو ہے اہل کشتی ! ناخدا چن لیں
چٹانوں سے جو ٹکرائے وہ ساحل آشنا چن لیں
زمانہ کہہ رہا ہے میں نئی کروٹ بدلتا ہوں
انوکھی منزلیں ہیں کچھ نرالے رہنما چن لیں
اگر شمس و قمر کی روشنی پر کچھ اجارہ ہے
کسی بے درد ماتھے سے کوئی تار ضیا چن لیں
یقیناً اب عوامی عدل کی زنجیر چھنکے گی
یہ بہتر ہے کہ مجرم خود ہی جرموں کی سزا چن لیں
اسیری میں کریں حسن گلستاں کی نگہبانی
قفس میں بیٹھ کر طائر ذرا رنگ فضا چن لیں
بگولے نکہت گل کے نمائندے کہاں ساغر
سنیں جو بات پھولوں کی وہ ہمراز صبا چن لیں

ساغر صدیقی

Marfat.com

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
کی شہرۂ آفاق تفسیر کا جدید، سلیس، دلکش، دلآویز اردو ترجمہ

ادارہ ضیاءالمصنفین

بھیرہ شریف کی زیرنگرانی
مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے علماء کی ایک نئی کاوش

تفسیر در منثور 6 جلد

زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

خوشخبری

مشہور ومعروف محدث ومفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

تفسیر ابن کثیر 4 جلد

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری اور

مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:۔ 7220479 -042-7221953 فیکس:۔ 042-7238010

042-7247350-7225085

021-2212011-2630411

Marfat.com

ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرۂ آفاق تفسیر

تفسیرات احمدیہ

جس کا نہایت سلیس اور دلکش انداز میں اردو ترجمہ

جناب مفتی محمد شرف الدین اشرفی

خطیب اعظم ملٹن کینز، انگلینڈ نے کیا۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور، کراچی -- پاکستان

Marfat.com

اهل علم کیلئے
عظیم علمی پیشکش

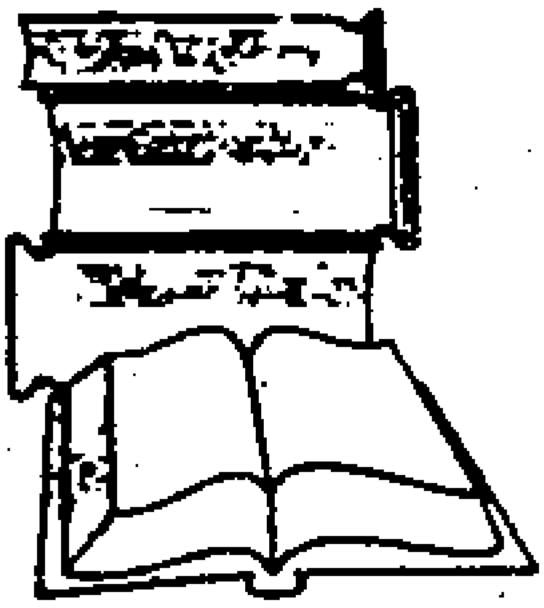

آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین

حضرت علامہ سید سعادت علی قادری کے

قلم سے نکلا ہوا عظیم علمی شاہکار

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

۲ جلدیں

خصوصیات

- زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل
- متلاشیان علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ
- مقررین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ
- ہر گھر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

خوشخبری

معروف محدث ومفسر حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم شاہکار

تفسیر مظہری 10 جلد

جس کا جدید، عام فہم، سلیس اور مکمل اردو ترجمہ "ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف"

نے اپنے نامور فضلاء جناب الاستاذ مولانا ملک محمد بوستان صاحب

جناب الاستاذ سید محمد اقبال شاہ صاحب اور جناب الاستاذ محمد انور مگھالوی صاحب

سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔ چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:۔ 7220479 -042-7221953 فیکس:۔ 042-7238010

042-7247350-7225085

021-2212011-2630411

Marfat.com

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار تصانیف

تفسیر ضیاء القرآن (۵ جلد)

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن

قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے ہر لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے

سیرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب ضیاء النبی ﷺ (۷ جلد)

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف

سنت خیر الانام

[illegible] سنت پر تحقیقی اور تنقیدی کتاب

مقالات

مختلف علمی روحانی اور معاشی موضوعات پر جامع مقالات کا مجموعہ

مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات شریف

مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ و دیگر سلاسل کے معمولات اور اوراد و وظائف کا مجموعہ

قصیدہ اطیب النغم

خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پرسوز اور دلآویز شرح

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

فون:

گنج بخش روڈ، لاہور 7221953-7220479
فیکس: 7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی 2630411-2212011
فیکس: 2210212

1Z 199